

## باب ۱۲

## کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن اسد نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو ایوب نے، ان کو محمد بن سیرین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو ہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا ابو القاسم نے کہ آپ لوگ میرے نام کے ساتھ نام رکھا کرو مگر میری کنیت استعمال نہ کیا کرو، یعنی ابو القاسم اپنی کنیت نہ رکھا کرو۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبد اللہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو بکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔  
(بخاری کتاب المناقب ص ۴۱۔ فتح الباری ۶/۵۶۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابو احسین بن فضل قطان نے اور ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، اس نے یعقوب بن سفیان سے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عاصم سے، اس نے ابن عجلان سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام اور کنیت (اپنے ناموں میں) جمع نہ کیا کرو یہ حقیقت ہے کہ میں ابو القاسم ہوں اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں اور میں اس کو تقسیم کرتا ہوں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعید عبد الملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابو عمرو و اسماعیل بن نجید سلمی نے، ان کو ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو ابو عاصم نے، اس نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔ مگر یہ کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (متدرک ۲/۶۰۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عمرو بن خالد حرانی نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عثمان بن صالح نے، ان کو ابن لہیعہ نے یزید بن ابو حبیب سے اور عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک سے کہ جب نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے ماریہ سے جو آپ کی باندی بھی تھیں، حضور ﷺ کے دل میں ان کے نام کے ساتھ کنیت استعمال کرنے کے بارے میں بات آئی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا، السلام علیکم یا ابا ابراہیم۔ اور فقیہ کی ایک روایت میں ہے اے ابو ابراہیم۔ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۲/۴۰۶)

## باب ۱۳

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل و نسب کی شرافت کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے اور سعید بن عثمان نے، ان کو بشر بن بکر اوزاعی نے، ان کو ابو عمار شداد نے وائل بن اسقع سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے بنو کنانہ کو چن لیا بنو اسماعیل میں سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چن لیا قریش کو بنو کنانہ میں سے پھر قریش میں سے چن لیا بنو ہاشم کو اور پھر بنو ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔ یہ الفاظ حدیث سعید کے ہیں۔  
(ترمذی کتاب المناقب ۵/۱۰۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی علی بن عباس اسکندرانی نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ہاشم نے، ان کو وحیم نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو ابو عمار شداد نے کہ اس نے سنا وائلہ بن اسقع سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ فرماتے تھے بے شک اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو چن لیا تھا پھر کنانہ میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو پھر بنو ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن مہران سے اور اس کے ماسوانے ولید بن مسلم سے۔ اور اس حدیث کی ایک مرسل روایت شاہد بھی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبد اللہ بن جعفر بن دارستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب اور حجاج بن منہال نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے، اس نے محمد بن علی سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا۔ پس عرب کو منتخب کیا پھر عرب میں سے بنو کنانہ کو، یا کہا تھا کہ نصر بن کنانہ کو منتخب کیا پھر ان میں سے قریش کو پھر ان میں سے بنو ہاشم کو پھر ان میں سے مجھ کو منتخب کیا۔ اور ایک اور طریق سے اسی مفہوم میں مروی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے، ان کو یزید بن ابو زیاد نے، ان کو عبد اللہ بن حارث بن نوفل نے عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کہ بے شک قریش جب باہم ملتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے محبت اور ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ملتے مگر جب وہ ہم لوگوں سے ملتے ہیں وہ ایسے رُخ سے ملتے ہیں جو معروف نہیں ہوتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے پھر فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ تمہیں محبوب رکھے اور اللہ اور رسول کو بھی محبوب رکھے۔ میں نے کہا بے شک۔ قریش بیٹھے باہم اپنے حسب و نسب کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی مثال بیان کی مثل اس کھجور کے درخت کی جو کوڑے کرکٹ والی زمین پر کھڑا ہو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تھا تو مجھے ان میں سے بہتر مخلوق میں سے بنایا۔ پھر جب اللہ نے ان کو تقسیم کیا تو مجھے ان کے خیر الفریقین میں سے بنایا۔ پھر جب ان کو قبیلوں میں تقسیم کیا تو مجھ ان کے بہترین قبیلے میں سے بنایا۔ پھر اللہ نے جب لوگوں کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ میں لوگوں میں سے نسب کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور گھرانے کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حماد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسحاق قاضی نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابن فضیل نے یزید بن ابی زیاد سے، اس نے عبد اللہ بن حارث سے، اس نے ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ ان سے ناراض ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ محمد کی مثال اس کھجور جیسی ہے جو کوڑے اور پکڑے پر کھڑا ہو۔ حضور ﷺ ناراض ہو گئے اور فرمایا: اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پیدا کی تھی پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہترین حصے میں پیدا کیا۔ پھر اللہ نے قبیلے بنائے اور مجھے بہترین قبیلے میں پیدا کیا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے اور مجھے ان کے بہترین گھرانوں میں بنایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: میں تم سے بہتر ہوں قبیلے کے اعتبار سے اور گھرانے کے اعتبار سے بھی۔

اسی طرح کہا ہے کہ مروی ہے ربیعہ بن حارث سے اور دیگر نے کہا کہ مروی ہے عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث سے اور ابن ربیعہ سے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ عبد المطلب بن ربیعہ کو حضور ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبد المطلب بن ابووداعہ سے مروی ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو منصور محمد بن محمد بن عبد اللہ بن نوح اولاد ابراہیم نخعی میں سے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن وحیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابو عزرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

فضل بن دکین نے، ان کو سفیان نے یزید بن ابوزیاد سے، اس نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، اس نے مطلب بن ابوداعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا عباس نے اس کو خبر پہنچی ہے اس بات کی جو بعض لوگ کہتے ہیں اس سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے اور ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیم یعنی مثل بن دکین نے، ان کو سفیان نے یزید بن ابوزیاد سے، اس نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، اس نے مطلب بن ابوداعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حالانکہ آپ کو وہ بات پہنچ چکی تھی جو بعض لوگ کہتے ہیں۔ لہذا حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بنایا اور ان کو دو حصے کیا پھر مجھے دو میں سے بہتر حصے میں سے بنایا پھر مخلوق کے قبائل بنائے مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں سے بنایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین گھرانے میں سے بنایا۔ میں تم سب میں سے بہتر گھرانے سے ہوں اور تم سب سے نفس کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو یحییٰ بن عبد الحمید نے، ان کو قیس نے اعمش سے، ان کو عبایہ بن ربیع نے، ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہتر قسم میں پیدا کیا۔ یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے :

۱- وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ - (سورۃ واقعہ : آیت ۲۷)

مراد ہیں دائیں ہاتھ والے (جن کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا)

۲- وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ - (سورۃ واقعہ : آیت ۴۱)

بائیں ہاتھ والے (جن کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا)

بہر حال میں اصحاب الیمین میں سے ہوں اور اصحاب الیمین میں سے بھی بہتر ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دو قسموں کو تین تین حصوں میں کیا، پھر اللہ نے مجھے ان میں سے بہتر ثلث میں سے بنایا۔ چنانچہ یہ بات اس ارشاد الہی میں ہے :

فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ - (سورۃ واقعہ : آیت ۸) - وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ - (سورۃ واقعہ : آیت ۱۰)

بہر حال میں سابقین میں سے ہوں اور سابقین میں سے بہتر ہوں۔ پھر اللہ نے تین ثلث کا قبائل بنایا اور مجھے اس میں سے بہتر قبیلے میں بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ - (سورۃ الحجرات : آیت ۱۳)

ہم نے تمہیں بہت ساری شاخیں اور قبیلوں سے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک تم سب میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

فرمایا میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہوں اور اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ پھر اللہ نے قبائل میں سے گھرانے بنائے پھر مجھے ان میں سے بہتر گھرانے میں بنایا۔ یہ بات اس قول جیسی ہے :

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا - (سورۃ احزاب : ۳۳)

یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تم سے شرک و کفر کی گندگی دور کر دے اے رسول اللہ کے گھرانے والے اور تاکہ تمہیں خوب پاک کر دے۔ چنانچہ میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک کئے ہوئے ہیں۔ (ابن کثیر نے البدلیۃ والنہایۃ میں نقل کر کے ضعیف قرار دیا ہے)



میں منتخب نسب والا ہوں ..... (۸) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابوعمر نے، دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صفانی نے، ان کو عبد اللہ بن بکر سہمی نے، ان کو یزید بن عوانہ نے، ان کو محمد بن ذکوان نے جو کہ ماموں ہیں حماد بن یزید کے بیٹے کے، ابو وہب نے کہا میرا خیال ہے کہ محمد نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی عمرو بن دینار سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں میں بنی کریم ﷺ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک وہاں ایک عورت کا گزر ہوا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ کی بیٹی ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا کہ محمد ﷺ کی مثال بنو ہاشم میں مثل ریحانہ (خوشبودار پودے کی سی) ہے جو بدبودار جگہ پر کھڑا ہو۔ وہ عورت چلی گئی تو میں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتادی۔ پھر حضور ﷺ تشریف لائے مگر آپ کے چہرے پر غصہ نمایاں تھا۔ آپ نے فرمایا کیا حال ہے ان باتوں کا جو مجھ کو کچھ لوگوں سے پہنچی ہیں؟ بے شک اللہ عزوجل نے سات آسمان بنائے مگر ان میں سے اوپر والے کو چن لیا۔ اس پر اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہا ٹھہرایا، اس کے بعد اپنی مخلوق بنائی۔ مگر ساری مخلوقات میں سے اولاد آدم کو چن لیا پھر اولاد آدم میں سے عرب کو پسند فرمایا، پھر عرب میں سے مضر کو پھر مضر میں سے قریش کو، اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے پسند فرمایا۔ بس میں پسندیدہ میں سے پسندیدہ، چنیدہ میں سے چنیدہ ہوں۔ جس نے عرب کو پسند کیا اس نے مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے محبت رکھی۔ جس نے عرب سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ یہ الفاظ ابو عبد اللہ کی روایت کے ہیں۔ (متدرک ۴/۷۳)

(۹) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ان کو ابو علی حسین بن علی حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن یحییٰ بن زہیر تستری نے، ان کو احمد بن مقدم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن واقد نے، ان کو محمد بن ذکوان نے جو ماموں ہیں حماد بن یزید کے بیٹے کے، انہوں نے اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو محمد یحییٰ بن منصور نے، ان کو ابو المثنیٰ معاذ بن شنی نے، ان کو غسان بن مالک نے ان کو عبد الواحد بن زیاد نے، ان کو کلیب بن وائل نے، ان کو ربیعہ رسول نے حدیث بیان کی اور میں نہیں جانتا اس کو مگر زینب فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، کدو کے بنائے ہوئے برتن کے استعمال سے اور تیل زدہ گھڑے سے جو شراب میں استعمال ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے فقیر کا ذکر بھی کیا تھا (لکڑی کو گود کر تیار کیا ہوا پیالہ جو شراب کے لئے استعمال کرتے تھے)۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا مجھے آپ خبر دیجئے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کہ وہ کس میں سے تھے، کیا مضر میں سے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں مضر میں سے ہی تو تھے۔ آپ بنو نضر بن کنانہ میں سے تھے۔ بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے عبد الواحد سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو بکر بن نورک نے، اور ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان ابو داؤد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عقیل بن طلحہ سلمی نے، مسلم بن ہیضم سے، اس نے اشعث قیس سے، میں نے کہا، یا رسول اللہ ہم یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آپ لوگوں میں سے ہیں یا آپ لوگ ہم لوگوں میں سے ہیں۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم بنو نضر بن کنانہ ہیں۔ نہ تو ہم اپنے باپ دادوں سے لاقلمتی کرتے ہیں اور نہ ہم اپنی ماؤں کو کوئی عیب لگاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اشعث نے کہا میں نے کسی ایک کو نہیں پایا، یا یوں کہا تھا کہ ہمیں ایسا کوئی نہیں ملا جو قریش کی کنانہ سے نفی کرے۔ مگر میں اس کو ڈرے ماروں گا جیسے اس پر حد جاری ہو رہی ہو۔

### رسول اللہ ﷺ کے ماں باپ دونوں پاک دامن تھے

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن حفص مقبری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عیسیٰ بکار بن احمد بن بکار نے، ان کو ابو جعفر بن موسیٰ بن سعید نے بطور املاء کے ۲۹۶ھ میں، ان کو ابو جعفر محمد بن ابان قلاسی نے، ان کو ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی نے،



ان کو مالک بن انس نے، ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی کہ بنو کندہ کے کچھ آدمی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ان میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات کہتے ہیں عباس اور ابوسفیان بن حرب۔ جب وہ مدینہ میں آئے تھے تاکہ وہ اس بات سے امان پائیں۔ بے شک ہم اپنے آباؤ اجداد سے ہرگز دست بردار نہیں ہوں گے۔ ہم لوگ بنو نضر بن کنانہ سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا، محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں۔ اللہ نے جب بھی لوگوں کو کسی اکائی سے دوئی میں تقسیم کیا، اللہ نے مجھے ان میں سے بہتر میں سے بنایا اور مجھے ایسے ماں باپ سے بنایا جن کی طرف سے مجھے کوئی جاہلیت کی بُرائی، بدکاری اور عیب نہیں پہنچا۔ میں نکاح کے نتیجے میں پیدا ہوا ہوں۔ بدکاری کے نتیجے میں نہیں۔ یہ حلالی ہونے اور پاکدامنی کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے ماں باپ تک۔ میں تم سے بہتر ہوں ماں کے اعتبار سے اور تم سے بہتر ہوں باپ کے اعتبار سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو علی حسین بن علی حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن سعید بن بکر رازی نے عسقلان میں، ان کو صالح بن نوفلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اس کی مثل مگر ہمیں انہوں نے یہ قول ذکر نہیں کیا فَأَخْرَجْتُ مِنْ حَتَّى خَرَجْتُ تَحْتِ اس روایت کے ساتھ ابو محمد عبد اللہ محمد بن ربیعہ قد امی منفرد ہے یہ اور مالک وغیرہ سے یہ سب منفرد ہیں جن کا کوئی متابع نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو سعید الخلیل بن احمد بن محمد البستی قاضی نے، ان کو ابو العباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو ابو بکر بن ابو خصیمہ نے، ان کو منصور بن ابو مزام نے، ان کو اسماعیل بن جعفر عمرو ابن عمرو سے، اس نے سعید بن ابو سعید مقبری سے، اس نے ابو ہریرہ ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اولاد آدم کے بہترین خاندانوں میں بھیجا گیا ہوں۔ یہاں تک کہ اس خاندان میں میری بعثت ہو جس میں میں ہوں۔ دوسری تعبیر یہ ہے کہ میں اولاد آدم کے بہترین زمانوں میں سے پیدا کیا گیا ہوں۔ ایک زمانے کے بعد دوسرا زمانہ۔ یہاں تک کہ میں اس زمانہ میں بھیجا گیا ہوں جس میں میں ہوں۔ بخاری نے اس کو نقل کیا تیبہ سے، اس نے یعقوب سے، اس نے عمرو سے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الخالق بن علی بن عبد الخالق مؤذن نیشاپوری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن حنب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو قلابہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب عیدی نے، بغداد میں، ان کو محمد بن احمد بن ابو العوام ریاحی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بہلول بن مروق نے، ان کو حدیث بیان کی موسیٰ بن عبید نے، ان کو عمرو بن عبد اللہ بن نوفل نے زہری سے، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے زمین کی تمام مشرقیں اور تمام مغربیں چھان ماریں مگر مجھے محمد ﷺ سے افضل کوئی آدمی نہیں ملا۔ اور میں نے زمین کی مشرق و مغرب چھان ماریں مگر بنو ہاشم سے افضل کوئی خاندان نہیں پایا۔

امام احمد نے فرمایا کہ یہ احادیث اگرچہ ان کی روایت کرنے میں وہ راوی بھی ہیں جن کی وجہ سے روایت صحیح نہیں قرار دی جاسکتی تاہم ان میں سے بعض روایات بعض کو پکا کرتی ہیں اور ان تمام روایات کا معنی و مفہوم اس روایت کی طرف راجع ہے جس کو ہم نے واثلہ بن اسقع اور ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن محمد بن غالب خوارزمی نے بغداد میں، ان کو ابو العباس محمد بن احمد یعنی ابن حمد ان نیشاپوری نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو محمد بن کثیر عبدی نے، ان کو سفیان بن سعید نے ابو اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے ابو عمارہ کیا آپ جنگ حنین والے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ آئے تھے؟ اس نے کہا کہ بہر حال میں گواہی دیتا ہوں رسول اللہ ﷺ پر بے شک اس نے پیٹھ نہیں پھیری تھی لیکن لوگوں میں سے کچھ جلد بازوں نے جلدی کر لی تھی۔

قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی تھی اور اس وقت ابوسفیان بن حارث حضور ﷺ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ اور حضور ﷺ یہ فرما رہے تھے،

انا النبی لا کذب - انا ابن عبدالمطلب

میں نبی ہوں یہ حقیقت ہے کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن کثیر سے اور مسلم نے روایت کیا دوسرے طریق سے سفیان سے۔

رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ ..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد العزیز بن عمران سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کا نسب آدم علیہ السلام تک لکھو ایسے۔ لہذا اس نے مجھے لکھوایا۔ محمد رسول اللہ ﷺ بن عبد اللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد۔

عبد العزیز نے کہا مجھے حدیث بیان کی موسیٰ بن یعقوب زعمی نے جو بنو اسد بن عبد العزیز سے ہے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے چچا ابوالحوریر نے اپنے والد سے، اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ معد بن عدنان بن اؤذ بن زند بن یری بن اعراق ہے، ام سلمہ فرماتی ہیں کہ پس معد، معد ہے اور عدنان، عدنان ہے اور اؤذ، اؤذ ہے اور زند ہمیسع ہے اور یری نبت ہے اور اسماعیل بن ابراہیم، اعراق الثری۔

ابراہیم بن منذر نے کہا کہ مجھ کو محمد بن طلحہ بن طویل تمیمی نے لکھوایا تھا۔ بس یوں کہا کہ محمد بن عبد اللہ سابق کی مثل معد بن عدنان تک۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب عبدی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حبان بن ملاعب نے، ان کو خالد بن مخلد قطوانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن یعقوب نے اپنے چچا حارث بن عبد اللہ بن زمعه سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ام سلمہ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہیں کہ معد بن عدنان بن اؤذ بن زند بن یری بن اعراق الثری سے۔ ام سلمہ کہتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی :

وَ اِنَّهُ اَهْلَكَ عَادًا الْاُولٰٓئِ وَ ثَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰی - (سورة النجم : ۵۱)

بے شک اس نے ہلاک کر دیا تھا عادی پہلی قوم کو اور قوم ثمود کو بس اس نے کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔

وَ عَادًا وَ ثَمُوْدَ وَ اَصْحَابَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ کَثِیْرًا - (سورة الفرقان : ۳۸)

قوم عاد کو اور قوم ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے مابین کئی زمانوں کو۔ جن کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اعراق الثری، اسماعیل بن ابراہیم، اور زید، ہمیسع، یری، نبت ہیں۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ بن عبد اللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اؤذ بن زند بن یری بن اعراق الثری بن فالح بن عابر بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلح بن اخنوخ بن یرد بن مہلاہیل بن قینان بن انوش بن شیش بن آدم ابو البشر صلوات اللہ علیہ اور انبیاء طاہر اختیار پر اور سلام۔



اس کو روایت کیا ہے عبید بن یعیش نے یونس بن بکیر سے اور اس نے اس میں کہا تازخ بن نا حور بن عور بن فلاح بن عابر بن شالح بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن خانوخ بن مہلیل بن قینان بن شیت بن آدم اور انہوں نے کہا بے شک اود بن مقوم۔

میں نے کہا اسی طرح ہے اس روایت میں محمد بن اسحاق بن یسار سے، اور اس پر اس میں اختلاف ہے۔ اور اہل نسب (یعنی نسب جاننے والوں نے) اس میں اختلاف کیا ہے۔ اور ان کے اختلاف کو ذکر کرنے سے کتاب میں بلا فائدہ طوالت ہوگی۔ اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نسب کی نسبت عدنان تک صحیح ہے اور عدنان کے بعد جو کچھ ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں، ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن علی بن عیسیٰ مالینی نے، ان کو محمد بن حسین بن خلیل نسوی نے، یہ کہ ابو کریب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے قالب نے، ان کو کعب بن جراح نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو ریحانہ عامر سے، یہ کہ معاویہ نے پوچھا تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قریش کا نام کیوں رکھا گیا تھا؟

انہوں نے بتایا کہ ایک سمندری جانور کی نسبت سے جو سمندری جانوروں میں سب سے بڑا ہوتا ہے، اس کو قرش کہا جاتا ہے۔ وہ جس چیز کے پاس سے گزرے وہ موٹی ہو یا ڈبلی اس کو کھا جاتی ہے۔

قریش کا وجہ تسمیہ ..... قریش کا وجہ تسمیہ ایک تو وہ ہے جو اود پر مذکور ہوا ہے۔ نیز اس کے علاوہ ڈاکٹر عبد المعطی نے البدایہ والنہایہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ قریش تَقْرِش سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی تفریق کے بعد جمع ہے یعنی منتشر ہونے کے بعد دوبارہ مجتمع ہونا۔ اور یہ قصی بن کلاب کے زمانے میں ہوا تھا۔ انہوں نے ان لوگوں کو حرم کے ساتھ جمع کیا تھا۔ لہذا اسی پر قریش کا اطلاق ہوتا تھا۔ اور ایک توجیہ یہ ہے کہ تَقْرِش کا مطلب تَكْسِبُ ہے، کمانا اور تجارت وغیرہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ از مترجم

مجھے اس بارے میں انہوں نے شعر بتائے اور میں نے اس کو نجی کے شعر سُنائے۔ جب اس نے یہ کہا:

وقریش ہی التي تسكن البحر	بها سمیت قریش قریشا
تاكل الغث والسمين ولا تترك	فيها لذي جناحين ريشا
هكذا في البلاد حتى قریش	ياكلون البلاد اكلا كميشا
ولهم اخر الزمان بسى	يكثر القتل فيهم والخنوشا

۔ قریش وہ جانور ہوتا ہے جو سمندر میں سکونت رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ مشیت کی وجہ سے

قریش کا نام قریش رکھا گیا۔ وہ جانور ہر ڈبلی اور موٹے کو کھا جاتا ہے اور وہ کسی صاحب پر کا پر بھی نہیں چھوڑتا

اسی طرح شہروں میں قریش کا قبیلہ بھی ہے۔ جو شہروں کو مکمل کھا جاتے ہیں اس بحری جانور کی مثل

اور ان کا ہی آخر زمانے میں نبی ہوگا۔ جو کثرت سے قتل کرے گا اور لوٹ بھی

(۲۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد بن ابو الحسن نے، ان کو عبد الرحمن ابن ابو حاتم نے، ان کو علی بن حسن نے، اس نے سنا احمد بن حنبل سے، اس نے سنا شافعی سے۔ انہوں نے کہا کہ عبد المطلب کا نام شیبہ تھا۔ اور ہاشم کا نام عمرو بن مناف تھا۔ اور عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی تھا۔ اور قصی کا نام زید بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن یحییٰ دارمی نے، ان کا نام ابو احمد ہے، ان کو عبد الرحمن نے، وہ ابی حاتم ہیں ان کو خبر دی عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، اس میں انہوں نے میری طرف لکھا کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں ان کے اپنے ہاتھ کی تحریر میں یہ پایا کہ

ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ادریس شافعی نے، انہوں نے کہا: لوگوں میں سب سے پہلے جو نبی کریم سے ملیں گے نسب کی وجہ سے وہ بنو عبدالمطلب ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے انکار فرمایا اور انہوں نے بنو ہاشم میں ان لوگوں کا ذکر کیا۔ عبدالمطلب، بنو اسد اور والدہ فاطمہ ام علی کو، بنو نضله، ابو صفی وغیرہ کو۔ اور کہا جاتا ہے اور صفی۔ پھر ذکر کیا بنو عبدالمطلب کو، پھر ذکر کیا بنو عبد شمس کو، پھر ذکر کیا بنو نوفل کو، پھر ذکر کیا بنو اسد بن عبد اللہ بن قصی کو اور بنو عبدالدار بن قصی کو، پھر ذکر کیا بنو زہرہ بن کلاب بن مرہ کو اور ان میں سے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وہب بن عند مناف بن زہرہ کو، پھر ذکر کیا تیم بن مرہ کو، پھر بنو مخزوم بن یقطب بن مرہ، پھر ذکر کیا بنو عدی بن کعب کو، پھر بنو نوح کو اور سہم بن عمرو بن ہصیص نم کعب بن لوی، پھر ذکر کیا بنو حارث بن فہر کو اور صحابہ و تابعین میں سے نام ذکر کئے۔ وہ لوگ جو ان بعض قبائل کی طرف منسوب ہوتے ہیں، یا اپنی نسبت کرتے ہیں۔ اور ہم اللہ کی مشیت کے ساتھ ان تمام امور کو فضائل صحابہ میں بیان کریں گے۔

### رسول اللہ ﷺ کو ابن ابی کبشہ کہنے کی وجہ

(الف) میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ پہلا شخص جس نے شعرے (ستارے) کی عبادت شروع کی تھی وہ ابو کبشہ تھا۔ اس نے اپنی قوم کے دین کی خلاف ورزی کی تھی۔ لہذا جب نبی کریم نے قریش کے دین کے خلاف ورزی کی اور آپ دین حنیف کو لائے تو انہوں نے حضور ﷺ کو بھی ابو کبشہ کے ساتھ تشبیہ دی اور اس کی طرف آپ کو نسبت دی اور کہنے لگے اور ابن ابو کبشہ ہے۔

(ب) اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ قوم میں سردار تھا یعنی خزاعہ کا۔

(ت) اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ نام اس کا وِجُو بن غالب بن حارث تھا۔ وہ وہی ابو عمرہ بنت وجز ہے اور عمرہ یہ ماں ہے وہب بن عبد مناف بی بی آمنہ کے باپ کی جو کہ رسول اللہ ﷺ کی امی تھی، گویا کہ لوگوں نے اس کو تشبیہ دی آپ کے نانا کے ساتھ آپ کی ماں کی طرف سے یعنی ابو کبشہ سے۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو یوسف یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے نانا نے زہری سے۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی سگی ماں جنہوں نے آپ کو جنم دیا آمنہ بنت وہب سے۔ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب اور ان کی ماں برہ بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرہ ہے۔ اور (برہ) کی ماں ام سفیان بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ تھی اور ان کی ماں برہ بنت عوف بن عبید بن عوتج بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر سے تھی۔ اور ان کی ماں قلابہ بنت حارث بن صعصعہ بن بنی عائد بن لحيان بن ہذیل تھی اور ان کی ماں بیٹی تھی مالک بن غنم کی بنو لحيان میں سے۔ اور حضور ﷺ کی وہ ماں جس نے آپ کو دودھ پلایا جو ان ہونے تک وہ حلیمہ بنت حارث بن سجنہ بنو سعد بن بکر ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن نضفہ بن قیس عیلان بن مضر سے۔ اور حلیمہ کا شوہر حارث بن عبد العزیٰ تھا۔

انہی سب لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی نسبت ہے۔ اسی طرح میری کتاب میں لکھا ہے اور دیگر لوگوں نے ام سفیان کی جگہ ام حبیب کہا ہے۔ اور عوتج کی جگہ عرتج کہا ہے۔ جبکہ زہری نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ثویبہ ابو لہب کی لونڈی نے بھی دودھ پلایا تھا اور ابو لہب کا نام عبد العزیٰ تھا۔

اور رسول اللہ ﷺ کی دادی یعنی آپ کے والد کی امی یعنی عبد اللہ بن عبدالمطلب کی امی فاطمہ بنت عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم تھی اور ان کی ماں (یعنی پردادی) صحرہ بنت عبدہ بن عمران بن مخزوم تھی۔ اور ان کی امی تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب بن مرہ اور اس کی ماں سلمیٰ بنت عامر بن عمیرہ ابن ودیعہ بن حارث بن فہر تھی اور اس کی امی بہن تھی بنو واثلہ بن عدوان بن قیس۔



(۲۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو علی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابو اسامہ نے شعبہ سے، اس نے عبد الملک بن میسرہ سے، اس نے طاؤس سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس فرمان الہی کے بارے میں :

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ - (سورة الشوری : آیت ۲۳)

فرمادیتے تھے کہ میں تم لوگوں سے دین کی تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے مودت فی القربی کے (یعنی میری قرابت داری کا احساس کرتے ہوئے تم لوگ میری بات پر غور کر لو اور مان لو)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریش کے بطنوں میں اور خاندانوں میں کوئی خالی نہیں تھا ہر خاندان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت موجود تھی، لہذا آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بلکہ قرابت داری کی محبت مانگتا ہوں کہ مجھے میری قرابت میں ایذا نہ پہنچاؤ۔ اور انہوں نے فرمایا کہ آیت منسوخ کر دی گئی ہے۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ - (سورة سبا : آیت ۴۷)

کہہ دیتے تھے کہ میں نے تم سے جو اجرت مانگی وہ تمہارے ہی لئے ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری کتاب المناقب - فتح الباری ۶/۵۲۶)

(۲۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس احمد بن ہارون فقیہ نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو عمرو بن عون نے، ان کو ہشیم نے، ان کو خبر دی داؤد نے شععی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس آیت کے بارے میں ہم سے کثرت سے سوالات کئے قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ - لہذا ہم نے اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھنے کے لئے لکھا۔ لہذا ابن عباس نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں واسطہ نسب تھے۔ ان کے بطنوں میں سے کوئی بطن ایسا نہیں تھا آپ جس کے بیٹے نہ شمار ہوتے ہوں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ یعنی میں تمہیں اس دین کی طرف اس لئے دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگوں سے میری تم سے جو قرابت ہے اس کا احساس کرتے ہوئے اپنی قرابت میں مجھے ایذا نہ پہنچائیں بلکہ اسی کا لحاظ کرتے ہوئے میری حفاظت کریں۔ ہشیم نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے حصین نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس کی مثل میں کہتا ہوں کہ جزاول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں کا ذکر گزر چکا ہے۔ بہر حال رہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں تو ان کی تفصیل میں، ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن حسین بن ابوالحسین سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابو عثمان سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابن عیینہ سے، وہ کہتے ہیں :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں ..... عبد المطلب کی بیٹیاں :

(۱) عاتکہ۔ (۲) اُم حکیم بیضاء، یہ حضور کے والد عبد اللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھی۔

(۳) صفیہ، یہ حضرت زبیر کی امی تھی۔ (۴) برہ (۵) اُمیمہ۔

(۲۷) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب عبد المطلب کی وفات کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ مجھ پر رو لیں تاکہ میں خود سُن لوں اور وہ چھ عورتیں تھیں، جن کے نام یہ ہیں :

(۱) اُمیمہ (۲) اُم حکیم (۳) برہ (۴) عاتکہ (۵) صفیہ (۶) اروی

یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں تھیں۔ (سیرة ابن ہشام ۱/۱۸۰)

## رسول اللہ ﷺ کے والد جناب عبداللہ اور آپ کی والدہ بی بی آمنہ بنت وہب

### اور آپ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم کی وفات کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوالمحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبح بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضور ﷺ کے والد عبداللہ کو یثرب ان کے لئے کھجوریں لے آنے کے لئے بھیجا تھا۔ تو عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات ہو گئی۔ اور بی بی آمنہ نے رسول اللہ ﷺ یعنی ابن عبداللہ کو جنم دیا تھا تو وہ عبدالمطلب کی کفالت میں آئے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والد عبداللہ ہلاک ہو گئے تھے، جبکہ آپ کی والدہ حمل سے تھیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب آپ کے والد عبداللہ فوت ہوئے اس وقت نبی کریم ﷺ اٹھائیس ماہ کے تھے۔ واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ بعض نے یہ کہا ہے کہ جب آپ کے والد فوت ہوئے، آپ اس وقت سات ماہ کے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب رسول اللہ ﷺ کی امی مدینے میں حضور کی تنہیال بنو عدی بن نجار میں گئیں تھیں، پھر واپس ان کو لارہی تھیں، یہاں تک کہ جب وہ مقام ابواء پر پہنچی تو اس مقام پر فوت ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ اس وقت چھ سال کے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس لئے کہ ہاشم بن عبدمناف نے مدینہ میں سلمی بنت عمرو سے شادی کی تھی اور وہ بنو نجار سے تھی۔ اسی سے ان کے بیٹے عبدالمطلب پیدا ہوئے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ عبدالمطلب پر جتنا لوگ روئے تھے، اتنا کسی پر نہیں روئے تھے۔ کہتے ہیں کہ زم زم کے کنوئیں کا متولی بننا اور پانی پلانے کی ذمہ داری ان کے بیٹوں میں سے عباس بن عبدالمطلب کے حصے میں آئی تھی یہاں تک کہ اسلام قائم ہو گیا اور یہ ذمہ داری بدستور انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس منصب پر قائم رکھا تھا۔

### رسول اللہ ﷺ کی اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو محمد بن یوسف فریابی نے، ان کو سفیان نے علقمہ بن مرند سے اس سے سلیمان بن بریدہ سے، اس نے ان کے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک قبر کے نشان پر پہنچے اور بیٹھ گئے اور لوگ بھی کثیر تعداد میں آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ چنانچہ آپ بار بار اپنے سر کو جھٹکنے لگے جیسے کسی سے بات کر رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ رو پڑے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آئے اور پوچھنے لگے، یا رسول اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ قبر میری والدہ آمنہ بنت وہب کی ہے۔ میں نے اپنے رب سے اس قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی ہے کہ میں اس کی



زیارت کروں، لہذا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دیدی ہے۔ اور میں نے ان کے لئے استغفار کی اجازت مانگی ہے مگر اللہ نے میری یہ استدعا قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لہذا مجھے اسی بات کی رقت نے آلیا ہے لہذا میں رو پڑا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس گھڑی سے زیادہ آپ کو روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ محارب بن دثار نے ابن بریدہ سے، اس نے ان کے والد سے اس روایت کا متابع بیان کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، ان کو ایوب بن ہانی نے مسروق بن اجدع سے، اس نے عبد اللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نکلے اور کچھ قبروں کو دیکھنے لگے۔ ہم بھی ان کے ساتھ نکلے حضور ﷺ نے ہمیں بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد آپ کچھ قبروں کو پھلانگ کر لائن میں سے ایک قبر پر پہنچے۔ آپ اس قبر کے بارے میں لمبی دیر تک مناجات کرتے رہے۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ گئے اور زور زور سے رونے لگے، اس قدر روئے کہ ہم سب بھی آپ کے رونے کی وجہ سے رونے لگے۔ اس کے بعد حضور ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں عمر آپ کو آ کر ملے اور پوچھنے لگے، یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے رولایا ہے؟ اس نے تو ہمیں بھی رولا دیا ہے اور ہمیں ڈرا دیا ہے۔ حضور ﷺ آ کر ہمارے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے رونے نے آپ لوگوں کو خوف زدہ کر دیا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بے شک یہ قبر جس کے اوپر آپ لوگوں نے مجھے دعا کرتے، مناجات کرتے دیکھا ہے یہ آمنہ بنت وہب کی (میری والدہ کی) قبر ہے۔ میں نے اس کی زیارت کی اجازت مانگی تھی، اللہ نے اجازت دیدی ہے۔ پھر میں نے اپنے رب سے ان کے لئے استغفار مانگنے کی اجازت مانگی میرے رب نے مجھے استغفار اور بخشش مانگنے کی اجازت نہیں دی۔

پھر محمد ﷺ پر یہ آیت اتری :

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ - (سورة توبہ : آیت ۱۱۳)

کسی نبی کے لئے اور ایمان والوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش لب کرے۔ الخ

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيمَ لِابْنِهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ - (سورة توبہ : آیت ۱۱۳)

باقی رہا ابراہیم علیہ السلام کا استغفار مانگنا تو وہ اس لئے تھا کہ انہوں نے پہلے اپنے والد سے وعدہ کیا ہوا تھا۔ جب یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ بیزار ہو گئے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس منع ہو جانے سے مجھ پر وہی رقت طاری ہو گئی جو ایک بیٹے کو اپنی ماں پر رقت طاری ہوتی ہے۔ یہی بات تھی جس نے مجھے رولایا ہے۔

زیارت قبر کی ترغیب ..... (۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو محمد بن عبید نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ہے ابو صالح بن ابوطاہر عنبری نے، ان کو خبر دی میرے دادا منصور قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو یزید بن کیسان نے ابو حازم سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تھی۔ اور خود بھی روئے تھے اور حاضرین کو بھی رولایا تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی تھی اپنی ماں کی قبر کو جا کر دیکھنے کی۔ اللہ نے مجھے اس کی تو اجازت دیدی تھی۔ اور میں نے آپ سے ان کے لئے بخشش مانگنے کی اجازت چاہی تو اللہ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ لہذا تم لوگ بھی قبروں پر جایا کرو، یہ بات تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے، اس نے محمد بن عبید سے۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے (ح) اور ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر بن عبد اللہ نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو

عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد کہاں ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ جہنم میں۔ جب وہ واپس جانے لگا تو اس کو واپس بلایا اور فرمایا میرے اور تمہارے والد دونوں جہنم میں ہیں۔  
اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم کتاب الایمان ۸۸ حدیث ۳۳۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن حرضی نیشاپوری نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن یعقوب بن مقسم مقری نے، ان کو موسیٰ بن حسن نسوی نے، ان کو ابو نعیم فضل بن دکین نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے زہری سے، اس نے عامر بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا والد صلہ رحمی کرتا تھا اور وہ ایسا تھا اور ایسا تھا۔ وہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ جہنم میں ہے۔ اس بات سے وہ دیہاتی ناراض سا ہو گیا۔ پلٹ کر اس نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کا والد کہاں ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جہاں کہیں تو کسی کافر کی قبر پر گزرے اس کو جہنم کی خبر دیدے۔ کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔ اور وہ کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ نے اس بات کا پابند کر دیا ہے کہ جہاں کہیں میں کسی کافر کی قبر سے گزروں اس کو جہنم کی بشارت دے دوں۔ (مجمع الزوائد ۱/۱۱۸)

(۱۰) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبد اللہ بن شریک نے، ان کو ابو مریم نے، ان کو نافع بن یزید نے، ان کو ربیعہ بن سیف نے، ان کو عبد الرحمن حبلی نے، ان کو عبد اللہ بن عمرو نے۔ انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک آدمی کو دفن کیا۔ جب ہم واپس آئے تو ہم نے اس کے دروازے کو کھولا تو ایک خاتون آپ کے سامنے تھی۔ ہمیں نہیں پتہ کہ آپ اس کو جانتے ہیں؟

آپ اس سے فرما رہے تھے، فاطمہ تم کہاں سے آرہی ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس میت کے گھر والوں کے ہاں سے آرہی ہوں۔ میں نے ان کو اس کے بارے میں تعزیت کی ہے۔ اور ان کی میت پر شفقت اور رحمت کا اظہار کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی ہے؟ وہ بولی اللہ کی پناہ اس سے کہ میں ان کے ساتھ قبرستان تک جاتی۔ حالانکہ میں آپ سے سن چکی ہوں جو کچھ آپ اس بارے میں ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے ساتھ قبرستان تک جاتی تو آپ جنت کو نہ دیکھتی، یہاں تک کہ اس کو دیکھ لیتا تیرے باپ کا دادا۔ (یعنی جس طرح وہ کافر جنت سے محروم ہیں تم بھی محروم ہو جاتی)

کُھدی سے مراد قبرستان یا قبریں ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان کے والد کے دادا سے مراد عبد المطلب بن ہاشم ہے۔ وہ لوگ یعنی آپ کے والدین اور دادا اس حال میں کیسے نہ ہوں گے آخرت میں۔ حالانکہ وہ لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو پوجتے پوجتے ہی مر گئے تھے۔ اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا دین ہی قبول نہیں کیا تھا۔ ان کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے نسب میں کوئی عیب پیدا نہیں کرتا۔ اس لئے کہ کفار کے نکاح صحیح اور درست تھے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ وہ لوگ (یعنی بہت سارے لوگ) اپنی اپنی بیویوں سمیت ایمان لے آئے تھے۔ مگر ان پر ان کے نکاحوں کی تجدید لازم نہیں ہوئی تھی۔ نہ ہی ان سے مفارقت اور علیحدگی لازم کی گئی، جب ایسی کیفیت ہو تو اسلام میں یہ جائز ہے۔



## مجموعہ ابواب - دربارہ صفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

### یعنی حلیہ مبارک و چہرہ مبارک کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن عبد الرحمن بن ماتی نے کوفے میں، ان کو احمد بن حازم بن ابو غرزہ نے، ان کو ابو غسان نے، ان کو ابراہیم بن یوسف بن ابواسحاق نے اپنے والد سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے سنا حضرت براء بن عازب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اور آپ کے اخلاق بھی سب سے زیادہ پیارے تھے۔ نہ زیادہ لمبے اور نہ ہی ٹھکنے تھے (بلکہ مناسب اور خوبصورت قد کے مالک تھے)۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اسحاق بن منصور کی ابراہیم سے روایت میں۔ (فتح الباری ۶/۵۶۳)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن بندار قزوینی نے جو کہ مکہ اور مسجد الحرام میں دائمی رہتے تھے۔ ان کو خبر دی ابو فضل عبید اللہ بن عبد الرحمن بن محمد زہری نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن شریک اسدی کوفی نے تین سو ایک میں، ان کو احمد بن عبد اللہ بن یونس یربوعی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے کہا کیا حضور ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مثل تیز (غضبناک) تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ آپ کا چہرہ انور چاند کی مثل تھا۔

### رسول اللہ ﷺ کا چہرہ چاند کے مشابہ تھا

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو زہیر نے ابواسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے پوچھا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی مثل نہیں تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا۔

اس کو بخاری نے صحیح میں ابو نعیم سے روایت کیا ہے۔ (ترمذی کتاب المناقب)

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے، بغداد میں، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو ابو یوسف یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیم اور عبید اللہ نے اسرائیل سے اس نے سماک سے کہ اس نے سنا جابر بن سمرہ سے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی مثل تھا؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ سورج اور چاند کی مثل گول تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبد اللہ بن موسیٰ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد حمش فقیہ نے، ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال بزاز نے، ان کو محمد بن اسماعیل حمسی نے، ان کو محارب بن اشعث سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے چاندنی رات میں حضور ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ نے سرخ پوشاک زیب تن کر رکھی تھی۔ چنانچہ میں کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھتا تو کبھی چودہویں کے چاند کی طرف دیکھتا۔ بے شک وہ میری نظر میں چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (اخرجا ترمذی فی کتاب المناقب)

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو محمد بن عبد العزیز رملی نے، ان کو قاسم بن غصن نے اشعث سے، اس نے ابو اسحاق سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے چاندنی رات میں حضور ﷺ کو دیکھا، آپ کے اوپر سرخ پوشاک تھی۔ لہذا میں حضور ﷺ کے اور چاند کے درمیان مشابہت اور مماثلت قرار دینے لگا۔

چمکدار چہرہ ..... (۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو عبید بن عبد الواحد نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے۔

اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح اور ابن بکیر نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے، ان کو ابن شہاب نے، ان کو خبر دی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہ عبد اللہ بن کعب بن مالک وہ تھا جو ان کے بیٹوں میں سے ان کو ہاتھ پکڑ کر چلاتا تھا جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں جب حضور ﷺ کو سلام کرتا تو ان کا چہرہ دمک رہا ہوتا تھا۔ اور حضور ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو چہرہ انور ایسے روشن ہو جاتا تھا جیسے کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ یہی کیفیت ہم ان کی پہچانتے تھے۔ ابو عبد اللہ کی حدیث کے یہی الفاظ ہیں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۶/۵۶۵۔ مسلم۔ کتاب التوبہ و مسلم ۴/۲۱۲۔ مسند احمد ۳/۳۵۹)

(۸) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، یعنی احمد بن ازہر نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو ابن شہاب زہری نے عروہ سے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ایک روز انتہائی مسرور اور خوش خوش گھر میں داخل ہوئے اور آپ کا چہرہ انور چمک رہا تھا اور فرمانے لگے کہ کیا آپ نے سنا نہیں کیا کہا ہے مجز مد لکھی نے، اس نے زید اور اسامہ کو دیکھا جبکہ دونوں کے سر کپڑے سے ڈھکے ہوئے تھے۔ اور دونوں کے پیر ظاہر ہو رہے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ پیر بعض بعض میں سے ہیں۔ (یعنی باپ بیٹے کے ہیں)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن عبد الرزاق سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبد بن حمید سے اس نے عبد الرزاق سے۔

(۹) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن ابو یعقوب عبدی نے، ان کو ابو اسحاق ہمدانی نے ایک ہمدانی عورت سے، اس نے اس کا نام ذکر کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئی بار حج کیا۔ آپ کے اونٹ پر حضور ﷺ کعبے کا طواف کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں کھوٹی ہوتی تھی۔ حضور ﷺ کے اوپر دوسرخ چادریں تھیں جو آپ کے کندھوں تک پہنچتی تھیں۔ جب آپ حجر اسود کے ساتھ گزرتے تھے تو کھوٹی کے ساتھ اس کا استلام کرتے تھے۔ پھر اس کو اپنی طرف اٹھالیتے اور اس کو بوسہ دیتے تھے۔ ابو اسحاق نے کہا میں نے اس عورت سے کہا حضور کی مشابہت کس چیز سے تھی؟ فرمایا کہ جیسے چودہویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ میں نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھی نہ آپ کے بعد۔

سورج طلوع ہونے کے ساتھ مشابہت ..... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، (ح) اور ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن محمد بن اسحاق فاہبی نے مکہ میں، ان کو ابو یحییٰ بن ابوسمرہ نے، ان کو یعقوب بن محمد زہری نے، ان کو عبد اللہ بن موسیٰ تیمی نے، ان کو اسامہ بن زید نے، ان کو ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کر کے سنائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ حضور ﷺ کو دیکھتے تو آپ یہ کہتے کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث یعقوب بن محمد کے اور ابراہیم کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا اے بیٹے اگر آپ حضور ﷺ کو دیکھتے تو یہ دیکھتے کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۸۰)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کی تعریف

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو روح بن فرج نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے خالد بن یزید سے، اس نے سعید بن ابولہال سے اس نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمن سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنانس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے تھے کہ آپ متوسط قد کے لوگوں میں سے تھے، نہ انتہائی لمبے نہ ہی بہت چھوٹے۔ پھولوں جیسا رنگ تھا۔ انتہائی گورے چٹے تھے۔ آپ شدید سفید اندھے کی طرح نہیں تھے، بلکہ سُرخ سفید تھے (ایسی سفیدی جس کے ساتھ سُرخنی ملی ہو)۔ آپ کے بال نہ شدید گھونگھرا لے تھے نہ ہی ایک دم سیدھے تھے بلکہ جمودت اور سبوطت کی ملی جلی کیفیت میں تھے۔ مضبوط صحت مند تھے۔ آپ کے اُپر وحی کا نزول شروع ہوا تو آپ چالیس سال کے تھے۔ آپ مکہ میں دس سال ٹھہرے تھے، اس حال میں کہ آپ کے اُپر وحی اُترتی رہی تھی اور مدینہ میں دس سال۔ پھر آپ وفات پا گئے۔ جبکہ آپ ساٹھ سال کے تھے مگر اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس سفید بال بھی نہیں تھے۔

ربیعہ نے کہا کہ میں نے آپ کے بالوں میں سے ایک بال کو دیکھا، وہ سُرخ ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا تو بتایا کہ یہ خوشبو لگانے کی وجہ سے سُرخ ہو گیا ہے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے۔

آپ علیہ السلام میاں نہ قد تھے ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشا نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد رضی اللہ عنہ بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو ابوربیع نے، دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن جعفر نے، ان کو ربیعہ نے، اس نے سنانس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھونگھرا لے اور سیدھے کی درمیانی کیفیت کے بالوں والے تھے۔ نہ بالکل سیدھے بال تھے نہ بالکل گھونگھرا لے تھے۔ گلاب کے پھول جیسے تھے۔ نہ شدید سفید تھے نہ انتہائی لمبے تھے، بلکہ متوسط قد کے لوگوں میں سے تھے۔ نہ بالکل نائے تھے نہ انتہائی لمبے تھے۔ چالیس سال پورے ہونے پر مبعوث ہوئے۔ دس سال مکہ میں رہے، دس سال مدینہ میں رہے۔ اور ساٹھ سال کے پورے ہونے پر انتقال کیا۔ آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس تک بھی سفید بال نہیں تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید وغیرہ سے اور بخاری و مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے ربیعہ بن عبد الرحمن سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے ثابت نے انس سے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ پھولوں جیسی رنگت والے تھے۔

اور اس کو روایت کیا ہے حمید طویل نے، جیسا ہمیں اس کی خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، ان کو اسماعیل صفار نے، ان کو احمد بن منصور رماوی نے، ان کو ابو سعید حداد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد واسطی نے۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے، دونوں نے کہا کہ ان کو خالد بن عبد اللہ نے حمید طویل سے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ کے مالک تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر رزاز نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عاصم نے، ان کو حمید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنانس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں حدیث ذکر کی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ کے تھے۔ لیکن آپ کے رنگ کی سفیدی سمرۃ اور گندمی تھی۔



(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حسین بن حسن عضائری نے بغداد میں، ان کو ابو جعفر رزازی نے، ان کو محمد بن عبد الملک دقینی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو جریری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور ابو الطفیل بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ پس ابو الطفیل نے کہا کہ میرے سوا اور کوئی ایسا شخص زندہ باقی نہیں رہا جس نے حضور کو دیکھا ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے حضور کو دیکھا تھا؟ کہا کہ جی ہاں دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ حضور کی صفت اور کیفیت کیا تھی؟ فرمایا کہ آپ سفید رنگ زردی مائل تھے اور معتدل اور میانہ قد تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے، ان کو خالد بن عبد اللہ جریری نے، اس نے الطفیل سے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم کو دیکھا تھا۔ میرے سوا اس وقت کوئی اور زندہ باقی نہیں رہا جس نے حضور کو دیکھا ہو۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے سامنے حضور کی صفت بیان کریں۔ فرمایا کہ آپ بلخ چہرے والے تھے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں سعید بن منصور سے۔

(۶) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو واصل بن عبد الاعلیٰ اسدی نے، ان کو محمد بن فضیل نے اسماعیل بن ابو خالد سے، اس نے ابو جحیفہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کو دیکھا تھا، سفید رنگ جوان عمر تھے اور حسن بن علی ان کے مشابہ تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں واصل بن عبد الاعلیٰ سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن علی سے، اس نے محمد بن فضیل سے۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبد ان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے عبد اللہ بن عقیل سے، اس نے محمد بن علی یعنی ابن الحنفیہ سے، اس نے اپنے والد سے کہ رسول کو کھلے ہوئے رنگے تھے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسن بن نورک نے، اس کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد طیالسی نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن عبد اللہ بن ہرمز نے نافع بن جبر سے اس نے علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا چہرہ حمرة سُرخ ملا ہوا تھا (یعنی سُرخ سفید تھے)۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک نے عبد الملک سے، اس نے نافع بن جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں حضرت علی سے انہوں نے ہمارے سامنے حضور کی صفت بیان فرمائی۔ فرمایا کہ حضور سفید رنگ مگر حمرة اور سُرخ مائل سفیدی والے تھے۔

یہ روایت اسی طرح حضرت علی سے دیگر کئی طرق سے بھی مروی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ حمرة اور سُرخ ملا سفید رنگ تھا اور کپڑوں سے نیچے کا جسم سفید پھولوں کی رنگت والا تھا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ پس مجھے حدیث بیان کی محمد بن مسلم نے عبد الرحمن بن مالک بن عشم سے، اس نے اپنے چچا سرافہ بن عشم سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے، اس نے عبد الرحمن بن مالک بن عشم سے، اس نے اپنے والد سے کہ سراقہ بن عشم نے کہا کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا، جب ان کے قریب ہوا وہ اس وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ میں نے آپ کے پنڈلی کی طرف دیکھا، ایسی تھی جیسے کے درخت کا جمارہ اور گری جو چربی کی مثل ہوتا ہے۔ دراصل کھجور کے درخت کے اوپر نرم گوند ہوتا ہے۔

اور یونس کی ایک روایت میں ہے، اللہ کی قسم گویا کہ میں آپ کی پنڈلی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ چڑے کی رکاب میں جیسے کہ وہ کھجور کے درخت کا گوند ہے (یا کھجور کی گری ہے)۔

(۱۲) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو بکر جمیدی نے، ان کو اسماعیل نے ان کو مزاحم بن ابو مزاحم نے، ان کو عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے محرش کعمی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ مقام جمرانہ سے رات کے وقت۔ لہذا میں نے اس وقت ان کی پیٹھ کی طرف دیکھا تھا، جیسے دھلی ہوئی چاندی کا ٹکڑا ہے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن علاء نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو عبد اللہ بن سالم نے زبیدی سے، ان کو محمد بن مسلم نے سعید بن مسیب سے کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ شدید البیاض تھے۔ سخت سفید یا انتہائی سفید رنگ۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو ابو الحسن محمودی نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو محمد بن ثنی نے، ان کو یحییٰ بن بشر نے، ان کو مبارک نے، اس کو رشید بن سعد نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو ابو یونس مولیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ اس نے سنا ابو ہریرہ سے۔ وہ کہتے تھے، میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی شی نہیں دیکھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے آپ کے چہرے پر سورج ہے۔ اور میں نے رفتار میں حضور ﷺ سے زیادہ تیز کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کہ زمین آپ کے لئے سمٹی اور لپٹی جا رہی ہے۔ ہم انتہائی مشقت میں واقع ہو جاتے تھے اور وہ آسانی سے چل رہے ہوتے تھے بغیر کسی تکلف کے۔ (ترمذی نے مناقب میں روایت کیا باب صفۃ النبی ﷺ میں حدیث ۳۶۲۸۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ۲/۲۵۸)

## باب ۱۷

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اور پلکیں اور منہ مبارک

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابوعمر نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ منہ والے تھے۔ موٹی موٹی آنکھوں والے تھے۔ ایزڑیوں کا گوشت کم تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا صحیح میں غندر کی حدیث سے، اس نے شعبہ سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، بطور املاء کے، ان کو ابو العباس قاسم بن قاسم سیاری نے مروی میں، ان کو ابو المہجہ نے، ان کو عبد ان نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لمبی لمبی آنکھوں والے تھے، کشادہ منہ تھا۔ میں نے پوچھا کس قدر لمبی آنکھیں تھیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی آنکھوں میں بلکی سی حرۃ اور سُرخ تھی (یا سفید ڈھیلوں میں سُرخ دھاریاں تھیں)۔

میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر سماک کی جانب سے مروی ہے اور اس کو اس طرح کہا ہے معاذ بن معاذ نے شعبہ سے، لمبی یا موٹی آنکھوں کے بارے میں ابوداؤد نے شعبہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اشکل العین سے مراد اشہل العین یعنی نشلی گلابی آنکھیں مراد ہیں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو خبر دی سماک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سُرخ نشلی آنکھوں والے تھے۔ پتلی ایزڑیوں والے کشادہ دہن تھے۔

ابو عبد اللہ نے کہا کہ الشکلة هیئت حمرة و سُرخی کو کہتے ہیں جو آنکھوں میں سفیدی میں ملی ہوئی ہوتی ہے اور شہلۃ شکلة سے الگ ہوتی ہے۔ یہ وہ حمرة و سُرخی ہوتی ہے جو آنکھوں کی سیاہ پتلی میں نظر آتی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عباد نے حجاج سے، اس نے سماک سے، اس نے جابر بن سمرہ سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ حضور ﷺ کو جب دیکھتے تو یوں لگتا جیسے انہوں نے سُرمہ لگایا ہوا ہے۔ سُرمہ کی آنکھیں تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیوں میں حموشہ بھی کسی قدر پتلی اور مضبوط تھی۔ جب ہنتے تھے تو مسکرا دیتے تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے، محمد بن علی سے اس نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ بڑی بڑی آنکھوں والے، لمبی اور گھنی پلکوں والے تھے۔ آنکھوں کے ڈھیلے سفیدی میں سُرخ مائل تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو خالد بن عبد اللہ نے، اس کو عبید اللہ نے یعنی عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تھا کہ آپ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی تعریف بیان کیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ سفید رنگ کے تھے جو سُرخ مائل تھے۔ آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں، پلکیں گھنی اور لمبی تھیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن سلمہ نے اور سعید بن منصور نے، دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے، ان کو عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرہ نے، ان کو ابراہیم بن محمد، علی المرتضیٰ کے بیٹوں میں سے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ جب حضور ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے، فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کا چہرہ گول تھا۔ سفید سُرخ مائل تھے۔ آنکھیں سیاہ کشادہ تھیں پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو خبر دی عبد اللہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عاصم بن علی بن عاصم، اور آدم نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوزبیب نے، ان کو صالح مولیٰ توأم نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ حضور ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ لمبی آنکھیں اور گھنی پلکوں والے تھے۔

## باب ۱۸

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اقدس

بھنویں، ناک، منہ اور دانت مبارک

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین مظان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کی عبد اللہ بن سالم نے، ان کو زبیدی نے، ان کو زہری محمد بن مسلم نے سعید بن مسیب سے کہ انہوں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کر رہے تھے کہ آپ کی جبین اقدس کشادہ تھی، پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

(تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ۱/۳۳۶)



(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو خبر دی عبد اللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ابو غسان نے، ان کو جمیع بن عمر بن عبد الرحمن عجلی نے، ان کو مکہ میں ایک آدمی نے ابو ہالہ تمیمی نے حسن بن علی سے اس نے اپنے ماموں سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کشادہ جبین تھی بھنویں لمبی اور کمان نما تھیں (یعنی بھنویں کی دھاری لمبی اور پتلی تھی)۔ بھنویں باہم ملی ہوئی نہ تھیں بلکہ حسین فاصلہ تھا۔ غصے کے وقت بھنویں حرکت کرتی تھیں، جس سے وہ اور نمایاں ہو جاتی تھیں۔ ناک مبارک لمبی اور ستواں تھی، اس کے اوپر ایک خاص نور جاری رہتا تھا جو نہیں پہچانتا ہوتا تھا وہ دیکھتے ہی آپ کو محسوس کر لیتا تھا۔ رخسار مبارک گوشت سے بھرے ہوئے نہیں قدر بلکہ تھے۔ منہ مبارک کشادہ تھا۔ دانت مبارک چمکدار تھے، دانتوں میں کسی قدر فاصلہ تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو عبد العزیز بن ابوثابت زہری نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، ان کو ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے کریب سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ اور چمکدار دانتوں والے تھے۔ آپ جب بات کرتے تھے تو ایسے نظر آتا تھا جیسے سامنے کے دونوں دانتوں سے نور چمک رہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۷۹)

## باب ۱۹

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اور داڑھی مبارک کی صفت

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن عبد اللہ بن ہرمز نے نافع بن جبیر سے، اس نے علی مرتضیٰ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا، داڑھی گھنی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن حسین قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک نے عبد الملک بن عمیر سے اس نے نافع بن جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ کا خلیہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ حضور ﷺ کے سر کی کھوپڑی موٹی تھی، داڑھی عظیم و بھری ہوئی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو نوح بن قیس حدانی نے، ان کو خالد بن خالد تمیمی نے، ان کو یوسف بن مازن راسبی نے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، اے امیر المؤمنین ہمارے نبی کریم ﷺ کا خلیہ مبارک بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا، آپ سفید سرخ تھے۔ بڑی کھوپڑی والے تھے۔ روشن جبین والے، کشادہ آبرو والے تھے۔ گھنی اور لمبی پلکوں والے تھے۔

(۴) کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے محمد بن علی سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھنی داڑھی والے تھے۔

ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو حارث نے، ان کو عبد اللہ بن سالم نے زبیدی سے، ان کو خبر دی زہری یعنی محمد بن مسلم نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے وصف بیان کر رہے تھے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سیاہ داڑھی والے، خوبصورت دانتوں والے تھے۔ (نسائی ۸/۱۸۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے، ان کو ابو الحسن محمودی نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو ابو موسیٰ محمد بن ثنیٰ نے، ان کو یحییٰ بن کثیر ابو غسان نے جہضم بن ضحاک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مقام رَحِیْنَح میں اُترا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہاں پر وہ آدمی ہے جس نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے۔ میں اس (صحابی) کے پاس پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا واقعی آپ نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں میں نے دیکھا ہے۔ وہ متوسط قد کے جوان تھے۔ خوبصورت سہلہ والے تھے۔ راوی نے بتایا ابتدائے اسلام میں داڑھی کو سہلہ کہہ کے پکارتے تھے۔ واللہ اعلم (ذکرہ البخاری فی التاریخ الکبیر ۱/۲۳۵)

## باب ۲۰

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی صفت

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو محمد زیاد نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن حجر نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو ربیعہ بن ابو عبد الرحمن نے کہ اس نے سنانس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنگھی شدہ بالوں والے تھے، نہ تو بال بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی نہایت گھونگھرا لے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن حجر سے اور مسلم و بخاری نے اس کو نقل کیا ہے مالک وغیرہ کی حدیث سے، اس نے ربیعہ سے۔ (۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کے بال دو طرح کے بالوں کے ہیں بین تھے۔ نہ ہی انتہائی سیدھے تھے اور نہ ہی انتہائی گھونگھرا لے تھے۔ آپ کے بال آگے دونوں کانوں اور دونوں کندھوں کے درمیان پہنچتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسلم بن ابراہیم سے اور عمرو بن علی سے، اس نے وہب بن جریر سے، اس نے اپنے والد سے۔ (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو محمد بن ایوب اور تمیم بن محمد اور حسن بن سفیان نے۔ سب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن فروخ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر بن حازم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ سیدھے بال تھے متوسط۔ نہ انتہائی سیدھے، نہ انتہائی گھونگھرا لے۔ آپ کے بال کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح شیبان بن فروخ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن عاصم نے، ان کو ہمام نے قتادہ سے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ بن محمد کعمی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو ہمام نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک آپ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث حبان سے اس نے ہمام سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوعلیٰ روزباری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مغلد بن مغلد نے، ان کو عبدالرزاق نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے، ان کو ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ان کے کانوں تک تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مروی ہے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دونوں کانوں کے بیچ تک تھے۔ (فتح الباری ۱۰/۳۵۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو کراہیسی نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن علیہ نے، حمید سے پھر اس نے ذکر کیا۔ مسلم نے ان کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

آپ علیہ السلام حسن سے زیادہ حسین تھے ..... (۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو عفان نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا براء بن عازب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوسط قد کے تھے۔ چوڑے کندھوں والے (یعنی کندھوں کا درمیانی فاصلہ قدر زیادہ تھا)۔ آپ کے بال آپ کی کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ آپ کے جسم پر سُرخ پوشاک تھی، میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت چیز کوئی نہیں دیکھی۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے ابو عمر حفص بن عمر سے اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے غندر کی روایت سے، اس نے شعبہ سے۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابو غسان نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے۔ انہوں نے سنا براء بن عازب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو سُرخ پوشاک میں آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو)۔ آپ کے پٹھے زلفیں کندھوں کے قریب تک تھیں۔ ابواسحاق نے کہا، میں نے اس سے سنا وہ اس حدیث کو بار بار بیان کرتے تھے۔ جب بھی انہوں نے اس کو بیان کیا ہنس دیئے۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ابو غسان مالک بن اسماعیل سے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلیٰ حسیس بن محمد روزباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن داسہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، ان کو عبد اللہ بن مسلمہ اور محمد بن سلیمان انباری نے، ان کو کعب نے (ح)، اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو عبد اللہ بن محمد نے، ان کو ابو کریب نے، ان کو کعب نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابواسحاق نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کسی صاحب زلفوں سُرخ پوشاک میں ملبوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ کے ایسے بال تھے جو کندھوں کو چھوتے تھے۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چوڑے کندھوں والے تھے۔ نہ انتہائی لمبے، نہ انتہائی چھوٹے تھے۔

یہ الفاظ ابو کریب کی حدیث کے ہیں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی ابن اصفہانی نے، ان کو شریک نے عبد الملک بن عمرو سے۔ اس نے نافع بن جبیر بن مطعم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف بیان کی۔ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کثیر تھے اور قد رسیدھے تھے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعلیٰ روزباری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابن نفیل نے، ان کو عبد الرحمن بن ابوالزناد نے ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک وَفَرَّةٌ سے بڑے تھے اور حُمَّةٌ سے کم تھے۔

فائدہ :

(الف) سر کی زلفوں کے بال اگر کندھوں کو چھورے ہوں تو ان کو حُمَّةٌ کہتے ہیں۔

(ب) اگر کانوں کی لو تک ہوں تو ان کو وَفَرَّةٌ کہتے ہیں اگر کانوں کی لو سے آگے بڑھیں مگر کندھوں کو نہ چھوئیں تو وہ لَمَّةٌ کہلاتے ہیں۔ مترجم



(۱۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن مسلمہ اور یحییٰ بن عبد الحمید نے، ان کو سفیان بن ابونعیم نے مجاہد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ام ہانی کہتی ہیں کہ حضور ﷺ کے تشریف لائے تھے تو آپ کے سر کی زلفیں چار حصوں میں منقسم تھیں (زلفوں کے چار پٹے تھے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن ابواسحاق فقیہ نے، ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے، ان کو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے، ان کو ابن شہاب نے، ان کو عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عباس نے۔ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ان امور کے اندر جن کے اندر آپ کو کوئی حکم نہیں ملا ہوتا تھا اہل کتاب کی موافقت کرنا پسند فرماتے تھے۔ اور اہل کتاب کی عادت تھی کہ وہ اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے۔ اور مشرکین اپنے سروں کی مانگھ نکالتے تھے۔ چنانچہ پہلے حضور ﷺ نے اپنی پیشانی کے بال لٹکائے، پھر بعد میں آپ نے بھی بیچ سے مانگھ نکالی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد بن یونس سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن جعفر و رکابی وغیرہ سے، اس نے ابراہیم سے۔ (۱۴) ہمیں خبر دی فقیہ ابوالحسن محمد بن یعقوب طاہرانی نے، وہاں ان کو ابو علی صوفی نے۔ ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حماد بن خالد نے، ان کو مالک نے، ان کو زیاد بن سعد نے زہری سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی پیشانی کے بال لٹکائے جب تک اللہ نے چاہا لٹکانا۔ اس کے بعد آپ نے بیچ سے مانگھ نکالی۔

آپ علیہ السلام کی مانگھ کا ذکر ..... (۱۵) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو حامد بن بلال بزار نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو الازہر نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے۔ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے سر مبارک میں مانگھ بیچ میں نکالتی تھی۔ آپ کی مانگھ کو آپ کی کھوپڑی سے یعنی چوٹی سے شروع کر کے پیشانی کی طرف لٹکاتی اور پیشانی کے بالوں کو دونوں آنکھوں پر چھوڑتی تھی (یعنی مانگھ نکالنے کے بعد بالوں کو سر کے دونوں حصوں کی طرف سمیٹتی تھی)۔ (ابوداؤد حدیث ۴۱۸۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں واللہ اعلم کیا یہ عمل حضور ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے تھا کہ نہ تو دو کپڑوں کو ملا کر سینا اور نہ ہی بالوں کو جوڑنا۔ یا پھر علامت تھی جس کے ساتھ نشان لگایا جاتا تھا۔ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر نے کہا جبکہ وہ فقیہ مسلمان تھا کہ یہ محض علامت تھی انبیاء کی علامات میں سے، دیگر لوگوں میں سے۔ نصاریٰ اس کے ساتھ تمسک کرتے تھے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو ہشام نے محمد بن سیرین سے۔ اس نے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ ﷺ جب جمرہ عقبہ کی رمی کر چکے اور قربانی کر چکے تو اپنے حجام کے آگے اپنا دایاں حصہ سر کا سامنے کر کے دیا۔ اس نے اس حصے کے بال مونڈ دیئے تھے۔ آپ نے وہ بال ابو طلحہ کو پکڑا دیئے تھے۔ اس کے بعد سر کا بائیں حصہ حجام کے آگے کیا، اس نے اس حصے کے بال بھی مونڈ دیئے تھے۔ پھر آپ نے حکم فرمایا تھا کہ یہ بال لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیئے جائیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابوعمر سے، اس نے سفیان سے۔

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا ذکر

### اور بالوں کو رنگ کرنے کی بابت احادیث

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابولہلال نے، ان کو ربیعہ بن ابو عبد الرحمن نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنان بن مالک سے، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال دیکھا وہ سُرخ ہو رہا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ خوشبو لگانے کی وجہ سے سُرخ ہو رہا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں ابن بکیر سے، اس نے لیث سے اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث مالک سے، اس نے ربیعہ سے اور اس طرح مروی ہے زہری سے، اس نے انس سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو معلیٰ بن اسد نے، ان کو وہیب نے، ان کو ایوب نے محمد بن سیرین سے۔ وہ کہتے ہیں انس بن مالک سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ خضاب کرتے تھے؟ فرمایا کہ بے شک۔ حالت یہ ہے کہ بے شک انہوں نے بڑھاپا (یعنی سفید بال) نہیں دیکھا بہت قلیل مگر بہت مگر۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد اللہ شیبانی نے، ان کو علی بن حسن بلالی نے، ان کو معلیٰ بن اسد نے، اس نے اسی حدیث کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں معلیٰ بن اسد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حجاج شاعر سے، اس نے معلیٰ بن اسد سے

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل بن قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا (بالوں کو رنگا تھا)؟ انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے اس قدر سفید بال دیکھے نہیں تھے جس کو وہ خضاب لگاتے۔ اگر میں چاہتا کہ وہ سفید بال شمار کر لوں جو ان کی داڑھی میں تھے تو میں شمار کر لیتا۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگ لیا تھا۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔

خضاب کا تذکرہ ..... (۵) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد مقرئ نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے خضاب کرنے کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا، اگر میں چاہتا تو میں حضور ﷺ کے سر کے اور داڑھی کے سفید بال شمار کر سکتا تھا (کم سفید بالوں کی وجہ سے)۔ آپ نے خضاب نہیں کیا تھا (یعنی بالوں کو رنگ نہیں کیا تھا)۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کتم کے ساتھ خضاب کیا تھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہندی کے ساتھ خالص رنگ کیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابوالربیع سے۔

فائدہ : ڈاکٹر عبدالمطعی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ لکتم مرچ سیاہ کی مثل ذرے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ بال رنگے جاتے ہیں۔ وہ ان کی سفیدی کو یا سُرخ کو سواد اور سیاہ رنگ کے ساتھ تبدیل کر دیتے ہیں اور جب مہندی کے ساتھ ملایا جائے تو وہ بالوں کو مضبوط کرتے ہیں۔



(۶) ہمیں خبر دی محمد بن ابو حسین بن فضل نے، اور ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمزہ عدل نے، ان کو ابو مسلم نے، یہ کہ حجاج بن منہال نے، ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سفید ہوئے تھے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو سفیری کا عیب نہیں لگایا تھا۔ آپ کے سر میں صرف سترہ اٹھارہ بال ہی سفید تھے بس۔ (مسند احمد ۳/۲۵۳)

یہ حدیث یعقوب کے الفاظ میں اور ابو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال کتنے تھے؟ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن مقبری اسفرانی نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابو بکر نے، ان کو عبد الصمد بن عبد الوارث نے، ان کو ثنی بن سعید نے قتادہ سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا تھا سوائے اس کے نہیں کہ سفیدی نیچے کے ہونٹ سے نیچے کے بالوں میں تھی بلکی سی اور بلکی سی کنپٹیوں میں تھی اور بلکی سی سر میں تھی۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن ثنی سے، اس نے عبد الصمد سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن ابو بکر نے، ان کو زہیر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ان کو احمد بن یونس نے، ان کو زہیر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ابو خثیمہ نے، ان کو ابو اسحاق نے، ان کو ابو جحیفہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یہ چیز ان کی سفید تھی (یہ کہہ کر) زہیر نے اپنی کچھ انگلیاں اپنی عنقہ یعنی نچلے ہونٹ کے نیچے کے بالوں پر رکھ دیں۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس وقت کس شخص کی مثل تھے؟ انہوں نے بتایا کہ میں اس وقت تیر کو ترکش میں ڈالتا اور اس کے پر لگا سکتا تھا۔

اور اصفہانی کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنا ہاتھ ہونٹ سے نیچے رکھ دیا۔ مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ اور احمد بن یونس سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اسرائیل کی روایت سے، اس نے ابو اسحاق سے۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، بطور اطاء کے، اور ابو سعید بن ابو عمرو نے بطور قراءت کے دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو زرہ عبد الرحمن بن عمرو دمشقی نے دمشق میں، ان کو علی بن عیاش نے، ان کو جریر بن عثمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے عبد اللہ بن بسر سلمی سے کہا، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کیا وہ بزرگ تھے؟ کہا کہ ان کے نچلے ہونٹ کے نیچے کچھ بال سفید تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عصام بن خالد سے، اس نے جریر بن عثمان سے۔

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد طیالسی نے، ان کو شعبہ نے سماک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن سمرہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال ذکر کئے تھے۔ اور فرمایا کہ جب آپ تیل لگاتے تھے وہ سفید نظر نہیں آتے تھے۔ اور جب تیل نہیں لگاتے تھے وہ ظاہر ہوتے تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں محمد بن ثنی سے، اس نے داؤد سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں سفید بال تھے اور نہ ہی ان کی داڑھی میں۔ بال مانگ میں چند بال تھے، جب تیل لگاتے تھے تو ان کو تیل چھپا لیتا تھا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن موسیٰ اور ابو نعیم نے، ان کو اسرائیل نے سماک سے، اس نے سنا جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے سر کے اگلے حصے اور آپ کی داڑھی میں سفیدی آچکی تھی، جس وقت آپ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تو وہ ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ ابو نعیم نے یہ اضافہ بھی کیا کہ حضور ﷺ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے تو وہ سفید بال ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ ابو نعیم نے یہ اضافہ بھی کیا کہ حضور ﷺ سر اور داڑھی کے کثیر بالوں والے تھے۔ دونوں نے اکٹھے کہا ہے حدیث میں کہ جب آپ کا سر بکھرا ہوتا تھا تو وہ نظر آتے تھے۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا حضور ﷺ کا چہرہ تلوار کی مثل تھا؟ جابر نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی مثل گول تھا اور میں نے آپ کی مہر دیکھی آپ کے کندھوں کے پاس۔ جیسے کبوتری کا انڈا ہوتا ہے۔ وہ آپ کے جسم کے مشابہ تھا۔ مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبید اللہ بن موسیٰ سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن عثمان نے ابو حمزہ سکری سے، اس نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب قرشی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ زوجہ رسول بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک دیکھائے تھے تو وہ حنا اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ثمام محمد بن غالب نے، ان کو موسیٰ نے، ان کو سلام بن ابو مطیع نے، ان کو عثمان بن عبد اللہ بن موہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے بال مبارک نکالے تھے جو کہ رنگے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے۔ اس کو قول حنا اور کتم کے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق صفحانی نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکر نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو عثمان بن عبد اللہ بن موہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کا ایک موٹا پیالہ یا لونا تھا۔ اس میں نبی کریم ﷺ کے بال رکھے ہوئے تھے، جب کسی آدمی کو بخار ہو جاتا تھا تو وہ ان کے پاس کسی کو بھیج دیتا، وہ اس میں پانی کھنگال کر دے دیتیں، پھر بخار والا آدمی اس پانی کو اپنے چہرے پر چھینے مارتا۔ کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے ان کے پاس بھیجا انہوں نے ان بالوں کو برتن سے نکالا تو وہ اتنے تھے، اسرائیل نے اپنی تین انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا (کہ اتنے تھے)۔ اور اس میں وہ سُرخ بال بھی تھے۔

آپ علیہ السلام کے سفید بالوں کا ذکر ..... اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مالک سے، اس نے اسماعیل سے، اس نے اسرائیل سے ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس سیاری نے، ان کو محمد بن موسیٰ بن حاتم نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو خبر دی ابو حمزہ عبد الملک بن عمیر نے ایاد بن لقیط سے، اس نے ابو رمثہ سے۔ اس نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا ان کے جسم پر دوہری چادریں تھیں اور آپ کے بال ایسے تھے کہ ان کے اوپر سفیدی تھی جو کہ مہندی کے ساتھ رنگی ہوتی تھی۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو عبید اللہ بن ایاد نے، ان کو ایاد بن ابو رمثہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا۔ میں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو میرے والد نے پوچھا، جانتے ہو یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ سنتے ہی میرے رو نگٹے کھڑے ہو گئے (اس سے قبل) میرا یہ گمان ہوتا تھا کہ رسول اللہ کو ایسی چیز خیال کرتا تھا کہ لوگ جن کے مشابہ نہیں ہوتے۔ یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو انسان ہیں جن کے پٹھے اور زلفیں وغیرہ ہیں (یعنی بال کانوں تک پہنچتے ہیں)۔ جس پر مہندی کی وجہ سے رنگ کا اثر ہے۔ اور آپ کے جسم پر دوہری چادریں زیب تن تھیں۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسن بن محمد بن زیاد نے، ان کو عبید اللہ بن سعید نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبد اللہ مخزومی نے، ان کو ابو سفیان



حمیری نے، ضحاک بن حمزہ سے اس نے، غیلان بن جامع بن ایاد بن لقیط سے، اس نے ابورمثہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہندی اور کتم کے ساتھ بالوں کو رنگ کرتے تھے۔ مخرمی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودذباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد جستانی نے، ان کو عبدالرحیم بن مطرف ابوسفیان نے، ان کو عمرو بن محمد نے، ان کو ابن ابورؤاد نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ سستی جوتے پہنتے تھے (پیچھے سے کٹے ہوئے بغیر ایڑی کے)۔ اور اپنی داڑھی کو ورس اور زعفران کے ساتھ پیلا رنگ کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد حدیث ۴۲۱۰)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوجعفر نے، ان کو محمد بن ولید کندی کوفی نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، ان کو شریک نے عبید اللہ بن عمر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سفید بال بیس کے قریب تھے۔ اور اسحاق کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سفید بال دیکھے۔ سر کے سامنے کے حصے میں تقریباً بیس بال تھے۔

(۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو ہلال بن علاء رقی نے، ان کو حسین بن عیاش رقی نے، ان کو جعفر بن برقان نے، ان کو عبد اللہ بن عقیل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک مدینے میں آئے اس وقت عمر بن عبدالعزیز مدینے کے والی تھے۔ چنانچہ عمر نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا کہ ان سے پوچھیں کیا رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے؟ بے شک میں نے حضور ﷺ کے بالوں میں سے کچھ بال دیکھے ہیں جو رنگ لگائے ہوئے ہیں۔ حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال سیاہی سے آراستہ کئے گئے تھے۔ اگر میں شمار کرنا چاہتا جو آپ کی سفیدی میرے سامنے آچکی تھی، سر میں اور داڑھی میں تو ان کو دس گیارہ بالوں سے زیادہ نہ کر سکتا۔ باقی رہے رنگین بال تو وہ خوشبو کا رنگ ہے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بال خوشبو میں مہرکائے جاتے تھے۔ اسی چیز نے بالوں کا رنگ بدل دیا تھا۔

## باب ۲۲

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کندھوں کے مابین فاصلے کی صفت

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے۔ دونوں کندھوں کے مابین فاصلہ قدرے زیادہ تھا (یعنی چوڑے سینے والے تھے)۔ سب لوگوں سے عظیم ترین تھے۔ سب لوگوں سے حسین ترین تھے۔ آپ کی زلفیں آپ کے کانوں تک پہنچی ہوئی تھیں۔ آپ کے جسم پر سُرخ چُغہ تھا۔ میں نے آپ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے شعبہ کی روایت سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو عبد اللہ بن سالم نے، ان کو زبیدی نے، ان کو خبر دی زہری نے محمد بن مسلم سے اس نے سعید بن مسیب سے کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کی وصف بیان کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کا فاصلہ زیادہ تھا۔ (طبقات ابن سعد ۱/۴۱۵ الترمذی فی الشمائل)



(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو فضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو صالح بن ابوالاحضر نے، ان کو زہری نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے تھے جیسے چاندی سے ڈھال بنائے گئے ہیں سیدھے (کنگن شدہ)۔ بال تھے متوازن، پیٹ چوڑے کندھے (دونوں کے مابین طویل و حسین فاصلہ)۔ پورا قدم یعنی پیر زمین پر لگاتے تھے۔ جس طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے تھے۔ جب منہ پھیرتے تو پوری طرح پیٹھ پھیرتے تھے۔

## باب ۲۳

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیاں قدم، بغلیں، کلائیوں، پنڈلیاں اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہا ہم کو خبر دی ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو جریر نے، ان کو قتادہ نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھری ہوئی تھیں۔ میں نے آپ کے بعد آپ کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ نبی کریم ﷺ کے بال مبارک درمیانے سیدھے تھے۔ نہ تو زیادہ خم دار تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسلم بن ابراہیم سے۔ (کتاب النہاس ۷۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو مسلم کجی نے، ان کو سلیمان اور ابونعمان نے، ان دونوں کو جریر نے قتادہ سے۔ اس نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھری بھری اور پاؤں کے تلوے بھی بھرے بھرے تھے۔ جسم سے پسینہ بہتا تھا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ابونعمان سے مگر انہوں نے یوں کہا ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک موٹا تھا، قدم بھرے بھرے تھے، ہتھیلیاں بسیط تھیں۔ اس نے پسینہ کا ذکر نہیں کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عمر محمد بن عبد اللہ ادیب نے، ان کو ابو بکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی حسن یعنی اس نیان نے، ان کو ہدبہ بن خالد قیسی نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے، ان کو انس بن مالک نے یا ایک آدمی سے اس نے ابو ہریرہ سے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک موٹے تھے۔ چہرہ انتہائی خوبصورت تھا۔ میں نے آپ کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے معاذ بن ہانی سے، اس نے ہمام سے۔ بخاری نے کہا کہ ہشام کہتے ہیں کہ مروی ہے معمر سے، وہ قتادہ سے، وہ انس سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن جمالی مقری نے، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو جعفر بن ابوعثمان طیالسی نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، ان کو معمر نے۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل، مگر اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے، بھرے ہوئے قدم اور دونوں ہتھیلیاں تھیں۔

(۵) ہمیں اس کی خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو جعفر مہدی بن ابو مہدی نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے، مگر ہتھیلیوں کا ذکر نہیں کیا۔ بخاری نے کہا ابو ہلال کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، انہوں نے اسی کا مفہوم ذکر کیا جس کی ہمیں خبر دی تھی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن اسحاق بغوی نے، ان کو ابو سلمہ موسیٰ بن اسماعیل مقری نے، ان کو ابو ہلال نے قتادہ سے، اس نے انس سے یا جابر بن عبد اللہ سے، اسی طرح کہا ہے ابو سلمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک موٹے تھے، ہتھیلیاں موٹی تھیں، میں نے حضور ﷺ کے بعد ان کے مشابہ کوئی نہیں دیکھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو آدم اور عاصم بن علی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو ذئیب نے، ان کو صالح مولیٰ تو مہ نے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ حضور ﷺ کی تعریف کرتے تھے کہ حضور ﷺ شیخ الذراعین تھے (کایاں گوشت سے پر اور نرم تھیں)۔ کندھوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ تھا۔ آنکھوں کی پلکیں بڑی تھیں۔ (مسند احمد ۲/۳۲۸)

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے ان کو ابو داؤد نے ان کو مسعودی نے عثمان بن عبد اللہ بن ہرمز سے، ان کو نافع بن جبیر نے، ان کو علی بن ابوطالب نے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھری بھری ہتھیلیوں والے تھے۔ بھرے بھرے پیروں والے تھے۔ ہڈیوں کے موٹے سروں والے تھے۔ سینے کے بالوں میں لمبی لکیر والے تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک نے عبد الملک بن عمیر سے، اس نے نافع بن جبیر سے ہمارے لئے، اس نے نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کی تھی اور اس کو مذکورہ روایت کی مثل ذکر کیا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن ابراہیم ہاشمی نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو عمرو بن علی اور محمد بن ثنی اور محمد بن بشار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سماک بن حرب نے، ان کو جابر بن سمرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن تھے (مردوں میں یہ جرات شجاعت اور بہادری کی علامت ہوتی ہے)۔ لمبی آنکھوں والے تھے۔ ایڑیاں پتلی تھیں۔ میں نے سماک سے کہا کہ ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے؟ اس نے بتایا کہ عظیم الفم۔ میں نے کہا اشکل العینین سے کیا مراد ہے؟ بتایا کہ آنکھوں کے لمبے لمبے سراخ اور ڈھیلے۔ میں نے کہا منہوس العقب سے کیا مراد ہے؟ بتایا کہ قلیل اللحم۔

مسلم نے اس کو روایت کیا محمد بن ثنی اور محمد بن بشار سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو عبد اللہ بن سالم نے زبیدی سے، ان کو خبر دی زہری نے محمد بن مسلم سے، اس نے سعید بن مسیب سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ زمین پر پورا قدم رکھتے تھے۔ پیر کے تلوے میں خلا نہیں تھا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن محمد بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو الحسین علی بن محمد مصری نے، ان کو مالک بن یحییٰ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو عبد اللہ بن یزید بن ہارون نے، ان کو عبد اللہ بن یزید بن مقسم نے، وہ ابن ضبہ ہیں، ان کو ان کی پھوپھی سارہ بنت مقسم نے، ان کو میمونہ بنت کردم نے۔ وہ کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکے میں دیکھا تھا۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ میں اپنے والد کے ساتھ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں چابک تھا، جیسے کاتبوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ میرے والد نے ان کے قریب ہو کر ان کے قدم کو پکڑ لیا۔ حضور ﷺ ان کے لئے رک گئے۔ کہتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے قدم کی سبابہ انگلی کی دیگر انگلیوں کے مقابلہ میں طوالت کبھی نہیں بھولی ہوں۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاہ کرنے، ان کو محمد بن سابق نے، ان کو مالک بن مغول نے۔ انہوں نے سنا عوف بن جحیفہ سے، اس نے ذکر کیا اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ گرمی کے زمانے میں میں مقام ان بطنخ میں خیمے میں پہنچا گیا۔ بلال باہر نکلے۔ انہوں نے نماز کے لئے اذان کہی، پھر خیمے میں آئے، پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا۔ لہذا لوگ ان کے پاس آ کر رک گئے اور ان سے وہ پانی لینے لگے۔ پھر بلال خیمے میں گئے اور اندر سے حضور ﷺ کا عصا نکال لائے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خیمے سے نکلے، گویا کہ میں حضور ﷺ کی پنڈلی مبارکی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے عصا کو زمین میں گاڑ دیا۔ اس کے بعد آپ نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی۔ آپ ﷺ کے آگے عورت اور گدھا وغیرہ گزر رہے تھے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے حسن بن صباح سے، اس نے محمد بن سابق سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مالک بن مغول سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب فراء نے، ان کو یحییٰ بن ابو بکیر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ثابت نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا میں ہاتھ اٹھاتے دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ یعنی نماز استسقاء میں اس کو مسلم نے روایت کیا ہے، صحیح میں ابو بکر بن ابی شیبہ سے، اس نے یحییٰ بن ابو بکیر سے۔ اور اس کو نقل کیا ہے بخاری نے حدیث قتادہ سے، اس نے انس سے۔

(۱۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو سعید حمسی نے، ان کو حسین بن حمید نے، ان کو احمد بن منیع نے، ان کو عیاد بن قوام نے، ان کو حجاج نے سماک بن حرب سے، ان کو جابر بن سمرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نہیں بنتے تھے مگر مسکراہٹ کے ساتھ اور آپ کی پنڈلیوں میں پتلا پن تھا۔ اور جب میں آپ ﷺ کو دیکھتا تو ایسے لگتا تھا جیسے آپ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ سرمہ نہیں لگایا ہوا ہوتا تھا۔

(ترمذی کتاب المناقب ۵۰۱)

(۱۵) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن اسحاق ابو بکر نے، ان کو مسلمہ بن حفص سعدی نے، ان کو یحییٰ بن یمان نے ان کو اسرائیل نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دونوں پیروں کی حصر انگلی (چھوٹی انگلی) نمایاں تھی دوسری انگلیوں میں سے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو ابو الحسن محمودی مروزی نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو محمد بن ثنی نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو حرب بن شریح صاحب خلقان نے، ان کو ایک آدمی نے بلعدویہ سے، ان کو ان کے دادا نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے گیا پھر اس نے حدیث ذکر کی۔ حضور ﷺ کو دیکھنے کے بارے میں کہا کہ ایک خوبصورت جسم کے آدمی تھے۔ پیشانی عظیم، ناک ستواں، بھویں باریک، ہنسی سے ناف تک دراز دھاگے کی طرح بالوں کی لکیر۔ میں نے آپ ﷺ کو دو چڑھائیوں سے دیکھا آپ میرے قریب ہوئے اور فرمایا السلام علیکم۔ (سبل الہدی والرشاد ۱۰۳/۲)

باب ۲۴

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد و قامت

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابو صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابو بلال نے، ان کو ربیعہ نے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا انس بن مالک سے وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ لوگوں میں سے میانہ قد تھے نہ انتہائی لمبے نہ ہی زیادہ چھوٹے تھے۔



(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو احمد بن زہیر بن حرب نے، ان کو ابو غسان نے، ان کو ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت فرماتے تھے۔ حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت چہرے والے تھے اور سب سے زیادہ خوبصورت اخلاق والے تھے۔ نہ انتہائی لمبے تھے نہ انتہائی چھوٹے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن مسلمہ اور ابراہیم بن ابوطالب نے اور محمد بن اسماعیل و عبد اللہ بن محمد نے ان کو ابو کریب نے، ان کو اسحاق بن منصور نے، ان کو ابراہیم بن یوسف نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابو کریب سے۔

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن بدیع بن ہرمز نے، ان کو نافع بن جبیر نے، ان کو علی بن ابوطالب نے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ چھوٹے تھے اور انہوں نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ بتایا کہ آپ ﷺ جس وقت چلتے تھے تو رک رک کر یعنی کسی قدر جماؤ اور ٹھہراؤ کے ساتھ جیسے ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔ میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے آپ کی مثل دیکھا نہ آپ کے بعد کسی کو۔ (ترمذی کتاب المناقب ص ۵۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابن درستیہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک بن عبد اللہ نے، ان کو عبد الملک بن عمر نے، ان کو نافع بن جبیر نے۔ ہمارے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی صفت بیان کی تھی اور فرمایا کہ نہ تو چھوٹے تھے نہ زیادہ لمبے تھے۔ انہوں نے اپنی رفتار میں کسی قدر آگے کو جھکاؤ تھا جیسے اونچی جگہ سے اتر رہے ہوں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر بن درستیہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید نے، ان کو خالد بن عبد اللہ نے، ان کو عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابوطالب نے، ان کو ان کے والد نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تھا کہ آپ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی کیفیت بیان کریں۔ انہوں نے بتایا کہ نہ آپ ﷺ لمبے تھے نہ ہی چھوٹے تھے بلکہ وہ لمبے ہونے کے زیادہ قریب تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ اور دونوں قدم بھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے سینے میں بالوں کی خوبصورت لمبی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کے سینے کے قطرے موٹی تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو کسی قدر آگے کو جھکتے جیسے پہاڑ پر چل رہے ہیں۔ (مسند احمد ۸۹۸)

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو خبر دی عبد اللہ نے ان کو۔ قتیبہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو نوح بن قیس حدانی نے، ان کو خالد بن خالد تمیمی نے یوسف بن مازن راہبی سے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے سامنے حضرت رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت زیادہ لمبے نہیں تھے میانہ قد سے زیادہ تھے۔ جب لوگوں کے ساتھ آتے تو ان کو چھپا لیتے (یعنی ان کو حاوی ہو جاتے تھے)۔ بھرے بھرے ہاتھوں اور پاؤں والے تھے۔ جب چلتے تھے قدم اکھڑتے تھے جیسے چڑھائی پر چل رہے ہیں۔ سینے کے قطرے چہرے پر موٹی لگتے تھے۔ (مجمع الزوائد ۲۷۲/۸)

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو عبد اللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن علاء زبیدی نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو عبد اللہ بن سالم نے زبیدی سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن مسلم نے سعید بن مسیب سے کہ انہوں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے اور فرمایا تھا کہ حضور ﷺ میانہ قد کے آدمی تھے بلکہ وہ لمبے ہونے کے زیادہ قریب تھے۔ اور اس روایت میں انہوں نے یہ کہا کہ حضور ﷺ منہ موڑتے یا پیٹھ کرتے تھے تو ایک ساتھ مڑتے تھے۔ میں نے ان جیسا نہ ان سے پہلے دیکھا تھا نہ ہی ان کے بعد۔

## باب ۲۵

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ خوشبو جو آپ کے ہاتھ چھولیتا اس کے ہاتھ میں اس کی ٹھنڈک اور نرمی کا احساس رہتا اور آپ کے پسینے کی تعریف

(۱) ہمیں خبر دی ابو الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حنظل نے بغداد میں، ان کو خبر دی حسین بن یحییٰ بن عیاش قطان نے، ان کو ابو الاشعث نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ میں دیباچہ ریشم اور معروف ریشم کو لیا مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی شے نہیں پائی۔ اور میں نے خوشبو میں تو بہت سی سونگھی ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا سلیمان بن حرب سے اس نے حماد بن زید سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی نے اور حسین بن حسین نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ثابت بنانی نے حضرت انس سے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے اور یہ الفاظ اسی کی حدیث کے ہیں۔ محمد بن صالح بن ہانی نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سری بن خزیمہ نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا میں نے کبھی کوئی چیز نہیں سونگھی نہ کستوری اور نہ ہی عنبر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو۔ اور نہ میں نے کبھی ایسی چیز کو چھوا موٹا ریشم ہو یا باریک ریشم، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ہو۔ مسلم نے اس کو روایت کیا قتیبہ وغیرہ سے اور زہیر نے اس کو ہاشم سے اس نے سلیمان سے۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن حسین خسرو گردی نے خسرو گرد سے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل ابو سلمہ نے اور عیسیٰ اور علی بن عثمان نے اور حماد بن مسلمہ نے، ان کو ثابت نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھولوں کی رنگت والے تھے آپ کا پسینہ موتیوں کی مثل تھا جب آپ چلتے تو آگے کو جھکتے تھے۔ میں نے کوئی موٹا یا باریک ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں چھوا اور میں نے کوئی کستوری اور عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ خوشبو نہیں سونگھی۔ اس کو مسلم نے دوسرے طریق سے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے۔

### آپ علیہ السلام کا بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنا

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن قناد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو منصور مظفر بن محمد علوی نے، ان کو ابو جعفر بن دُجیم نے کوفہ میں، ان کو احمد بن حازم نے ابو غزیرہ سے، ان کو عمرو بن حماد نے یعنی ابن طلحہ قناد نے، ان کو اسباط بن نصر نے، ان کو سماک بن حرب نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی اس کے بعد آپ اپنے گھر لوٹ آئے اور میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بچے آگے ملے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ازارہ شفقت) ان میں سے ایک ایک کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ جابر کہتے ہیں کہ بہر حال انہوں نے میرے رخساروں پر بھی ہاتھ پھیرا تھا۔ چنانچہ میں (تاحال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کرتا ہوں ایسے لگتا ہے جیسے آپ نے عطار تھیلی میں سے اس کو نکالا تھا۔

یہ الفاظ حدیث علوی کے ہیں۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن حماد سے۔ (مسلم کتاب الفضائل ۴۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبدالرحمن بن عبید اللہ حرفی نے بغداد میں، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو شعبہ نے یعلیٰ بن عطاء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن یزید بن اسود سے، اس نے اس کے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ منیٰ میں تھے۔ میں نے ان سے کہا یا رسول اللہ! آپ اپنا ہاتھ مجھے دے دیجئے، میں نے لیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور کستوری سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی ابو نعیم نے، ان کو معمر نے عبد الجبار سے، ان کو ان کے گھر والوں نے ان کے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا آپ ﷺ نے اس ڈول سے پانی پیا۔ اس کے بعد آپ نے ڈول میں کلی ڈال دی پھر اس کو کنویں میں انڈیل دیا۔ یا یوں کہا کہ ڈول سے آپ ﷺ نے پانی پیا پھر کلی کنویں میں ڈال دی لہذا اس کنویں سے ایسی خوشبو مہکی جیسے کستوری کی خوشبو ہوتی ہے۔ (مسند احمد ۳/۳۱۵)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عبدالرحمن نے یزید سے، اس نے ضبہ سے، اس نے ان کو خبر دی میمونہ بنت کردم سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں سواری پر اپنے والد کے پیچھے بیٹھی تھی۔ میرے والد حضور ﷺ سے ملے۔ کہتی ہیں کہ (میں قریب ہوئی تو) میں نے حضور ﷺ کا پیر پکڑ لیا۔ میں نے اس سے زیادہ ٹھنڈی چیز نہیں دیکھی تھی۔ اس طرح ہے میری تحریر میں کہتی ہیں کہ میں نے پکڑ لیا اور میں ان کو گمان کرتا ہوں، یعنی ان کے والد کو۔ تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے۔ میمونہ کہتی ہیں کہ میرے والد حضور ﷺ کے قریب آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے پیر کو پکڑ لیا۔ واللہ اعلم

### آپ علیہ السلام کے پسینے کی خوشبو کا ذکر

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صفانی نے، ان کو ابو النضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اس نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہم لوگوں کے پاس پہنچے اور آپ ہمارے پاس دوپہر کی نیند سوئے۔ آپ ﷺ کو پسینہ آ گیا میری امی ایک شیشی لائیں اور آپ کے پسینے کے قطرے اس میں جمع کرنے لگیں لہذا حضور ﷺ جاگ گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ام سلیم یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ وہ بولی کہ یہ پسینہ ہے، اس کو ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ پاکیزہ خوشبو ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے اس نے ابو النضر سے۔ (مسند احمد ۳/۱۷۷)

(۹) اور ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے اور مجھے خبر دی ابو عمرو مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو وہیب نے، ان کو ایوب نے ابو قلابہ سے، اس نے انس سے، اس نے ام سلیم سے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ دوپہر کے وقت اس کے ہاں سو جاتے تھے وہ حضور ﷺ کے لئے چمڑے کا بچھونا بچھادتی تھیں۔ حضور ﷺ اس پر قبلولہ کرتے تھے اور حضور ﷺ کو پسینہ زیادہ آتا تھا اور وہ حضور ﷺ کے پسینہ جمع کرتی تھیں پھر اس کو خوشبو میں ملاتی تھی اور شیشی میں جمع کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کا پسینہ ملاتی ہوں اپنی خوشبو کے اندر۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسند احمد ۳/۱۳۶)



## مہر نبوت کی صفت

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو بشام بن عمار نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو جعید بن عبدالرحمن بن اولیس نے۔ انہوں نے سنا سائب بن یزید سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میری خالہ جان مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ جا کر کہنے لگیں یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے۔ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی میں سے پیا اس۔ کہ بعد میں آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ میں نے آپ ﷺ کی مہر کی طرف دیکھا وہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی مثل تھی۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلیم نے ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے جعید بن عبدالرحمن سے۔ اس نے ذکر کیا اس کو مذکورہ روایت کی مثل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن عبداللہ سے، اس نے حاتم بن اسماعیل سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا قتیبہ بن سعید سے۔

(بخاری حدیث ۱۹۰۔ فتح الباری ۱/۲۹۶، ۵۶۱)

اسی طرح مشہور ہے کہ کبوتری کا انڈہ۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا حاتم سے مروی ہے رَزَّالْحَحْلَةَ كِرَاءً پھلے اور زاء بعد میں۔

اور ابو سلیمان نے حکایت بیان کی ہے کہ اگر راء مقدم ہو زاء سے تو سفید پرندہ مراد ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو منصور مظفر بن محمد بن احمد بن زیاد طلوی نے، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن جازم بن ابو غرزہ نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو اسرائیل نے سماک سے، اس نے سنا جابر بن سمیرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کا چہرہ مبارک چاند و سورج کی مثل گول تھا اور میں نے مہر نبوت کو دیکھا تھا دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مثل تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ اور ابو نعیم نے اسرائیل سے۔ اس نے حدیث کو ذکر کیا مگر اس نے یوں کہا کہ میں نے ان کی مہر کو دیکھا آپ کے دونوں کندھوں کے پاس تھی کبوتری کے انڈے کی مثل۔ وہ آپ کے جسم کے مشابہ تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبید اللہ بن موسیٰ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو منصور مظفر بن محمد علوی نے، ان کو ابو جعفر بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے، ان کو حسن بن صالح نے سماک سے، ان کو جابر بن سمیرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ مہر دیکھی تھی جو رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر تھی، وہ کبوتری کے انڈے کی مثل تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں محمد بن عبداللہ بن نمیر سے، اس نے عبید اللہ بن موسیٰ سے۔ (مسلم حدیث ۱۸۴۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابو اسحاق بلال بن محمد بن جعفر نے، ان کو حنفار نے بغداد میں، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو ابوالاشعث نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے عاصم بن سلیمان سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ الحافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو حامد بن عمر بکراوی نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو عاصم احوال نے، ان کو عبداللہ بن سر جس نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا اور میں نے ان کے ساتھ گوشت اور روٹی بھی کھائی تھی یا کہا تھا کہ ٹرید کھایا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور تجھے بھی اللہ معاف فرمائے۔ میں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے استغفار کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! اور تمہارے لئے بھی استغفار کیا تھا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ - (سورۃ محمد : آیت ۱۹)

اے پیغمبر! آپ اپنے گناہ کے لئے استغفار مانگیے اور مؤمنوں کے لئے بھی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضور ﷺ کے پیچھے آ گیا۔ میں نے آپ کی مہ نبوت کی طرف دیکھا۔ آپ کے کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کے جوڑے کے پاس مجتمع تھی۔ اس پر دو ابھارتے جیسے مٹے ہوتے ہیں (یا پستان کی بھٹنی)۔ یہ الفاظ عبد الواحد کی حدیث کے ہیں۔

ان کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں حاد بن عمر بکراوی اور ابوکامل سے، اس نے حماد سے۔ (مسند احمد ۸۲/۵)

اور ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو عاصم احول نے، اس نے سنا عبد اللہ بن سرجس سے۔ وہ کہتے تھے تم لوگ بوڑھے کو دیکھ رہے ہو (اپنے بارے میں کہتے تھے)۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، اور میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا بھی تھا۔ اور میں نے اس علامت کو بھی دیکھا تھا جو ان میں تھی۔ وہ آپ کے کندھے کے جوڑے یا ہڈی کی جڑ میں تھی۔ اس پر دو ابھارتے جیسے جسم کے مٹے ہوتے ہیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن احمد نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قرہ بن خالد نے، ان کو معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مہر دکھائیے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اندر داخل کیجئے۔ میں نے ہاتھ آپ کے گریبان میں داخل کیا۔ میں چھونے اور مہر کو ڈھونڈنے لگا تو وہ آپ کے کندھے کے جوڑے کے پاس انڈے کی مانند تھی۔ آپ کو اس ادا نے بھی ندر کا بلکہ آپ میرے لئے دعا کرنا شروع ہو گئے جبکہ تاحال میرا ہاتھ ان کی قمیص کے اندر ہی تھا۔ (مسند احمد ۴۳۴/۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو ابوداؤد نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا اس کی اسناد اور اس کے مفہوم کے ساتھ، سوائے اس کے کہ اس نے کہا کہ آپ کے کندھے کے جوڑے پر تھی مثل رسولی کے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے اور ہمیں خبر دی ابن درستیو نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو عبید اللہ بن زیاد نے، ان کو میرے والد نے ابورمث سے۔ وہ کہتے ہیں، میں اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس گیا۔ انہوں نے حضور کے دو کندھوں کے درمیان رسولی کی مانند ایک شے دیکھی اور کہا یا رسول اللہ! میں لوگوں کا علاج کرتا ہوں، کیا میں آپ کے لئے اس کا علاج کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ اس کا طبیب وہ ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے ثوری نے کہا ہے زیاد بن لقیط سے اس حدیث میں کہ آپ کے کندھے کے پیچھے ایک چیز تھی سب کی مثل۔ اور عاصم بن بہدلہ نے کہا ابورمث سے کہ آپ کے کندھے کے جوڑے کے پاس ایک چیز نہیں اونٹ کے لید کے برابر یا کہا تھا کہ کبوتر کے انڈے کے مثل۔

### مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان تھی

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو عبد اللہ بن میسرہ نے، ان کو عتاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید سے سنا کہتے تھے کہ وہ مہر جو نبی کریم ﷺ کے کندھوں کے درمیان تھی یہ ابھرا ہوا گوشت تھا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو تمام نے، ان کو قیس بن حفص داری نے، ان کو مسلمہ بن علقمہ نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے سماک بن حرب سے۔ اس نے سلامہ عجل سے، اس نے سلمان فارسی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی اوڑھنے والی چادر میری طرف ڈال دی، اور فرمایا کہ اے سلمان دیکھئے میں آپ کو کیا حکم دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر دیکھی مثل کبوتر کے انڈے کے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو بکر جمیدی نے، ان کو یحییٰ بن سلیم نے، ان کو ابن خثیم نے سعید بن ابوراشد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے ہرقل روم کے قاصد تنوخی کے ساتھ حمیس میں ملا، وہ میرا پڑوسی تھا۔ بوڑھا ضعیف تھا۔ وہی ہونے کے قریب تھا یا ہو چکا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ مجھے خبر دیں گے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں آئے تھے۔ میں ہرقل کا خط لے کر تبوک پہنچا تو حضور ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے پانی کے پاس چادر لپیٹے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے بھائی تنوخ، میں آگے جھکتے ہوئے آیا اور سلامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے چادر گھٹنوں پر لپیٹی ہوئی تھی وہ اپنی پیٹھ پر ڈال لی۔ میں نے دیکھا کہ مہر تھی کندھے کی نرم ہڈی کے مقام پر مثل بڑے انڈے کے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے اور ہمیں خبر دی حسن محمودی نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو محمد بن شنی نے، ان کو ابو عامر عبد الملک بن عمر نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر زہری نے، ان کو ام بکر نے، وہ عبد اللہ بن جعفر کی پھوپھی تھی، مسور بن مخرمہ کی بیٹی تھی۔ وہ مسور بن مخرمہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا میرے پاس ایک یہودی گزرا، جبکہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑا تھا اور نبی کریم ﷺ وضو کر رہے تھے۔ چنانچہ یہودی نے کہا حضور کی پیٹھ سے کپڑا اٹھاؤ۔ میں اٹھانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ میں نے کہا کہ وہ لوگ بھی اس مہر کے بارے میں آپس میں بحث کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے ہاں یہ حضور کی صفت لکھی ہوئی تھی۔ (مسند احمد ۴/۲۲۲)

باب ۲۷

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع صفت اور جامع تعریف

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو معمر اور مسعودی نے، ان کو عثمان بن مسلم بن ہرمز نے، ان کو نافع بن جبیر بن مطعم، مسعودی کی حدیث میں کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روزباری نے، ان کو ابو محمد عبد اللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شوذب مقری واسطی نے مقام واسط میں، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو مسعودی نے عثمان بن عبد اللہ بن ہرمز سے اس نے نافع بن جبیر بن مطعم سے، اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ وہ کہتے ہیں ہاتھوں اور پاؤں کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ نہ انتہائی لمبے تھے نہ ہی انتہائی چھوٹے تھے۔ ہتھیلیاں اور تلوے بھرے ہوئے تھے۔ داڑھی گھنی، سر مبارک بڑا، چہرہ مبارک مائل سُرخ، کلائیوں گوشت سے بھری ہوئی، سینے پر بالوں کی لمبی لکیر تھی۔ جب چلتے تھے تو آگے کی طرف پاؤں اکھڑتے تھے جیسے ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن عبد اللہ بن ہرمز نے نافع بن جبیر سے۔ اس نے علی بن ابوطالب سے، انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے مگر یہ بھی کہا ہے کہ جب چلتے تھے تو جماؤ ٹھہراؤ کے ساتھ، جیسے بلندی سے اتر رہے ہیں۔



ابو عثمان کے نام میں اختلاف کیا ہے۔ جب ہم نے اس کو ذکر کیا ہے اور اسی طرح ان کے ماسوائے بھی اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ابن مسلم ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ابن عبداللہ ہیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن علی بن محمد مقرئ اسفرائینی نے۔ وہاں پر ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابو بکر نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے محمد بن حسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن مسلم نے اور سعید بن منصور نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے، ان کو عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ نے، ان کو ابراہیم بن محمد نے اولاد ملی میں سے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؑ جب رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نہ تو انتہائی لمبوترے تھے (کہ طوالت معیوب لگے)، نہ ہی ٹھلنے تھے (کہ چھوٹا پن عیب لگے)۔ بلکہ لوگوں میں خوبصورت میانہ قد تھے۔ نہ انتہائی گھونگھرا لے بالوں والے تھے نہ ہی بالکل سیدھے جھڑک بالوں والے تھے۔ بلکہ گھونگھرا لے پن ایسا خوبصورت تھا جیسے ابھی کنگھی کئے ہوئے ہیں نہ مطمئن تھے نہ ہی مکشتم تھے۔

چہرے میں خوبصورت گولائی تھی۔ رنگ سفید مگر سُرخ ملا یا ہوا۔ گہری اور لمبی آنکھوں والے، پلکیں لمبی تھیں۔ سینہ مبارک بڑا، کندھے چوڑے۔ یا یوں کہا تھا جب چلتے تھے تو قدم مبارک اکھڑے ہوتے تھے، جیسے ڈھلون میں چلتے ہیں۔ جب مُڑتے تھے تو پورے پورے مُڑتے تھے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت تھی۔

سب لوگوں میں سے زیادہ سخی تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ جری تھے۔ سب سے زیادہ سچے تھے۔ سب سے زیادہ ذمہ داری پوری کرنے والے، سب سے زیادہ نرم خو تھے۔ سب سے زیادہ باعزت اور پر وقار زندگی اور معیشت والے تھے۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو اس پر رعب طاری کر دیتے تھے۔ اور جو شخص آپ سے میل جول کرتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ ان کی تعریف کرنے والا کہتا تھا کہ میں نے ان جیسا نہ ان سے پہلے دیکھا نہ ان کے بعد دیکھا۔ (قال الترمذی ۵۹۹۵۔ غریب یس اسنادہ متصل)

مقرئ نے اپنی روایت میں خاتم نبوت کے ساتھ یہ کہا کہ آپ خاتم النبیین تھے، اور یہ بھی کہا کہ ”ارجب الناس صدرًا“ اور و بیع ظباف کے، مک تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نے، ان کو خبر دی ابو الحسن محمد بن محمد بن حسن کارزی نے، ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو عبید نے صفت رسول کے بارے میں کہا کہ حضرت علی ؑ جب آپ کی تعریف کرتے تھے، فرماتے تھے کہ آپ نہ انتہائی طویل القامت تھے، نہ انتہائی نائے تھے۔ سفید رنگ مگر سُرخ پلائے ہوئے تھے۔ لمبی اور گہری آنکھوں والے تھے۔ پلکیں لمبی تھیں۔ لمبے اور چوڑے کندھوں والے تھے۔ ہتھیلیاں اور پیہ مبارک گوشت سے پر تھے سینے پر بالوں کی دھاری تھی۔ جب چلتے تھے تو قدم مبارک اکھڑتے تھے۔ گویا کہ چڑھائی سے اتر رہے ہیں۔ جب متوجہ ہوتے تھے تو پوری طرح ہوتے تھے۔ نہ انتہائی چھڑک بال تھے نہ ہی انتہائی گھونگھرا لے تھے۔

اور ابو عبداللہ نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ابو اسماعیل مؤدب نے عمر سے مولیٰ غفرہ سے، اس نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؑ جب نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے تو یہ مذکورہ تفصیل بتاتے تھے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمیں اس کی حدیث بیان کی اسماعیل بن جعفر نے اور کہا کہ حضور ﷺ پھول رنگے تھے۔ اور چونے کی طرح سفید نہیں تھے۔

### مشکل الفاظ اور لغات کی تشریح

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ أزهر اللون تھے ایضاً الامهق نہیں تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ کی دونوں آنکھوں میں

مشکلة تھی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ شبح الذراعین تھے۔

کسانی اور اصمعی اور ابو عمر اور کئی دیگر لوگوں نے ہر ایک نے ان میں سے بعض نے ان الفاظ کی تفسیر کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طویل المصغط نہیں تھے۔ فرماتے ہیں کہ باین الطویل نہیں تھے۔ اور قصیر المتودد نہیں تھے۔ یعنی آپ کی تخلیق اعضاء بعض بعض کوزینت بخشتی تھی۔ لہذا آپ مجتمع الاعضاء و متناسب الاعضاء تھے۔ سبط الخلق نہیں تھے۔ بتاتے ہیں کہ وہ ایسے نہیں تھے بلکہ ربعة بین الرجلین تھے (یعنی لمبے اور ٹھکنے کے درمیان معتدل القامت متناسب الاعضاء تھے)۔

اسی طرح آپ کی صفت ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ضرب اللحم، بین الرجلین تھے (یعنی موٹے اور ڈبلے کے مابین معتدل تھے)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں ہے، لیس بالمطہم۔ اصمعی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ التام کل شیء منہ علی جدتہ یعنی آپ کی ہر شے ہر عضو علیحدہ علیحدہ تام اور مکمل تھا۔ لہذا آپ سارع الجمال تھے۔ اور اصمعی کے سوا دیگر نے کہا کہ المنکشم کا مطلب السمور الوحہ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ایسے نہیں تھے۔ بلکہ مسنون تھے (بنائی ہوئی صورت میں چمدا تھے)۔

اور حضرت علی کا یہ قول کہ مشرت کا مطلب الدی اشرب حمرہ ہے (جو سرخی پلایا گیا ہو، سرخی مائل ہو)۔ اور ادعج العین کا معنی شدید سواد العین ہے (جس کی آنکھیں سخت سیاہ ہوں)۔ اصمعی نے کہا کہ الدعجة ہی السواد (سیاہ ہونے کو کہتے ہیں)۔ اور کہا کہ الحلیل المشاش کا مطلب ہے عظیم رء و وس العظام (یعنی ہڈیوں کے سرے موٹے تھے)۔ مثلاً گھٹنوں کی ہڈیاں، کہنیوں کی ہڈیاں، کندھوں کی ہڈیاں (ان کے سرے موٹے تھے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول جلیل الکتب۔ هو الکاهل وما یلیہ من الجسد۔ مراد ہے کندھا اور اس کے متصل جسم۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ شش کفین و القدمین تھے، یعنی مائل بہ غلظت تھے، بھرے ہوئے تھے۔ حضرت کا یہ قول کہ اذا مشی تقلع جیسے ڈھلوان سے قدم اُکھڑتے محسوس ہوتے ہیں۔ یشی فی صبب فرماتے ہیں کہ صبب کا مطلب الانحدار ہے اس کی جمع اصاب ہے۔ نیز ان کا یہ قول کہ لیس بالسبط ولا الجعد القطط۔ القط کا مطلب ہے شدید الجعودہ سخت گھونگھرا لے حبشیوں کے جیسے بال ہوتے ہیں۔ اور سبط وہ ہوتے ہیں جس میں تکسر اور بل اور کج نہ ہو، بلکہ جعد رجل (ایسے گھونگھرا لے بال جن کو کنگھی کر کے خوبصورت کر دیا گیا ہو، جس میں ہلکا خم بھی ہو)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کہ کان ازھر وہ سفید رنگ جو نیر البیاض ہو چمکدار اور حسین۔ وہ سفیدی جس میں حمرت ملا کر تروتازہ آبدار تابدار کر دیا گیا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول لیس بالامهق کا مطلب ہے امهق شدید البیاض کو کہتے ہیں جس میں سرخی ذرہ بھر بھی نہ ہو، نہ ہی اس میں چمک ہو بلکہ جس چوٹے وغیرہ کی طرح ہو۔ فرماتے ہیں کہ وہ ایسے نہیں تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کہ ان کی آنکھوں میں شکلة تھی۔ شکلة حمرہ اور سرخی کی مانند ایک چیز ہوتی ہے جو آنکھوں کے سفید ڈھیلے میں ہوتی ہے۔ اور ایک چیز ہوتی ہے شہلة یہ شللة سے مختلف ہے یہ آنکھوں کی سیاہ پتلی میں حمرت ہوتی ہے۔ اور ایک ہوتی ہے مرہة یہ وہ سفیدی ہوتی ہے جس میں کسی اور روشنی کی ملاوٹ نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول اهدب الاشفار کا مطلب ہے طویل الاشفار لمی پلکیں۔ آپ کا یہ قول شیح الذراعین کا مطلب عبل الذراعین (یعنی چوڑی کلاسیاں)۔ المسربة کا مطلب الشعر المستدق مابین اللبۃ الی السرة۔ بالوں کی باریک لکیر جو ہنسلوں سے ناف تک ہو۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی مقری نے، ان کو ابو عیسیٰ ترمذی نے، ان کو ابو جعفر محمد بن احسین نے، انہوں نے سنا اصمعی سے۔ وہ صفت رسول کی تفسیر و تشریح میں کہتے ہیں :

## صفت رسول کے بارے میں مشکل الفاظ کی تشریح

(از اسمعی)

الْمَمْعَطُ : الذَّاهِبُ طُولًا - حد سے زیادہ لمبے۔ محاورہ یوں ہے کہ میں نے ایک دیہاتی سے سنا کہہ رہا تھا : تَمَعَطَ فِي نُسَابَتِهِ وَهُوَ ابْنِي نَسَابَتٍ فِي طَوِيلٍ هُوَ - یعنی اس کو انتہائی شدید کھینچا جائے۔

الْمُتَرَدِّدُ : اللَّاحِلُ بَعْضُهُ فِي بَعْضٍ قِصْرًا - یعنی جو بہت چھوٹا اور ناٹا ہو۔

الْقَطِطُ : شَدِيدُ الْحُجُودَةِ - سخت گھونگھرا لہ پن۔

الرَّجُلُ : الَّذِي فِي شَعْرِهِ حُجُونَةٌ أَيْ تَشَنُّ قَلِيلًا -

الْمُطَهَّمُ : الْبَادِرُ الْكَثِيرُ اللَّحْمِ - خوب گوشت والا (بہت موٹے نہیں تھے)۔

الْمُكَلَّمُ : الْمَدُورُ الْوَجْهَ - گول چہرے والا۔

الْمُشْرَبُ : الَّذِي فِي بَيَاضِهِ حُمْرَةٌ - جس کے سفید رنگ میں سُرخی شامل ہو۔

أَدْعَجُ : شَدِيدُ سَوَادِ الْعَيْنِ - سخت سیاہ آنکھیں۔

الْأَهْدَبُ : الطَّوِيلُ الْأَشْفَارَ - لمبی پلکوں والا۔

الْكَيْدُ : مَجْتَمَعُ الْكَتْفَيْنِ هُوَ الْكَاهِلُ - جڑے ہوئے اور اکٹھے کندھے۔

الْمَسْرُوبَةُ : هُوَ الشَّعْرُ الدَّقِيقُ الَّذِي هُوَ كَأَنَّهُ قَضِيبٌ مِنَ الصَّدْرِ إِلَى السَّرَةِ - سینے سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری۔ جیسے ڈنڈی رکھی ہے۔

الْشُّشُ : غَلِيظُ الْأَصَابِعِ - ہاتھوں اور پاؤں کی موٹی انگلیاں۔

الْتَّقْلَعُ : أَنْ يَمْشِيَ بِقُوَّةٍ - جو قوت اور مضبوطی سے چلے۔

الْقَبَبُ : الْحَدُورُ - محاورہ ہے انحدرنا فی صوب و صوب - ہم بلندی سے لڑھکتے اترے۔

جَلِيلُ الْمَشَاشِ : يَرِيدُ رُؤُوسَ الْمَنَاكِبِ - کندھوں کے سرے مراد ہیں۔

الْعَشْرَةُ : الصَّحْبَةُ - ساتھ رہنا، معاشرت۔

الْعَشِيرُ : الصَّاحِبُ - ساتھی

الْبَدِيهَةُ : الْمَفَاجَاتُ - یکا یک، اچانک۔ محاورے میں کہا جاتا ہے۔ بدھتہ بامر فنجاتہ میں بداهت سے اس کے پاس آیا یعنی اچانک آیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روز باری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر بن احمد بن شوذب مرقی اور واسطی نے واسط میں، ان کو

شعیب بن ایوب نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے مجمع بن یحییٰ انصاری سے۔ اس نے عبداللہ بن عمران سے، اس نے انصار کے ایک آدمی سے کہ

اس نے حضرت علیؑ سے پوچھا تھا نبی کریم ﷺ کی صفت کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سفید رنگ والے تھے۔ جو حمرت

ملا ہوا تھا۔ سیاہ سُرمیلی آنکھیں تھیں۔ سیدھے کنگھی شدہ بالوں والے تھے۔ صاحبِ وفرہ تھے۔ زلفیں کندھوں کو چھوتی تھیں۔ سینے کے بالوں کی



لکیر پتلی تھی۔ ان کی گردن چاندی کی صراحی جیسی تھی۔ آپ کی ہنسیوں سے ناف تک بالوں کی ایک سیدھی لکیر لکڑی کی مثل چلتی تھی۔ باقی پیٹ اور سینے پر بال نہیں تھے۔ ہاتھ اور پیر بھرے ہوئے تھے۔

جب چلتے تھے انتہائی قوت کے ساتھ، ایسے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔ جب چلتے تھے تو ایسے لگتا تھا جیسے چٹان سے پیرا کھڑتے ہیں۔ جب متوجہ ہوتے تو یکا یک پوری طرح متوجہ ہوتے تھے۔ آپ کا پسینہ موتیوں جیسا ہوتا تھا۔ آپ کے پسینہ کی خوشبو خالص کستوری سے زیادہ مہکتی تھی۔ نہ زیادہ لمبے نہ زیادہ چھوٹے، نہ خواہ مخواہ عاجزی کرنے والے عاجز و بے بس۔ نہ ہی ملامت کرنے والے تھے۔ میں نے ان جیسا ان سے پہلے دیکھا نہ ان کے بعد دیکھا۔ (تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۱/۳۱۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن محمد بن حسین علوی نے، ان کو خبر دی ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال بزار نے، ان کو احمد بن حفص بن عبد اللہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو حمید طویل نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بالکل گندی تھے نہ بالکل سفید تھے۔ سفید میانہ قد سے کچھ اوپر قد تھا اور لمبے قد سے نیچے تھا۔

اللہ کی مخلوق میں سے آپ ان کو حسین ترین ہی دیکھتے اور اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ خوشبودار تھے۔ سب سے زیادہ نرم ہاتھوں والے تھے۔ شدید گھونگرہ بال نہیں تھے۔ اپنے بالوں کو اپنے کانوں کے نصف تک چھوڑتے تھے۔ جب چلتے تو قوت اور جمائی کے ساتھ۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا، آپ سب لوگوں سے اپنی صفت کے اعتبار سے احسن تھے، اجمل تھے، لمبے کے قریب خوبصورت قامت والے تھے۔ کندھوں کے درمیان کا فاصلہ قدرے زیادہ تھا۔ روشن جبین تھی، جس پر پسینے کے قطرے دکتے تھے۔ بال انتہائی کالے تھے۔ سرمیلی آنکھیں تھیں، لمبی پلکیں تھیں۔ جب پیر رکھتے تھے تو پورا پیر رکھتے تھے، بیچ سے خالی نہیں تھا۔ جب آپ اپنے کندھوں سے چادر اتار کر رکھتے تو لگتا چاندی کی صراحی۔ جب ہنستے تو ایسے لگتا جیسے موتی چمک رہے ہیں۔ میں نے ان جیسا ان سے پہلے دیکھا نہ ان کے بعد۔ (تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۱/۳۱۹)

## باب ۲۸

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اُمّ معبد کی حدیث

(۱) ہمیں خبر دی ابو نصر عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قتادہ نے اصل کتاب سے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن جعفر بن محمد بن مطر نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زید عبد الواحد بن یوسف بن ایوب بن حکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت نے یسار خزاعی کعبی نے مقام قدید میں بطور ائماء کے، ان کو حدیث بیان کی اس کے چچا سلیمان بن حکم نے ان کے دادا ایوب بن حکم خزاعی سے، اس نے حزام بن ہشام سے، اس نے اپنے پاپ ہشام سے، اس نے اس کے دادا حبیش بن خالد سے۔ وہ صحابی رسول ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو عمرو بن مطرف نے، ان کو محمد بن محمد بن سلیمان بن حکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت بن یسار خزاعی نے، قدید میں پہچانے جاتے تھے۔ ابو عبد اللہ بن ابو ہشام القافہ۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد محمد بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے چچا ایوب بن حکم نے حزام بن ہشام سے۔ اس نے اپنے والد ہشام سے، اس نے

اس کے دادا حبیش بن خالد قنیل بطحا سے فتح مکہ کے دن یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے اور ہمیں خبر دی ابو عمرو بن مطر نے، ان کو ابو جعفر محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ حلوانی نے، ان کو مکرم بن محرز ابن مہدی نے، ان کو ان کے والد محرز بن مہدی نے حزام بن ہشام سے۔ اس نے حبیش بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا حبیش بن خالد صاحب رسول مقتول بطحا یوم فتح مکہ سے وہ بھائی تھے عاتکہ بن خالد کے۔

خشک تھن والی بکری کا دودھ ..... یہ کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت مکے سے نکالے گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ان میں حضور اکرم ﷺ اور ابو بکر ﷺ تھے۔ اور ابو بکر ﷺ کے غلام عامر بن فہیرہ اور ان کو راستہ بتانے والے عبداللہ بن اریقظ لیشی تھے۔ یہ لوگ قبیلہ بنو خزاعہ کی ایک بوڑھی خاتون ام معبد خزاعیہ کے خیموں کے پاس سے گزرے تھے۔ یہ خاتون اپنے خیمے کے صحن میں جسم اور گھٹنوں کو چادر سے باندھ کر یا لپیٹ بیٹھی تھی۔ یہ بڑی عمر کی بے حجاب بیٹھنے والی عورت تھی۔ وہ راستے کے مسافروں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی۔ یہ لوگ جب وہاں سے گزرے تو انہوں نے اس خاتون سے کھانے کے لئے قبائلی دستور کے مطابق گوشت یا کھجور مانگے تاکہ اس بوڑھی اماں سے یہ چیزیں خرید لیں۔ مگر ان لوگوں نے اس کے پاس کوئی بھی چیز نہ پائی ان میں سے۔ اور لوگوں کے پاس زاد سفر بھی ختم ہو چکا تھا۔ یہ لوگ قحط اور بھوک کی کیفیت میں تھے۔

ام معبد نے کہا، اللہ کی قسم اگر ہمارے پاس کوئی چیز ہوتی تو ہم تمہیں اس کو ذبح کرنے سے بھی نہ روکتے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر اتنے میں خیمے کے ایک کونے میں ایک بکری پر پڑی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے اے ام معبد؟ اس نے بتایا کہ یہ ایسی کمزور بکری ہے جو بکریوں کے ساتھ چراگاہ تک چل کر نہیں جاسکتی، اس لئے یہ خیمے میں باندھ رکھی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا اس بکری کے پاس دودھ ہے؟ ابو زید کہتے ہیں کہ اس کے پاس دودھ ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں یہ دودھ دینے سے معذور و مجبور ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ مجھے اس کا دودھ دوہنے کی اجازت دیں گی؟ وہ بولی کہ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، اگر آپ کو اس کے پاس دودھ نظر آئے تو ضرور دوہ لیں۔

چنانچہ اجازت ملنے کے بعد حضور ﷺ نے اس بکری کو اپنے پاس منگوا کر اس کی دودھ دانی پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور ام معبد کی بکری کے لئے اور ام معبد کے لئے دعا فرمائی۔ بکری نے دودھ دینے کے لئے اپنی ناکیں کھول دیں۔ اتنے میں اس کے تھنوں سے دودھ بہنے لگا۔ اس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے دودھ کے لئے برتن منگوائے جو تین سے دس آدمیوں کے لئے کافی ہو سکیں۔ حضور ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ان میں دودھ نکالا اور وہ خوب بہنے لگا۔ یہاں تک کہ اوپر تک بھر گیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پہلے ام معبد کو دودھ پلایا، وہ پی کر خوب سیر ہو گئی، پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر ان کے بھائی رسول اللہ ﷺ نے بعد میں خود پیا اور سب خوش ہو گئے۔ اس کے بعد دوبارہ آپ نے بکری کا دودھ نکالا اور اس کے برتن بھر دیئے۔ اور اس دودھ کو ام معبد کے پاس رہنے دیا۔ اور اس دودھ کی قیمت بھی اس کو ادا کر دی اور اس سے کوچ کر گئے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ام معبد کا شوہر بکرہ اوپس لا کر بیچ گیا۔ جو کہ بھوک اور کمزور تھی، جو کہ کمزوری کی وجہ سے آہستہ اور ہلکے ہلکے چلا رہی تھی۔ دن چڑھے (چاشت کے وقت) ان کی ہڈیوں میں گودا کم رہ گیا تھا۔

ابوزید کہتے ہیں ضَحًا مُخْتَهِنًا قَلِيلًا ابو معبد نے جب دودھ اتنی فراوانی سے گھر میں دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا کہ اے ام معبد یہ اتنا دودھ کہاں سے آیا؟ اور بکریاں تو دور چراگاہ میں تھیں اور جبکہ گھر میں کوئی دودھ والا جانور بھی نہیں ہے؟ ام معبد نے بتایا کہ نہیں، بات یہ نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے ہمارے پاس سے ایک برکت والا شخص گزرا، اس کا ایسا ایسا حال تھا (یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہے)۔ اس نے کہا ام معبد تم اس شخص کی صفت بیان کرو میرے سامنے۔

وہ بتانے لگی کہ میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے جس کا حسن و جمال ظاہر تھا۔ چہرہ اس کا چمکتا ہوا روشن تھا۔ اعضاء خوبصورت تھے۔ سفر کی تھکان نے اس کو کمزور اور بد صورت نہیں کیا تھا۔ لمبی اور پتلی گردن اس کو عیب دار نہیں کر رہی تھی۔ خوبصورت تھے، حصے تقسیم کر کے دینے والے تھے۔

محمد بن موسیٰ نے کہا کہ وَ سَبِيْمًا قَسِيْمًا آنکھوں میں سیاہی (سُر میلا پن تھا)۔ پلکوں میں طوالت تھی۔ ان کی آواز میں کھنک تھی۔ گردن لمبی تھی۔ داڑھی گھنی تھی۔ بھنویں کمان کی طرح خوبصورت تھیں۔ دونوں ابرو ملے ہوئے تھے۔ اگر خاموشی اختیار کرتے تھے تو ان پر وقار چھا جاتا تھا۔

اور وہ بولتے تھے تو ان پر بہار اور تازگی اتر آتی تھی۔ دور سے سب لوگوں سے زیادہ حسین اور زیادہ ہر رونق نظر آتے تھے مگر قریب سے سب سے زیادہ حسین اور سب سے شریں نظر آتے تھے۔ شریں گفتار تھے۔ رُک رُک کر واضح وضع بولتے تھے۔ الفاظ نہ کم بولتے تھے نہ زیادہ بولتے۔ آپ کی گفتار بس پروئے ہوئے موتی تھے۔ جو بکھر رہے تھے۔ ایسے میاں قد تھے جو طوالت سے محروم نہ ہو۔ اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے کوئی آنکھ ان کو عیب دار نہ دیکھے۔ بلکہ (لمبی اور چھوٹی) دونوں میں ایک خوبصورت شاخ تھی۔ تینوں افراد میں سے وہ خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ اور ان میں وہی زیادہ حسین قدر و انداز والے تھے۔

اس کے رفقاء اس پر جان نچھا اور کرتے تھے۔ اگر وہ بولتے تو وہ ان کی بات سننے کے لئے خاموش ہو جاتے تھے۔ اگر وہ ان سے کچھ فرماتے تھے تو ان کے ساتھی ان کی بات پوری کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کر جانے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ مخدوم تھے۔ محترم تھے (جس کے ساتھی اس کے آگے پیچھے پھرتے تھے)۔ اور وہ ان کے ساتھ نہ ترش روئی سے پیش آتے تھے نہ ہی ان پر زیادتی کرتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

## ہاتفِ غیبی کے اشعار

ابو معبد نے یہ سننے کے بعد کہا۔ اللہ کی قسم یہ وہی شخص ہے جو قریش کو مطلوب ہے۔ جس کا ذکر ہم نے سنا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس شخص سے ضرور ملوں اور میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اگر مجھے اس کی استطاعت رہی۔ اگلے دن علیؑ صبح مکے میں ایک آواز سُنائی دی جیسے کوئی دور دراز سے کہہ رہا ہے، لوگ آواز سن رہے تھے مگر یہ نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ کون کہہ رہا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے :

جزی اللہ ربُّ الناس خیر جزائه	رفیقین قالا حیمتی أم معبد
ہما نزلاہا بالہدی و اہتدت بہ	فقد فاز من امسی رفیق محمد
فی القصبی ما زوی اللہ عنکم	بہ من فعال لا تجاری و سودد
لیہن بنی کعب مقام فتاتہم	و مقعدھا للمؤمنین بمرصد
سلوا احتکم عن شاتھا و انائھا	فانکم ان تسالوا الشاة تشهد
دعاھا بشاة حائل فتحلبت	لہ بصریح ضرة الشاة مزبد
فغادرھا رھنا لدینھا بحالب	یرددھا فی مصدر ثم مورد

اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو اپنی بہترین جزاء عطا کرے جو ام معبد کے خیموں میں دوپہر کی نیند جا کر سوئے۔ وہ دونوں ہدایت کے ساتھ ام معبد کے پاس اترے اس نے بھی ان سے ہدایت پائی۔ تحقیق وہ شخص کامیاب ہو گیا جو محمد ﷺ کا رفیق بن گیا۔ اے آلِ قضیٰ قابلِ مبارکباد ہو آپ لوگ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کیا افعال مقدر کئے ہیں اور سرداری، جن کا کوئی مقابلہ نہیں۔ بنو کعب کو مبارک ہو کہ ان کو نوجوان ایسے مقام پر فائز ہے جو اہل ایمان کے لئے مورچے کی جگہ ہے۔ اپنی بہن سے پوچھئے اس کی بکری کے اور دودھ کے برتن کے بارے میں۔ اگر تم لوگ اس بکری سے پوچھو تو وہ بھی شہادت دے گی۔ کونے میں پردے میں کھڑی بکری کو اس جوان نے بلایا تو اس نے ان کے لئے دودھ دینا شروع کر دیا۔ بھرے ہوئے سُنَد کے ساتھ اور جھاگ دار دودھ کے ساتھ۔ بقیہ دودھ کو وہ ام معبد کے برتن میں محفوظ چھوڑ کر چلے گئے تاکہ وہ اس کو دوباراً بکری سے اور گھات سے لگا کر دودھ آخذ کر سکے۔



حضرت حسان بن ثابت انصاری نے جو شاعر رسول تھے یہ شعر سُنے تو انہوں نے ہاتھ کو جو اباً شعر کہے۔

وہ کہتے ہیں: ”حضرت حسان کے اشعار اور ان کا مفہوم“

لقد خاب قوم زال عنهم نبیہم  
 و قدس من یسری الیہم ویغندی  
 ورحل عن قوم فضلت عقولہم  
 و حل علی قوم بنور مجدد  
 ہداهم بہ بعد الضلالۃ ربہم  
 و ارشد ہم من یتبع الحق یرشد  
 و ہل یستوی ضلال قوم تسنہوا  
 عمی و ہدایۃ ینتدون بمہتد  
 و قد نزلت منہ علی اہل یثرب  
 ر کاب ہدی حلت علیہم باسعد  
 نبی یری ما لا یری الناس حولہ  
 و ان قال فی یوم مقالۃ غائب  
 و یتلو کتاب اللہ کل مسجد  
 لیہن ابا بکر سعادۃ جدہ  
 فتصدیقہا فی الیوم او فی ضحا الغد  
 لیہن بنی کعب مقام فتاتہم  
 بصحبہ من یسعد اللہ یسعد  
 و مقعدہا للمؤمنین بمرصد

یقیناً ناکام و نامراد ہو گئی وہ قوم جن سے ان کا نبی چلا گیا اور مقدس ہو گئے وہ لوگ جن کے پاس پہنچے ہیں اور ان کی اقتداء کریں گے۔ ایک قوم سے انہوں کو بچ گیا جس سے ان کی عقلیں گمراہ ہو گئی ہیں اور دوسری قوم پر وہ نئے نور و روشنی کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ دراصل ان کے رب نے گمراہی کے بعد ان کو اسی نبی کے واسطے ہدایت بخشی ہے۔ اور ان میں سے زیادہ کامیاب وہ ہے جو حق کی اتباع کرے گا۔ وہ رُشد و ہدایت پر ہوگا۔ کیا بھلا کسی قوم کے گمراہ لوگ جنہوں نے محض اپنے اندھے پن کی وجہ سے حماقت اختیار کر رکھی ہے۔ وہ، اور وہ لوگ جنہوں نے ایک ہادی کی وجہ سے ہدایت اختیار کر لی ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (یعنی وہ دونوں کسی طرح بھی برابر نہیں ہو سکتے)۔ اس نبی کی وجہ سے اہل یثرب پر ہدایت کے قافلے اور سواریاں نازل ہو گئے ہیں۔ وہ ان پر سعادت و خوش نصیبی بن کر اترے ہیں۔ وہ نبی ایسے ہیں جو اپنے ارد گرد وہ کچھ دیکھتے ہیں جو اور لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ اور وہ نبی ہر نماز میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے۔ وہ نبی اگر دن میں کوئی انہونی بات بتاتے ہیں تو حقیقت اور نفس الامر میں اس کی تصدیق اسی دن ہو جاتی ہے۔ یا اگلے روز صبح صبح ہی وہ بات سچی ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ ابو بکر صدیق کو ان کے دادا کی سعادت بوجہ صحابیت رسول مبارک ہو یہ سعادت واقعی اسی کو نصیب ہوتی ہے، اللہ جس کو سعادت نصیب کرے۔ (کئی کئی پشتیں صحابی ہیں)۔ بنو کعب کو ان کے نوجوان کا مرتبہ و مقام مبارک ہو۔ اور اہل ایمان

کے لئے اس کا کلیدی اور اہم منصب مبارک ہو۔

یہ الفاظ حدیث ابو نصر بن قتادہ کے ہیں ابو نصر نے کہا کہ ابو عمرو بن مطرف نے کہا ہے کہ ابو جعفر بن محمد بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے مکرم سے ام معبد کے نام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ان کا نام عاتکہ بنت خالد تھا اور ان کی کنیت ام معبد تھی۔ ان کے شوہر ابو معبد کا نام اکثم بن ابوالجون تھا۔ مگر ان کو عبد العزیٰ کہتے تھے۔ (رواہ الطبرانی۔ والحاکم فی المستدرک ۱۰/۳)

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن عمرو حمسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن حمید بن ربیع خزاعی نے، ان کو سلیمان بن حکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت بن یسار خزاعی نے۔ وہ کہتے ہیں ان کو ان کے بھائی ایوب بن حکم اور سالم بن محمد خزاعی نے، سب نے جزام بن ہشام سے۔ اس نے اسی روایت کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے، مگر حضرت حسان کے اشعار میں سے آخری شعر کم کر دیئے۔ مگر کسی اور مقام پر ان کو انہوں نے ذکر کیا ہے یعقوب بن سفیان فسوی نے مکرم بن محرز سے بغیر اشعار کے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو القاسم مکرم بن محرز بن مہدی بن عبد الرحمن بن عمرو خزاعی نے، ان کو حدیث بیان کی محرز بن مہدی نے، اس نے اسی مذکور کو روایت کیا ہے۔

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو ابو زکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو حسین بن محمد زیاد اور جعفر بن محمد بن سوار (ح)۔ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبد اللہ بن محمد دورقی نے، آخرین میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن خزیمہ امام نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی خالد بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جریر نے، ان سب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی مکرم بن محرز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہا ابو عبد اللہ حافظ نے سنا شیخ صالح ابو بکر احمد بن جعفر قطعی سے۔ وہ کہتے ہیں، ہمیں حدیث بیان کی محرز نے اپنے آباء سے۔ انہوں نے اس حدیث کو اپنے طول کے ساتھ بیان کی ہے۔

میں نے اپنے شیخ ابو بکر سے کہا کیا واقعی اس کو شیخ نے سنا ہے مکرم سے؟ اس نے کہا جی ہاں! اللہ کی قسم میرے والد نے مجھے اپنے ساتھ حج کرایا۔ میں اس وقت سات سال کا تھا، لہذا اس وقت انہوں نے مجھے مکرم بن محرز سے بھی ملوایا تھا۔ اور مجھے خبر پہنچی ہے ابو محمد قتیبی سے کہ اس نے کہا مشکل الفاظ کی تشریح میں اسی مذکورہ حدیث میں آئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں :

### مشکل الفاظ کی تشریح

قوله بَرَزَةٌ: اس سے اس کی مراد اس کا سن اور عمر مراد ہے جس میں وہ ظاہراً بیٹھتی تھی یعنی وہ بمنزلہ اس لڑکی کے نہیں تھی جو حجاب میں رہتی ہے۔ محشی لکھتے ہیں کہ عورت جب بوڑھی ہو جائے تو وہ جوان عورتوں کی طرح پردہ نہیں کرتی، حالانکہ وہ اس وقت عقیفہ عاقلہ ہوتی ہے۔ لوگوں کے پاس بیٹھتی ہے اور لوگوں کے ساتھ ظاہراً باتیں کرتی ہے۔ بروز کا معنی ظہور ہے۔

قوله مُرْمِلِينَ: اس سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کا زاد سفر ختم ہو چکا تھا۔

قوله مُسْتَبِينَ: اس سے مراد داخلین فی الشاہ ہے۔ اس میں مُسْتَبِينَ بھی مروی ہے یعنی داخل فی سنة یعنی قحط اور بھوک۔

قوله كَسْرُ الْخَيْمَةِ: اس سے مراد خیمے کی جانب اور کونہ ہے اس کا۔

قوله فَتَفَاجَتْ: اس سے ان کی مراد ہے کہ اس نے دودھ نکلوانے کے لئے اپنی کھیری کھول دی یا تھن کھولا۔

قوله دَعَا بِنَاءً يُرْبِضُ الرَّهْطُ: یعنی اتنا بڑا برتن جو تین سے دس بندوں کو سیر کر سکے۔ یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو جائیں اور بوجھل ہو جائیں۔ اور رَهْطُ تین سے دس عورتوں کے لئے ہیں۔

قوله نَجًّا: اس سے مراد ہے سبیل اور خوب دودھ بہنا۔

قوله حتى علاه البهاء: اس سے مراد ہے کہ دودھ کی تازگی یا جھاگ برتن کے اوپر تک پہنچ گئی۔

قوله وهو وبيض رغوته: وہ ارادہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اس برتن کو بھر دیا۔

قوله فشربوا حتى اراضوا: اس سے مراد ہے کہ انہوں نے اس قدر پیا کہ وہ سیر ہو گئے اور سیر ہونے سے مطمئن ہو گئے۔

قوله تَشَارَكُنْ هُزُلًا: مراد ہے کہ بکریوں کو عموماً کمزوری لگ چکی تھی۔ ان میں کوئی صحت مند نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی خوشنما تھی۔ یہ لفظ اشتراک سے بنا ہے۔

قوله والشاء عازبٌ: یعنی چراگاہ میں دُور۔

قولہ : ظَاہِرُ الْوَضَاءِ : غیرِ الْفُتَيْبِي نے کہا کہ ان کی مراد اس سے ظاہر جمال ہے۔ اور فُتَيْبِي نے کہا کہ

قولہا : اَبْلَجُ الْوَجْهَ : اس سے ان کی مراد چمکتا اور روشن چہرہ مراد ہے۔

قولہا : لَمْ تَعْبَهُ نُحْلَةً : پتلا اور کمزور ہونے کو کہتے ہیں۔

قولہا : وَلَمْ تُزْرِيه صُقْلَةً : صقل منقطع الاضلاع کو کہتے ہیں اور صُقْلَةً - حاصرہ اور کوکھ کو کہتے ہیں۔ اس سے اس کی مراد تھی

کہ وہ کچھ اس قسم کے تھے کہ نہ تو وہ زیادہ پھول رہے تھے، اور نہ ہی وہ پتلے اور کمزور تھے۔ اور یوں بھی مروی ہے۔

لَمْ تَعْبَهُ نُحْلَةً وَلَمْ تُزْرِيه صُعْلَةً : نُحْلَةً کہتے ہیں عظیم البطن کو اور پیٹ کے نیچے والے حصے کے ڈھیلے ہونے کو۔ اور صُعْلَةً کہتے ہیں

صغر اس سر چھوٹا ہونے کو۔

الْوَسِيمُ : حسن اور چمک دار اسی طرح۔

الْقَسِيمُ : سے بھی یہی وارد ہے۔

الدَّعْجُ : آنکھ میں سیاہی کو۔

وقولہا فی اشعارہ عَطْفٌ : قسیمی کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بارے میں رپاشی سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں یہاں عطف کا

مطلب نہیں جانتا۔ میں اس کو عطف نقطے والی غین کے ساتھ سمجھتا ہوں، اس کا مطلب لمبی پلکیں ہیں جو لمبی ہونے کے ساتھ مڑی ہوئی ہوں۔

اور عطف کا مطلب بھی مائل یا مڑی ہوئی ہوگا۔ اگر یہ روایت میں محفوظ ہو، وہ بھی اس کے مشابہ ہے یعنی پلکوں کا مڑنا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ

آپ کی پلکوں میں وصف تھا۔ یہ بھی طول کو کہتے ہیں۔

وقولہا فی صوتہ : صَهْلٌ : اور صحل بھی روایت کیا گیا ہے، یعنی ایسے جیسے ہلکا سا گلا یعنی آواز میں بیٹھنے کا احساس ہوتا ہو۔ اس سے

مراد یہ ہے کہ تیز چبھتی ہوئی نہ ہو۔

وقولہا فی عنقہ سَطَعٌ ، اى صُولٌ : گردن قدرے لمبی تھی۔

قولہا : اِنْ تَكَلَّمْتَ سَمًا : اگر کلام کرتے تھے تو اونچے ہو جاتے تھے (یا چھا جاتے تھے)۔ یعنی اپنے سر کو یا ہاتھ کو اونچا کرتے تھے۔

## آپ کے نطق کے بارے میں

قولہا : فَضْلٌ لَا نَزْرٌ - وَلَا هَنْدَرٌ : مراد یہ ہے کہ آپ کا کلام خوبصورت اور متصل ہوتا تھا۔ نہ قلیل تھا نہ کثیر تھا۔

قولہا لَا بَأْسَ مِنْ طُولٍ : احتمال ہے کہ اس کا یہ معنی ہو کہ حضور ﷺ ایسے لمبے نہیں تھے جو اپنے مباری ( ) کو اپنی مطاوعت

سے مایوس کر دے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہاں کتابت کی غلطی ہو۔ میرا خیال ہے کہ مطلب ہے کہ لَا بَأْسَ مِنْ طُولٍ (بے ہنگم لمبے بھی

نہیں تھے)۔

قولہا لَا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قَصْرِ : یعنی نگاہ ان کو حقیر نہیں محسوس کرتی تھی چھوٹے ہونے کی وجہ سے، نہ ہی عیب دار دیکھتی تھی۔

مَحْفُودٌ : یعنی مَحْدُودٌ تھے۔

مَحْشُودٌ : یہ اس محاورے سے لیا گیا ہے حَشْدَتْ لِفُلَانٍ فِي كَذَا کہ میں نے فلاں کے لئے حشد کیا ہے اس وقت کہتے ہیں جب آپ نے

اس کے لئے کچھ تیار کر رکھا ہو اور کچھ جمع کر رکھا ہو۔ ان کے علاوہ دیگر ذکر کیا ہے کہ محشود کا مطلب محفوف ہے (جس کو لوگ گھیرے رہتے ہوں)

اور حشده اصحابہ یعنی اطرافہ یعنی جس کے ساتھی اس کے آگے پیچھے پھرتے ہوں۔



قولہا: لَا عَابِسَ : مراد یہ ہے کہ عابس الوجہ یعنی ترش رو نہیں تھے جو منہ بسور کر رکھتے ہوں۔ لَا مُعْتَدِبَیہ عَدَا سے مشتق ہے معتد کا مطلب الظلم ہے کہ آپ ظالم نہیں تھے۔

قولہ الہاتف۔ فتحلبت لہ بصریح : صریح کا مطلب ہے خالص۔ ضَرَّة سے مراد ہے لَحْمُ وَالضَّرْع تھنوں کا گوشت۔ فغادرہا رہنا لدیہا لحالب۔ مراد ہے کہ آپ ﷺ نے اس بکری کو اُم معبد کے پاس اس طرح رہن رکھا (یعنی چھوڑ کر چلے گئے) کہ وہ دودھ بہاتی رہے۔

## باب ۲۹

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں حدیث ہند بن ابی ہالہ تمیمی

ہند بن ابی ہالہ تمیمی ربیب نبی۔ یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ امام بغوی کہتے ہیں کہ ابو ہالہ نبی کریم ﷺ سے قبل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ ان کا نام نباش بن زرارہ تھا اور ان کا یہ بیٹا ہند بن نباش بن زرارہ تھا۔ یہ ہند جنگ جمل میں قتل ہو گئے تھے۔ اور یہ حضرت علی ﷺ کے ساتھ تھے۔ یہ شخص فصیح بلیغ تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی احسن طریقے پر وصف کی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے حدیث بھی روایت کی۔ حسن بن علی ﷺ نے ان سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے نقل کی ہے اور بغوی نے بھی۔ (مترجم)

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے لفظاً بھی اور قرآءاً بھی انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب عقیقی صاحب کتاب النسب نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابو محمد نے مدینہ میں ۲۶۳ میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن جعفر بن محمد نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر سے اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد محمد بن علی سے، اس نے علی بن حسین سے۔ وہ کہتے ہیں کہا حسن بن علی نے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے رسول اللہ ﷺ کے خلیے کے بارے میں پوچھا (ظاہر ہے وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کے بیٹے ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی گود میں پروردہ تھے، ان سے بہتر کون حضور ﷺ کے خلیے کو بتائے گا؟)۔ اس لئے وہ وصاف رسول کہلاتے تھے۔ حضور کے بڑے وصف بیان کرنے والے۔ (میں نے کہا) میں امید کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے کچھ وصف بیان کریں گے۔ میں جس کو سینے سے لگا لوں گا (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی حدیث بیان کی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان فسوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن حماد انصاری مصری نے اور ابو غسان مالک بن اسماعیل نہدی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جمیع بن عمر بن عبد الرحمن عجلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی مکے کے ایک آدمی نے ابو ہالہ تمیمی کے بیٹے سے۔ اس نے حسن بن علی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں سے پوچھا یعنی ہند بن ابی ہالہ تمیمی سے۔ وہ خلیے رسول کے بڑے وصف بیان کرنے والے تھے۔ میں چاہتا تھا کہ وہ میرے لئے اس میں سے کچھ بیان کریں، میں جس کے ساتھ وابستہ ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا :

رسول اللہ ﷺ فریبہ جسم پر وقار صاحب وجاہت بزرگ تھے۔ ان کا چہرہ مبارک چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ میانہ قد سے لمبے تھے، ٹہنی نما لمبے سے چھوٹے تھے۔ سر مبارک بڑا تھا، گھونگھرا لے اور سیدھے بالوں کی درمیانی کیفیت کے بال تھے۔ اگر ان کے بالوں کی لٹ اور ایک حصہ دوسرے سے علیحدہ ہوتا تو خود بخود مانگ نکل آتی تھی۔

علوی کی ایک روایت میں عقیدتہ کی بجائے عقیصتہ ہے مراد وہی ہے بالوں کا ایک حصہ الگ ہونے پر مانگ نکل آتی تھی۔ مگر آپ کے بال جب وافر ہوتے تھے تو وہ آپ کے کانوں کی لو سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ گلاب کے پھولوں جیسا رنگ تھا، پیشانی مبارک کشادہ تھی، بھنویں مبارک باریک مگر کمان کی طرح خمدار تھیں بھنویں پوری اور مکمل تھیں مگر اس طرح نہیں کہ دونوں مل کر اور جڑ کر ایک ہو جائیں۔ دونوں بھنویں کے بیچ میں ایک رگ نمایاں تھی، جس کو غصہ اور ظاہر کر دیتا تھا۔ ناک مبارک کا بانسہ اونچا تھا، نتھنے باریک تھے۔ ہر وقت آپ کے اوپر ایک نور اور وجاہت ظاہر ہوتی تھی۔ جو شخص آپ کو بغیر غور کے دیکھتا آپ کی ناک بڑی خیال کرتا۔ داڑھی مبارک گھنی تھی۔ آپ کے رخسار مبارک ہلکے تھے، پھولے ہوئے نہیں تھے۔

اور علوی کی ایک روایت میں ہے مسرۃ کا یعنی سینے کے بالوں کی لکیر کا ذکر ہے۔ آپ کی گردن مبارک ایسی جیسے کہ تراشی ہوئی مورتی کی گردن ہے۔ جلد مبارک صفائی میں چاندی جیسی، جسمانی ساخت میں اعتدال تھا۔ صحت مند خوبصورت جسم تھا۔ فسح الصدر کشادہ سینہ تھا۔ دونوں کندھوں کا درمیانہ فاصلہ بعید تھا۔ کلائیوں کی ہڈیاں گوشت سے پر تھیں۔ جسم مبارک منور تھا، بالوں سے صاف تھا۔ ہنسیوں سے ناف تک بالوں کے سلسلے سے مربوط تھا، جو ایک دھاگے یا دھاری کی مانند جاری تھا۔ بستان والا حصہ اور پیٹ صاف تھا باقی جسم کے سوا۔ کلائیوں پر بال تھے۔ کندھوں پر بھی بال تھے۔ سینے کے بالائی حصہ پر ہلکے بال تھے۔ کہنیوں اور گھٹنوں کے جوڑے بڑے تھے۔ ہتھیلیاں نرم تھیں۔ علوی کی روایت میں ہے جبیں اقدس کشادہ تھی۔ سیدھی قامت تھی۔ ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے۔

علوی نے قد میں کا ذکر نہیں کیا۔ حاجات پوری کرنے والے ہاتھ پیر تھے۔ قدموں کے نیچے کے حالی حصے خالی تھے (یہ بات ماقبل کی تفصیلات کے خلاف ہے اور بعد والے جملے کے بھی منافی ہے۔) (واللہ اعلم)

مسیح القدم تھے۔ یعنی قدم مبارک پورے زمین کو چھوتے تھے (یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب پیر مبارک بھرے ہوئے ہوں، خالی حصہ بھی بھرا ہوا ہو۔) (مترجم)۔

ان دونوں کا چشمہ اُبلتا تھا (یہ معجزہ تھا)۔ جب کسی جگہ سے بٹتے تھے تو مضبوط اور وقار کے ساتھ، جب قدم رکھتے تو جماؤ کے ساتھ، جب چلتے تو نرمی کے ساتھ، رفتار تیز ہوتی تھی۔ جس وقت چلتے تھے تو ایسے لگتا جیسے اونچائی سے نیچے آتے ہیں۔ جب کسی طرف مڑتے پہلو بدلتے تو پوری طرح بدلتے۔ علوی کی ایک روایت میں لفظ جمعاً کی جگہ جمعاً ہے۔

حضور ﷺ نگاہ کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ کی نظر اوپر سے نیچے زمین کی طرف زیادہ طویل رہتی تھی۔ جب کسی منظر کا ملاحظہ کرتے تو خوب غور سے دیکھتے (اپنے اصحاب کے آگے چلتے تھے)۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ جو آپ ﷺ سے ملتا آپ اس کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔

میں نے کہا، میرے لئے آپ حضور ﷺ کا نطق اور گویائی کی صفت بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا :

حضور ﷺ کو مسلسل حزن و غم لاحق ہوتے رہے۔ دائمی سوچ اور فکرہ میں مبتلا رہے۔ علوی کی روایت میں فکرہ کی جگہ لفظ فکر ہے۔ آپ کے لئے راحت و آرام نہیں تھا۔ لہذا آپ بغیر ضرورت اور حاجت کے کلام نہیں فرماتے تھے۔ لمبی خاموشی اختیار کرتے تھے۔ طویل السکنتہ تھے۔ علوی کی ایک روایت میں لفظ سکوت ہے۔ کلام شروع کرتے اور ختم کرتے تھے تو اپنی باچھوں کے اندر سے اور جامع ترین کلمات کے ساتھ کلام فرماتے تھے۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ کلام واضح اور جدا جدا ہوتا تھا، نہ ضرورت سے زیادہ ہوتا تھا نہ ہی ضرورت سے کم ہوتا تھا۔ نراخوتھے، نہ ظلم کرنے والے تھے نہ ذلیل و رسوا کرتے تھے۔

اللہ کی بر نعمت کو عظیم سمجھتے تھے۔ اگرچہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ ان میں سے کسی چیز کی بُرائی نہیں کرتے تھے۔ ذائقوں اور مزوں کی نہ بُرائی کرتے تھے نہ تعریف کرتے تھے۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ذائقوں یعنی مزوں کے دلدادہ نہیں تھے۔ نہ ہی ان کی تعریف کرتے تھے۔ اپنے غصے سے مغلوب ہو کر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ جب کوئی حق چیز پیش کی جاتی اس کے لئے مدد کرتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ دنیا کے لئے غصہ نہیں کرتے تھے۔ اور دنیا کے مفاد کے لئے بھی۔ جب حق دلویا جاتا اسے کوئی نہ پہچانتا، اور آپ غصہ میں کوئی فیصلہ نہ کرتے، نہ ہی غصے میں بدلہ لیتے۔ نہ ہی اپنی ذات کے لئے کسی سے غصہ کرتے، نہ ہی اپنے لئے بدلہ لیتے تھے۔ جب اشارہ کرتے تو اپنی پوری ہتھیلی کے ساتھ کرتے اور تعجب اور حیرانی کا اظہار کرتے تو ہتھیلی ملتے۔ جب باتیں کرتے تو ہتھیلی کو بھی شامل کرتے۔ دائیں ہتھیلی کا اندر والا حصہ اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے پر مارتے۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو اُلٹے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے تھے۔ اور جب ناراض ہوتے، منہ پھیر لیتے اور کھینچ جاتے۔ اور جب خوش ہوتے اپنی نظر نیچی کر لیتے۔ آپ کی ہنسی مسکراہٹ غالب ہوتی تھی۔ اولے یا برف کی طرح دانت چمکتے تھے۔ (اخرج الترمذی، والبخاری، والطبرانی)

حسن نے کہا کہ میں نے ایک زمانے تک اس کو حسین بن علی سے چھپایا۔ پھر میں نے ان کو بیان کر دیا تو میں نے ان کو پایا کہ وہ مجھ سے سبقت کر چکے ہیں اس کی طرف۔ انہوں نے اس سے پوچھا اس چیز کے بارے میں اور خرچ کے بارے میں، آپ کی شکل و صورت کے بارے میں۔ اس میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا سب کچھ بتایا حضرت حسین ؑ نے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ کی آمدنی کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی آمدنی آپ کی ذات کے لئے اجازت دی ہوئی تھی اس میں۔ جب آپ گھر میں آتے تو اپنی آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

حضور ﷺ اپنی آمدنی تین حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے۔ دوسرا حصہ ان کے گھر والوں کے لئے۔ اور تیسرا حصہ حضور ﷺ کی اپنی ذات کے لئے۔ پھر آپ اپنے حصوں کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیتے تھے۔ لہذا وہ تمام عام و خاص کو دے دیتے تھے، اس میں سے کچھ بھی جمع کر کے نہیں رکھتے تھے۔

ابوغسان نے کہا کہ کوئی چیز لوگوں سے بچا کر ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ ان سے کسی شے کو چھپا کر ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ نیز امت کے حصے میں آپ کی سنت اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اپنی اجازت اور اپنے حکم کے ساتھ اہل فضل کو ترجیح دیتے تھے۔ اور اس حصہ کو دین میں ان کی مضیت و برتری کے مطابق اس کو تقسیم کرتے تھے۔

پھر بعض لوگ ان میں ایک حاجت والے ہوتے، بعض دو حاجت والے، بعض ان میں سے کئی حاجت والے ہوتے۔ لہذا اس آمدنی کے ساتھ وہ ضرورتیں پوری کر دیتے تھے احسن طریقے سے۔ جس میں امت کی اور ان کی صلاح اور فلاح ہوتی تھی اور ان کے بارے میں یعنی ضرورت مندوں کی بارے میں خود معلوم کر لیا، یا ان کی ضرورت سے اطلاع و خبر پا کر ان کے کام کرتے، اور فرماتے کہ تم لوگوں میں سے وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں میری بات اور پیغام ان لوگوں تک پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اور ہر اس آدمی کی ضرورت و حاجت کی مجھے اطلاع پہنچائیں جو اپنی حاجت کی اطلاع خود مجھ تک نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ بے شک جو شخص بادشاہ وقت تک اس شخص کی ضرورت کی اطلاع پہنچائے جو خود اپنی ضرورت کی اطلاع اس کے پاس نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدم ثابت قدم رکھے گا۔ انہیں لوگوں کا ہی آپ کے سامنے ذکر ہوتا رہتا تھا جو لوگ آپ کے سامنے آنے والے آتے ان سے صرف اسی بات کو قبول کیا جاتا اور آنے والے خالی نہ جاتے بلکہ انہیں کچھ کھانے دیا جاتا۔

علوی کی ایک روایت کے مطابق آنے والے لوگ کھائے بغیر نہ جاتے اور ان کے ساتھ کسی راستہ بتانے والے کو بھی بھیجا جاتا (یادینی رہنمائی کرنے والا کوئی رہنما بھی ساتھ بھیجا جاتا تھا)۔ اس لئے علوی نے یہ الفاظ اضافہ کئے ہیں۔ یعنی فقہاء، یعنی فقیہ بھیجے جاتے۔

(فتح الباری ۱/۱۵۷)



## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدنی اور خرچ

حضرت حسین ؑ نے فرمایا کہ میں نے ان سے ان کی آمدنی کے بارے میں پوچھا کہ اس میں کیسے کرتے تھے؟ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا مجھے آپ ؑ کی آمدنی کے بارے میں خبر دیجئے کہ آپ اس میں کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے، یا اس کی حفاظت کرتے تھے، یا روک کر رکھتے تھے مگر لوگوں کے مفاد اور فائدے کے لئے (زبان کو استعمال کرتے تھے)۔ ان کی تالیف قلبی کرتے تھے۔ انہیں متنفر نہیں کرتے تھے۔

ابو غسان نے کہا یا ان میں تقسیم کرتے تھے۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ لوگوں میں تفریق نہیں کرتے تھے۔ اور ہر قوم کے شریف اور معزز آدمی کی تکریم و عزت رکھتے تھے اور ہر قوم کے معزز شخص کو ان کی سرپرستی دیتے تھے۔ اور وہ شخص لوگوں کی حفاظت کرتا اور انہیں میں سے محافظ مقرر کرتے تھے، بغیر اس کے کہ وہ کسی کو اذیت دے یا اس کو اخلاقی طور پر نقصان پہنچائے۔

اصحاب کے حالات کا خیال رکھنا ..... حضور ؑ اپنے ساتھیوں کو تلاش کرتے اور لوگوں سے ان کے معاملات اور حالات خود پوچھتے اور اچھے کی اچھائی کی تحسین فرماتے اور بُرائی کو بُرا قرار دیتے اور اس کی اہانت اور حوصلہ شکنی کرتے تھے۔ ہر معاملے میں اعتدال سے کام لیتے تھے۔ اعتدال کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ آپ ؑ غافل نہیں رہتے تھے کہ کہیں لوگ بھی غافل نہ ہو جائیں، یا اکتانہ جائیں۔ ہر حال میں آپ کے پاس ایک تنبیہ کرنے والا موجود رہتا جو حق میں کمی نہ کرتا، نہ ہی حق کو سمیٹتا۔ جو لوگ آپ کے قریب ہوتے وہ سب لوگوں میں پسندیدہ لوگ ہوتے تھے۔ ان سب میں آپ کے نزدیک زیادہ تر وہ ہوتا جو عمومی طور پر سب سے زیادہ نصیحت کرنے اور خیر خواہی کرنے والا ہوتا۔ اور آپ ؑ کے نزدیک ان لوگوں میں بڑی قدر و منزلت والا شخص وہی ہوتا تھا کہ جو ان میں سب سے زیادہ خوبصورت طریقے پر غمخواری کرتا اور معاونت کرتا۔

حضرت حسین کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا آپ ؑ کی مجلس کے بارے میں۔ علوی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ ؑ اس میں کیسے کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ؐ کی نشست و برخاست، آپ کا اٹھنا بیٹھنا اللہ کے ذکر پر ہوتا تھا۔ آپ مختلف مسکن ٹھکانے نہیں بناتے یا بدلتے تھے اور لوگوں کو بھی ایسا کرنے سے منع کرتے تھے۔ اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو محفل کے آخر میں جہاں جگہ ہوتی بیٹھ جاتے۔ اور اپنے اصحاب کو بھی محفل کے آخر میں بیٹھنے کا حکم دیتے۔ (جب کوئی چیز تقسیم کرتے تو) تمام شرکاء اور حاضرین مجلس کو برابر کا حصہ دیتے (یہاں تک کہ) حاضرین میں سے کسی کو یہ احساس نہ ہو سکتا کہ کسی دوسرے کا اس کے مقابلے میں زیادہ اکرام اور خیال کیا گیا۔

ذمہ دار کو صبر کی تلقین کرنا ..... جو شخص آپ ؑ کے پاس بیٹھتا یا کسی کو کوئی ذمہ داری سپرد کرتے تو اس کو صبر کرنے کی واپس آنے تک تلقین کرتے اور جو شخص آپ ؑ سے کوئی سوال کرتا اس کو خالی نہ بھیجتے بلکہ وہ چیز اس کو دے کر بھیجتے۔ (اگر سوال پورا نہ ہو سکتا تو) اس کو نرم بات کہہ کر بھیج دیتے۔ آپ ؑ کے وسیع ظرفی، کشادہ اور فراخ دلی اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے لوگوں کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے۔ سب لوگ آپ کے نزدیک حقوق کے اندر برابر تھے۔ آپ کی مجلس حوصلہ اور بردباری، شرم و حیاء، صبر و امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ آپ ؑ کی مجلس میں اونچی اونچی آوازوں سے باتیں نہ کی جاتیں، نہ ہی اس میں کسی کی عزت و حرمت پامال کی جاتی نہ ہی لالیعی غلط اور غیبت کی باتیں ہوتیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ عدل و انصاف کی اور باہمی احترام کی باتیں ہوتیں۔ آپ ؑ کی محفل میں تقویٰ کی بنیاد پر لوگوں کو ایک دوسرے پر فوقیت و فضیلت دی جاتی تھی۔

اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک حقوق کے معاملہ میں سب قریب قریب ہوتے تھے۔ لہذا تقویٰ کی بنیاد پر ایک دوسرے پر فضیلت و فوقیت پاتے۔ (اس روایت میں) ساقط ہو گیا ہے جو کچھ حصہ دونوں کے مابین ہے اس کے بعد دونوں روایتیں متفق ہو گئیں ہیں۔ سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ عاجزی سے پیش آتے اور بڑوں کی تعظیم کرتے اور چھوٹوں پر شفقت کرتے اور صاحب حاجت کو صاحب ضرورت پر ترجیح دیتے اور حفاظت کرتے۔ ابو غسان نے کہا کہ غریب و مسافر کو معلوم کر کے رکھتے۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ غریب یعنی مسافر پر شفقت کرتے۔

اپنے رفقاء کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک و سیرت ..... کہتے ہیں اس نے کہا کہ (حضور ﷺ) کی سیرت اپنے ہم نشینوں اور رفقاء کے ساتھ کیسی تھی؟ علوی کی ایک روایت ہے کہ میں نے ان سے پوچھا آپ ﷺ کی ہم نشینوں میں سیرت کے بارے میں؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ہمیشہ بشارت اور تازگی رہتی تھی۔ نرم خوتھی (یعنی نرم مزاج تھے) دل میں ہمیشہ نرم گوشہ رکھنے والے۔ سنگ دل بد مزاج نہیں تھے نہ ہی سخت مزاج تھے، نہ بہت شور شرابہ کرنے والے تھے، نہ گالیاں دینے اور بیہودہ گفتگو کرنے والے تھے، نہ عیب گیری کرنے والے تھے، نہ بہت زیادہ مذاق کرنے والے تھے۔ جو بات یا جس چیز کو آپ ﷺ نہیں چاہتے تھے یا پسند نہیں کرتے تھے اس سے قصد انافل اور لاپرواہی اور بے توجہی کرتے تھے نہ اس سے نفرت کرتے تھے اور نہ اس میں دلچسپی لیتے تھے۔

اپنے نفس کو تین چیزوں کا پابند بنانا ..... آپ ﷺ نے اپنے نفس کو تین چیزوں کا تارک کر دیا تھا۔

(۱) شک کرنا یا جھگڑا کرنا۔ (۲) اکثر یعنی زیادہ کرنا (مال کا ہو یا گفتار کا)۔ (۳) لایعنی اور بے مقصد چیز۔

اور تین چیزوں سے لوگوں کو روک دیا تھا یعنی چھڑوا دی تھیں۔

(۱) آپ ﷺ کسی کی مذمت اور بُرائی نہیں کرتے تھے۔ (۲) نہ ہی کسی کو عار دیتے، عیب لگاتے تھے۔

(۳) نہ ہی کسی کے عیب تلاش کرتے تھے۔

کلام صرف اور صرف اسی معاملہ میں کرتے تھے جس میں ثواب کی امید کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب کلام کرتے تو آپ کے ہم نشین اور رفقاء ہر جھکا کر خاموش ہو جاتے تھے جیسے کہ ان کے سروں کے اوپر پرندے بیٹھے ہیں اور جب آپ ﷺ خاموش ہوتے جب وہ بولتے۔ اور وہ آپ کے سامنے کوئی جھگڑا تازع نہ کرتے۔ علوی نے یہ اضافہ کیا کہ کسی بات کا تنازع پر جو شخص کلام کرتا اس کے لئے سب لوگ خاموش ہو جاتے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی بات ان کے نزدیک قسم کی طرح ہوتی۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ ان کی بات ان کے نزدیک اولیت رکھتی تھی۔ حضور ﷺ ہر اس بات سے ہنستے جس سے آپ کے ساتھی ہنستے تھے اور حیران ہوتے جس سے وہ حیران ہوتے۔ مسافر اور غریب اپنی گفتار میں اور سوال کرنے میں اگر زیادتی کرتا تو اس پر صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اصحاب ان لوگوں کے لئے وہ چیز منگوا دیتے۔

علوی کی ایک روایت میں فی منطقہ کی بجائے فی المنطق کا لفظ ہے۔

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ کسی حاجت طلب کرنے والے کو دیکھو کہ وہ مانگ رہا ہے تو اس کی مدد کر دو (یعنی اس کو عطیہ دے دو)۔ اپنی تعریف کسی سے قبول نہ کرتے سوائے اس شخص کے جو کسی احسان کا نیکی کا بدلہ دینے والا ہوتا۔ کسی کی بات کو نہیں کاٹتے تھے یہاں تک کہ وہ بات پوری کر لیتا پھر اس کو کاٹتے تھے یا تو اس کو منع کر کے یا پھر اٹھ جاتے۔ اور علوی کی روایت میں ہے کہ بات پوری ہونے یا اٹھ جانے کے ساتھ۔

سکوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ..... کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ حضور ﷺ کا سکوت اور خاموش کیسی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کا سکوت چار طریقوں پر تھا۔

(۱) حلم (حوصلہ و صبر)۔ (۲) اخذ۔ بچنا اور احتیاط کرنا۔ (۳) تقدیر (اور اندازہ کرنا)۔ (۴) تفکر (غور و فکر کرنا)۔

علوی کی روایت میں ہے: (۴) التفکر (فکر و سوچ دانا)۔

بہر حال آپ کا تقدیر اور اندازہ کرنا وہ ہوتا تھا لوگوں کے درمیان نظر اور استماع کی برابری کرنے میں آپ کی طرف سے۔  
بہر حال آپ کا تذکرہ کرنا یا کہا تھا کہ آپ کا تفکر کرنا۔ سعید نے کہا کہ آپ کا تفکر تھا بلاشبہ۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کا فکر دلانا جو ہے وہ ان چیزوں میں ہوتا تھا جو باقی ہے اور فانی ہے۔

جامع صفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ..... حضور ﷺ کے لئے حلم اور صبر کی صفت جمع کر دی گئی تھی لہذا کوئی چیز آپ ﷺ کو نہ غصہ دلاتی تھی نہ اشتعال دلا سکتی تھی۔ اور چار چیزوں میں بچنا اور احتیاط آپ ﷺ کے اندر جمع کر دیا گیا تھا۔

(۱) آپ ﷺ کا حسنیٰ کو اور عمدہ صفات کو اخذ کرنا۔ سعید نے حسنیٰ کو حسن کہا ہے اچھی خوب تر۔ اس لئے کہ لوگ اس میں آپ کی اقتداء و اتباع کریں۔

(۲) آپ ﷺ کا قبیح اور بری صفات اور چیز کو ترک کرنا تاکہ لوگ بھی اس سے باز آئیں۔ علوی کی روایت ہے کہ تاکہ اس سے روکا جاسکے۔

(۳) رائے میں اجتہاد ان امور میں جس میں آپ ﷺ اپنی امت کی اصلاح کریں۔

(۴) اور ان امور اور چیزوں کو قائم کرنا جس میں لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت جمع کر دی گئی ہو۔ علوی کی روایت میں ہے کہ لوگوں کے لئے آپ ﷺ کا سرپرستی اور مدداری لینا ان چیزوں میں جن میں ان کے لئے دنیا اور آخرت جمع کر دی گئی ہو۔ (رواہ ابن سعد فی الطبقات ۱/۲۲۲۔ البدایہ والنہایہ ۲/۳۱۱)

## گذشتہ روایات میں وارد ہونے والے مشکل الفاظ کی تفسیر و تشریح

(۱) ابو عبد اللہ حافظ نے کہا کہ کہا ابو محمد حسن بن محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد نے کہ جب ہم اس حدیث کے سماع سے فارغ ہوئے ہمیں اس کی حدیث بیان کی علی بن جعفر بن محمد نے ۲۰۹ میں۔ ان سے کہا گیا کہ اس کو کسی نے یاد کیا تھا؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس سے کہا گیا کہ علی بن جعفر کب مرے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ۲۱۰۔ یعنی ان کے ہمیں یہ حدیث بیان کرنے کے ایک سال بعد۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے قسمی سے خبر پہنچی ہے اور دیگر سے اس حدیث کے مشکل الفاظ کی تفسیر و تشریح کے بارے میں۔

قولہ : فَحَمًا مَفْحَمًا : یعنی عظیم۔ معظم۔

قولہ : أَقْصَرَ مِنَ السُّنْدَاتِ : مشدب انتہائی لمبا۔

قولہ : ان انفرفت عقیقہ فرق : اصل عقیقہ۔ بچے کے بال جو ابھی نہ اُتارے گئے ہوں۔ جب وہ اتر جائیں اور دوسرے بال آجائیں تو پھر ان کا عقیقہ نہیں رہتا مگر بسا اوقات بال اتر جانے کے بعد بھی استعارة ان کو عقیقہ کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی لفظ عقیقہ اسی طور پر آیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ بالوں میں مانگ نہ نکالتے تھے بلکہ وہ خود الگ ہو جاتے تھے۔ یہ بات آغاز اسلام میں تھی اس کے بعد آپ ﷺ نے خود مانگ نکالی۔

میں کہتا ہوں کہ قسمی کے ماسوائے کہا ہے کہ اس شخص کی روایت میں جس نے عقیقہ کی بجائے لفظ عقیصہ روایت کیا ہے کہ عقیصہ سے مراد شعر المعقوس ہیں۔ یہ مضمور کی مثل ہوتے ہیں۔

قسمی نے کہا :

قولہ : اَزْهَرُ الْمَوْنِ : اس سے مراد ہے چمکتا ہوا سفید رنگ۔ اسی محاورے سے ماخوذ کر کے نام رکھا جاتا ہے الزہرہ۔ اس کی شدت ضو اور روشنی کی وجہ سے۔ بہر حال ربا بیض غیر مشرق (غیر چمکدار سفید) وہ المہیق ہوتا ہے۔



قولہ : **أَزْجُ الْحَوَاجِتِ** : یہ ماخوذ ہے **الزَّجْجِ** سے۔ لمبی اور باریک بھنوں کو کہتے ہیں جو دونوں آنکھوں کی پچھلی جانب تک مکمل ہوں، پوری ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے بھنوں کی صفت بیان کی۔ فرمایا کہ

قولہ : **مَسَاوِغٌ فِي عَيْرِ قَرْنٍ** : قرن سے مراد ہے کہ دونوں بھنویں طویل ہوں یہاں تک کہ دونوں کی طرفین اور کنارے مل جائیں۔

یہ (مذکورہ بات) اس کے خلاف ہے جو ام معبد نے آپ کی وصف بیان کی تھی اس لئے کہ اس نے آپ کی وصف بیان کرتے ہوئے کہا تھا **أَزْجُ قَرْنٌ**، میں اس کو نہیں دیکھتا مگر اس طرح جیسے اس کو ابن ابوبالہ نے ذکر کیا ہے۔

اور اصمعی نے کہا ہے کہ عرب **الْقَرْنُ** کو ناپسند کرتے تھے اور **الْبَلْجُ** کو پسند کرتے تھے۔

**الْبَلْجُ** : یہ ہوتا ہے کہ دونوں بھنویں ختم ہوں تو دونوں کے درمیان صاف ہو (جبکہ قریب دونوں ملی ہوئی ہوں)۔

قولہ **أَقْنَى الْعَرَبِيِّنَ** : العربین، معطس ہے اور وہ مرہس سے۔

اور القنی اس میں اس کا طول اور باریک ہونا اس کی نوک کا۔ اور اس کے وسط میں ذرا خم ہو۔

قولہ : **يَحْسِبُهُ مِنْ لَمْ يَتَأَمَّلَهُ اللَّهُ** : ہانسے کا اونچا ہونا اور اس کا حسین ہونا۔ اس کا اوپر برابر ہونا۔

قولہ : **إِشْرَافُ الْأَرَانِيَّةِ** : ناک کی بیچ کی بڑی کا ذرا سا اونچا ہونا۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ بات آپ کی ناک کے ہانسے کی خوبصورتی اس کا اعتدال غور کرنے سے پہلے اونچا سمجھنا مراد ہے۔

قولہ **طَبِيعُ الْفَمِ** : عظیم مراد ہے کیونکہ عرب اس کی تعریف کرتے تھے اور صغیر الفم کی مذمت کرتے تھے۔ بعض نے کہا کہ

**الطَّبِيعُ** : منہ کی بار کی پتلا ہونا اور خوبصورتی مراد ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت **تَكَلَّمَ** ..... ف لہ ۔ کہ **بِنْتِجِ الْكَلَامِ وَبِحَسَبِ مَا تَشَادَقَهُ** : کہ آپ ﷺ کا کلام کا آغاز اور اختتام (اپنی باجھوں کی فراخی سے کرتے تھے یعنی پورے منہ سے)۔ فرماتے ہیں کہ

**ذَلِكَ لِرَحْبِ مُشَدَّقِيهِ** : یہ کیفیت آپ ﷺ کی باجھوں یا منہ کی فراخی کی وجہ سے تھی۔ اور اصمعی سے مروی ہے کہ میں نے ایک دیہاتی عرب سے پوچھا حال الجمال؟ حسن کیا ہوتا ہے؟ اس نے جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے :

**عُثُورُ الْعَيْنَيْنِ** : آنکھوں کا سیاہ مگر سرخی ملا ہوا ہونا۔

**إِشْرَافُ الْحَاجِبَيْنِ** : بھنوں کا اونچا ہونا۔

**رَحْبُ الشَّدَقَيْنِ** : باجھوں (منہ) کا فراخ ہونا۔

ایک اشکال کا جواب ..... اس مقام پر اشکال یہ واقع ہو رہا ہے کہ حدیث شریف میں **مُشَدَّقَيْنِ** کی حضور ﷺ سے مذمت مروی ہے

اور **مُتَنَطِّعَيْنِ** کی بھی۔ اس کا جواب مصنف دیتے ہیں کہ بہر حال کہ حضور ﷺ سے جو حدیث آئی ہے **مُتَشَادِقَيْنِ** کے بارے میں اس سے

حضور ﷺ کی مراد وہ لوگ ہیں جو تشادق کرتے ہیں (یعنی بلا احتیاط ہر قسم کی گفتگو کرتے ہیں فخری ٹھٹھا کرتے ہیں، فصاحت دکھانے کے لئے

باجھوں کو کھولتے ہیں، ہر بات میں مبالغہ کرتے ہیں اور باجھیں پھیلا کر بات کرتے ہیں) یعنی جب کلام کرتے ہیں تو اپنی باجھوں کو دائیں

بائیں جھکاتے ہیں اور بات میں مبالغہ کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے شَدَقَ جبروں کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے مراد باجھوں سے منہ بھر کر کلام کرتے ہیں تو گویا فصحاء کے انداز کے مطابق اپنی اشراق سے کلام شروع کرنے اور ختم کرنے کا مطلب ہے۔ آپ چونکہ فصیح الکلام تھے اور فصحاء کی طرح اور یجمل اور اصل انداز میں کلام کرتے ہوئے آغاز میں بھی فصاحت سے کرتے اور اختتام بھی فصاحت کلام پر کرتے۔ پورا کلام فصاحت پر مشتمل ہو آغاز ہو یا اختتام۔

قولہ : أَشْنَبُ : یہ شَنْبُ فِي الْأَسْنَانِ کے محاورے سے ماخوذ ہے۔ اس سے ان کے اطراف کی تیزی مراد ہے۔

قولہ : دَقِيقُ الْمَسْرُوبَةِ : مَسْرُوبَةٌ بالوں کی باریک لکیر جو ہنسی سے ناف تک چلی جاتی ہے۔

قولہ : كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدٌ ذُمِيَّةٌ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ : (جید - گردن) ، (الذميمة - مورتی) جس کی وجہ سے اس کو چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

قولہ : بَادِرٌ مُتَمَاسِكٌ : بَادِرٌ - ضَحْمٌ (موٹا یا بھاری ہونا)۔ اس سے ان کی مراد ہے کہ آپ ﷺ صحت مند جسم کے باوجود متماسک اللحم تھے۔ گسے ہوئے وجود والے تھے (پلپلے وجود کے نہیں تھے)۔ کیونکہ اول الذکر قوت اور مضبوطی کی علامت ہے تو ثانی الذکر کمزور اور کابل کی علامت۔

قولہ : سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ : اس سے مراد ہے کہ آپ کا پیٹ بڑھا ہوا نہیں تھا۔ بلکہ پیٹ اور سینہ برابر تھے۔ جبکہ سینہ چوڑا تھا اور وہ پیٹ کے برابر تھا۔

قولہ : ضَحْمُ الْكَرَادِيسِ : اعضاء مراد ہیں۔ اعضاء موٹے یعنی گوشت سے پُر تھے (آپ سوکھی لکڑی نہیں تھے)۔

قولہ : اَنْوَرُ الْمُتَجَرِّدِ : الْمُتَجَرِّدِ بدن کا وہ حصہ جس سے کپڑا الگ کر لیا گیا ہو۔ اور جسم کپڑے سے خالی اور اکیلا ہو۔

قولہ : اَنْوَرُ مِنَ النُّورِ : شدت بیاض مراد ہے۔

قولہ : طَوِيلُ الزَّيْتَيْنِ : کلائی کو جوڑ جس پر گوشت نہ ہو بلکہ جوڑی بڈنی نمایاں ہو۔ اور زند دوسرے ہوتے ہیں۔ ایک کا نام الکوع ہے، دوسرے کا الکرسوع۔ کہنی کے جوڑ کا وہ حصہ جو چھوٹی انگلی کی سمت پر ہے وہ كُرْسُوع ہے اور جوڑ کا وہ حصہ جو انگوٹھے کے رُخ پر ہے۔ اس کا نام الکوع ہے۔

قولہ : رَحْبُ الرِّاحَةِ : مراد ہے ہتھیلی کشادہ تھی۔ عرب اس صفت کی تعریف کرتے تھے۔ اور اس کو اچھا سمجھتے تھے۔

قولہ : شُنُ الْكَفَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ : موٹا اور چھوٹا ہونا مراد ہے۔

قولہ : سَائِلُ الْأَطْرَافِ : مراد ہے کہ انگلیاں لمبی تھیں۔ نہ تو حلقہ بندھی ہوئی تھیں نہ ہی انتہائی چھوٹی تھیں۔

قولہ : حُمُصَانُ الْأَحْمَصَيْنِ : الْأَحْمَصِ قدم کے نیچے سے ہوتا ہے و کرب اور خم مراد ہے جو حصہ بیچ میں زمین سے نہیں لگتا بلکہ اونچا رہتا ہے۔ اس قول کے قائل نے یہ مراد لی ہے کہ یہ حصہ آپ ﷺ کے قدم کا زمین سے اٹھا ہوا تھا۔

وَإِنَّهُ لَيْسَ بِأَرْجٍ : ارج نہیں تھے۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جس کے قدم کا اندر کا حصہ برابر ہو، یہاں تک کہ پورا قدم زمین سے لگے (مطلب ہے کہ آپ کا پورا قدم نہیں لگتا تھا)۔

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس روایت کے خلاف ہے جو ہم نے آپ ﷺ کی وصف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

انه كان يطأ بقدميه جميعاً ليس له اخمص

آپ ﷺ اپنا پورا پیر زمین پر رکھتے تھے، بیچ سے خالی نہیں تھا۔

قولہ مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ : مراد یہ ہے کہ دونوں قدموں کا ظاہر ممسوح تھا (یعنی چکنا تھا)۔ یعنی جب ان پر پانی ڈالا جاتا تو تیزی سے اوپر سے گزر جاتا، ان کے برابر اور نرم ہونے کی وجہ سے۔

قولہ : يَخْطُو تَكْفِيًا وَ يَمْشِي هُونًا : اس سے مراد ہے کہ آپ جب قدم رکھتے تو آرام سے اور نرمی سے رکھتے تھے۔ اور نرمی سے چلتے تھے غیر مغرور طریقے پر (ٹھوکریں مار کر اور دھپ دھپ کر کے نہیں چلتے تھے)۔

قولہ : ذَرِيعُ الْمَشِيَّةِ : سے مراد یہ ہے کہ ایسی نرم رفتار کے ساتھ تیز چلتے تھے۔

قولہ : اِذَا مَشَى كَمَا نَمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبِ الصَّبَبِ وَ هَلْوَانٍ - قولہ : يَسُوقُ اصْحَابَهُ - اس سے مراد ہے کہ آپ ﷺ جب اپنے اصحاب کے ساتھ چلتے تو ان کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور خود ان کے پیچھے چلتے تھے۔

قولہ : دِمُثًا : مراد ہے سَهْلًا لَيْنًا یعنی نرم مزاج تھے۔

قولہ : لَيْسَ بِالْجَافِي وَ لَا الْمُهِينِ : مراد یہ ہے کہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتے تھے، اور نہ ان کی اہانت اور تذلیل کرتے تھے۔ وَ يَرُوي، وَ لَا الْمُهِينِ (یہ لفظ میم کے پیش کی بجائے زبر کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ یعنی اسم فاعل کے بجائے مصدر کے ساتھ)۔ اگر روایت اسی طرح ہو تو مراد یہ ہوگی کہ آپ سخت سنگ دل ظلم کرنے والے نہیں تھے نہ حقیر و ضعیف تھے۔

قولہ : وَ يَعْظُمُ النِّعْمَةَ وَ اِنْ دَقَّتْ : فرماتے ہیں کہ آپ کو جو چیز دی گئی چھوٹی یا بے قدر نہیں سمجھتے تھے نہ ہی اس کو حقیر سمجھتے تھے۔

قولہ : لَا يَذْمُ ذَوَاقًا وَ لَا يَمْدُحُ : مراد یہ ہے کہ آپ طعم کو یعنی کھانے پینے کی چیز کو بہت اچھی یا خراب کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ اس میں خوبی یا خامی ہوتی بھی تھی۔

قولہ : اِعْرَضَ وَ اَشَّاحَ : کہا جاتا ہے اَشَّاحَ جب مشقت کرے اور اس وقت ہی اَشَّاحَ کہا جاتا ہے۔ جب چہرہ پھیر لے۔ اس مقام پر یہی معنی مراد ہے۔

قولہ : يَفْتَرُ : اِى يَتَّبَسُّمُ یعنی تبسم اور مسکراہٹ اختیار کرتے تھے۔

قولہ : حُبُّ الْغَمَامِ : الْبُرْدُ اَوَّلُ بَرْفٍ - حضور ﷺ کے ثغر کو دانتوں کی چمک کو اس کے ساتھ تشبیہ دینا۔

قولہ : فَيُرِدُ ذَلِكَ عَلَى الْعَامَةِ بِالْخَاصَّةِ : مراد یہ ہے کہ عام لوگ جو آپ کے پاس نہیں پہنچتے تھے آپ کے گھر میں اس وقت۔ تاہم آپ ان کا حصہ اسی تقسیم میں سے کسی خاص بندے کے توسط سے اس عام آدمی کے پاس پہنچا دیتے تھے۔

قولہ : يَدْخُلُونَ رُؤً اَدَاً : اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس نفع کے طالب ہوتے تھے۔ جو ان کے لئے دینی یا دنیاوی حضور ﷺ کے پاس ہوتا تھا۔

قولہ : وَ لَا يَتَفَرَّقُونَ اِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ : اصل میں یہاں مراد ذائقہ ہے۔ لیکن اس سے مراد ضرب مثل کے طور پر وہ چیز ہے جو وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس خیر پالیتے تھے۔

قولہ : يَخْرَجُونَ مِنْ عِنْدِهِ اِدْلَةً : مراد یہ ہے کہ آپ کے رفقاء جس چیز کو جانتے تھے وہ لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

قولہ : لَا تُؤْبَنُ فِيهِ الْحُرْمُ : اِى لَا تَقْتَرِفُ فِيهِ يَعْنِي اِى كِي مَجْلِسٍ فِي كِسْمِي اَو رَغِيْبٍ نِهَيْسٍ لِكَا يَجَاتَا تَهَا۔

قولہ : لَا تُنْشَى فَلَائِيهِ : یعنی بے ہودہ بات یا ذلت و لغزش کو بیان نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کی مجلس میں بعض لوگوں کی طرف سے ہو بھی جاتی (یہ لفظ اس محاورے سے ماخوذ ہے)۔ نَشَوْتُ الْحَدِيثِ ، فَاَنَا اَنْشُوهُ ، اِذَا اذَعْتَهُ جَبَّ اِى كِسْمِي اَو رَغِيْبٍ نِهَيْسٍ لِكَا يَجَاتَا تَهَا۔ فَلَائِيهِ ، فَلَائِيهِ كِي جَمْعٌ هُوَ۔ يِهَا مِرَادُ ذَلَّتْ اَو رَغَزَتْ اَو رَغِيْبًا يَتَهَا۔

قولہ : اِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جِلْسَاؤُهُ كَمَا نَمَا عَلٰى رُؤٍ وَ سَنَمِ الطَّيْرِ : مراد یہ ہے کہ آپ کے رفقاء سکون اور آرام سے سر جھکا کر بیٹھ جاتے تھے، نہ حرکت کرتے تھے اور نہ ہی نظریں اوپر اٹھاتے تھے۔ کیونکہ پرندہ نہیں اترتا مگر ساکن چیز پر۔



قولہ : لا يقبل الشاء الا من مكاف : مراد یہ ہے کہ جب کوئی بلا و بہ از خود مدح و تعریف کرنے لگتا، آپ اس کو ناپسند کرتے تھے۔ اور جب آپ کوئی معروف اور نیکی کسی کے ساتھ کرتے اس پر وہ شخص اس کے ذریعے آپ کی تعریف کرتا، کوئی بھی تعریف کرنے والا اور آپ کا شکر یہ ادا کرتا تو اس کے تعریف کرنے کو اور شکر یہ کو قبول فرماتے تھے۔

ابن الانباری کا قول ..... ابو بکر ابن الانباری نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے انعام و احسان سے کوئی ایک شخص بھی محروم نہیں تھا۔ اور انہوں نے اس بارے میں تفصیل سے بات کی ہے۔ حقیقت اس طرح ہے اور معنی اور مطلب یوں ہے کہ آپ ثنا اور تعریف اس آدمی کی قبول کرتے تھے، جو اپنے اسلام کی حقیقت کو پہچانتا اور اپنی طرف سے اس احسان اور نعمت کو سراہنے اور شکر ادا کرنے کے لئے تعریف کرتا جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے پہلے اسے حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔

الازہری کا قول ..... فرماتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مدح و ثنا و قبول کرتے تھے جو جائز اور درست ہوتی، حقیقت پر مبنی ہوتی تھی۔ وہ تعریف قبول نہیں کرتے تھے جس میں حد سے تجاوز کیا گیا ہو۔ اور وہ بھی قبول نہیں کرتے تھے جس میں کوتاہی کی گئی ہو۔ اس کے مقام سے آپ کو گھٹایا گیا ہو جس مقام رفیع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فائز فرمایا تھا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا :

لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى بن مريم، ولكن قولوا عبد الله ورسوله

مجھے اس طرح نہ بڑھانا جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ کیا۔ بلکہ یوں کہو (جو بات حقیقت ہے) کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

جب یہ کہا جائے کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں تو اس کو ایسی صفت کے ساتھ موصوف کیا گیا کہ آپ کی امت میں سے کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کو بھی اس صفت کے ساتھ موصوف کیا جائے تو یہ مدح آپ کے لئے عین حقیقت اور واقع کے مطابق ہوتی۔

(بخاری کتاب النبی، ۲۸، فتح الباری، ۶، ۸۰)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ قسمی کا قول صحیح واقع ہوتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے پاس مسلم بھی آتا تھا اور کافر بھی۔ اور آپ کے سامنے تعریف نیک بھی کرتا تھا اور بد بھی۔ مگر آپ اس کو صرف سب سے قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے قبول کرتے تھے جس کے ساتھ بالخصوص آپ کوئی نیکی کر چکے ہوتے تھے۔ واللہ اعلم

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تحقیق صحیح بن عبداللہ فرغانی نے روایت کی ہے مگر وہ صفت نبی میں دوسری روایت اور حدیث میں معروف نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اس میں بعض الفاظ کی تفسیر میں اپنے الفاظ درج کر دیئے ہیں اور یہ بھی بیان نہیں کیا کہ اس تفسیر کا قول کرنے والا کون ہے؟ اس کے مطابق جو ہم نے سنا ہے مگر وہ حدیث یا روایت جو ان تمام احادیث صحیحہ اور مشہورہ کے مطابق اور موافق ہو جنہیں ہم نے احادیث صحیحہ میں روایت کیا ہے وہ درست ہے۔ پس ہم نے اس کو روایت کیا ہے اور اعتبار اس کا ہے جو تحقیق گزر چکی ہے۔

ہمیں اس کی خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں اس کی خبر دی ابو عبداللہ محمد بن یوسف مؤذن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمران نسوی نے۔ وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ہے احمد بن زہیر نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صحیح بن عبداللہ فرغانی نے، ان کو عبدالعزیز بن عبدالصمد نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے اور ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ صویل السائن (انتہائی لمبی لکڑی جیسے) نہیں تھے۔ اور مُشَدَّب الداہب (انتہائی چھوٹے) نہیں تھے۔ مُشَدَّب کا مطلب ہے بذات خود لمبا ہو مگر پورا لمبا نہ ہو۔ اور قَصِير مُشَرَّدَد (زیادہ چھوٹا یا ٹھکنے) نہیں تھے۔ رابعہ کی طرف منسوب ہوتے تھے۔

آپ جب اکیلے چلتے تھے تو اس حالت پر نہیں ہوتے تھے جس چال پر لوگوں میں سے کوئی ایک چلتا ہے جو لمبا ہونے کی نسبت کہا جاتا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اس سے لمبے ہوتے، اور بسا اوقات آپ کے ساتھ دو لمبے آدمی کھڑے ہوتے تو آپ ان سے لمبے ہو جاتے۔ جب وہ آپ سے

جدا ہو کر چلے جاتے تو آپ کو ربعة اور میانہ پن کی نسبت دی جاتی تھی۔ اور کہنے والا کہتا کہ ہر چیز ربعة کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ آپ کا رنگ سفید تو تھا مگر چونے کی طرح سُرخ سے خالی نہیں تھا۔ یعنی ایسی سفیدی جس کی تشبیہ دی جائے۔ اور صرف گندم گونی بھی نہیں تھے۔ آپ از ہر لون والے تھے۔ از ہر وہ سفید جس کی سفیدی خالص ہو جس میں نہ حمرة ملی ہو نہ صفرۃ، نہ کوئی اور رنگ۔ بسا اوقات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد رسول میں شعر کہتے تھے، جو آپ کے چچا ابوطالب نے آپ ﷺ کی رنگت کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

وابيض يستسقى الغمام بوجهه . ثمال اليتامى عصمة للأرامل .

ایسا سفید اور روشن چہرہ جس کے صدقے میں بادلوں سے بارانِ رحمت مانگی جائے۔ یتیموں کا ماؤنی اور پلجا، فریادری کرنے والا، سختی اور شدت میں کھانا دینے والا، یتیموں کی جائے پناہ ہے۔

تحقیق آپ کی تعریف کی ہے۔ بعض نے آپ کی نعت بیان کی ہے کہ آپ حمرة اور سُرخ پلائے ہوئے رنگ والے تھے۔ جس نے اس کے ساتھ آپ کی تعریف بیان کی ہے اس نے درست کہا ہے اور سچ کہا ہے۔ بلکہ سُرخ پلایا ہوا وہ تھا جو سورج چڑھنے کی چمک لئے ہوئے اور ٹھنڈی ہوا کی تازگی لئے ہوئے رنگ تھا۔ اسی نسبت سے سفید سُرخ پلایا ہوا رنگ تھا۔ اور جسم کا بانی حصہ کپڑوں میں چھپا ہوا تھا، وہ ابیض از ہر تھا۔ اس میں کسی نے شک نہیں کیا۔ ان لوگوں میں سے جس نے بھی آپ ﷺ کی وصف بیان کی باس صورت کہ آپ کا رنگ ابیض از ہر تھا سوائے اس کے نہیں کہ حمرة سورج اور ہوا کی جانب سے تھی (مراد ہے خوشبو سے)۔

آپ ﷺ کا پسینہ آپ کے چہرہ پر موتیوں کی مثل تھا، جو کہ خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا ہوتا۔ آپ ﷺ کے بال خوبصورت سیدھے قدرے خار جیسے کنگھی کیے ہوئے، بالکل سیدھے (چھڑک) نہ انتہائی گھونگھرا لے۔ جب آپ ﷺ ان کو کنگھی کرتے تھے یا کنگھی کے ساتھ سیدھا کرتے۔ جب آپ ایسے تھہرے رہتے کنگھی نہ کرتے تو بال بعض کو پکڑ لیتے اور گول حلقے بنا لیتے۔ یہاں تک کہ ایسے حلقے بنا لیتے جیسے انگوٹھیاں۔ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے پیشانی کے بالوں کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان لٹکایا تھا، جیسے گھوڑے کی پیشانی کے بال آگے لٹکے ہوتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مانگ نکالنے کا حکم لے کر آگئے۔ لہذا پھر آپ ﷺ نے ہمیشہ مانگ نکالی۔ آپ ﷺ کے بال بھنوں سے اوپر تھے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے بال آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے۔ اور اکثر و بیشتر اوقات کانوں کی لوتک ہوتے تھے۔

بالوں کو چار حصوں میں تقسیم فرمانا ..... بسا اوقات آپ ان کو چار حصوں میں کر لیتے تھے۔ دایاں کان دو حصوں میں نکالتے جو اس کو احاطہ کر لیتیں اور بائیں کان دوسرے دو حصوں میں سے نکالتے۔ وہ دونوں اس کان کو احاطہ کر لیتیں، اور آپ کے دونوں کانوں کا بیاض اور سفیدی بالوں کی ان دو چھلگوں حصوں میں سے ایسے چمکتی تھی جیسے آپ کے بالوں کی سیاہی میں سے روشن تارے چمک رہے ہیں۔ آپ کے بالوں کی سفیدی آپ کے سر کی دونوں جانبوں میں تھی۔ اور خود ان سے مانگ تک کنارے مراد ہیں۔

آپ کی داڑھی کے اکثر سفید بال تھوڑے اوپر تھے۔ آپ کے سفید بال ایسے تھے جیسے چاندی کی تاریں ہیں جو بالوں کی سیاہی میں موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں۔ جب ان سفید بالوں کو پیلے رنگ کی خوشبو سے آراستہ کرتے (یا اکثر آپ کرتے تھے) تو ایسے لگتا جیسے یہ سونے کی تاریں ہیں جو بالوں کی سیاہی میں موتیوں کی طرح چمکتی ہیں۔ آپ سب لوگوں سے زیادہ حسین ترین چہرے والے تھے۔ اور رنگ کے اعتبار سے سب سے زیادہ روشن۔ کسی وصف بیان کرنے والے نے ایسے آپ کی صفت بیان کی جیسے ہم تک پہنچی ہے صفت۔ مگر سب نے آپ کو چودہویں رات کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔

تحقیق ان میں سے جو بھی کہتا وہ یہ کہتا کہ ہم بسا اوقات موازنہ کرنے کے لئے کبھی چاند کو دیکھتے تو کہتے کہ حضور ﷺ ہماری نظروں میں چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ پھولوں جیسے چہرے والے۔ چہرہ ایسے چمکتا تھا جیسے چودہویں کا چاند چمکتا ہے۔ آپ ﷺ کی خوشی اور ناراضگی آپ کے چہرے سے عیاں ہو جاتی تھی۔ جب آپ خوش ہوتے اور راضی ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسے لگتا جیسے آئینہ ہے، گویا کہ آپ کے چہرے پر انار پھوڑ دیا گیا ہے۔ جب آپ ﷺ غضب ناک ہوتے تو آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ کی آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں۔

## حضور ﷺ کے بارے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایسے تھے جیسے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وصف بیان کی تھی۔

امین مصطفیٰ للخیر يدعو كضوء البدر زایلہ الظلام

آپ امین ہیں برگزیدہ ہیں خیر کے داعی ہیں۔ چودہویں کے چاند کی طرح انہوں نے اندھیروں کو ڈور کر دیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ اسی طرح تھے۔

## حضور ﷺ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد

حضرت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بسا اوقات زہیر بن ابوسلمی شاعر کا شعر پڑھتے تھے جو انہوں نے ہرم بن سنان کے بارے میں کہا تھا کہ

لو كنت من شىء سوى بشر كنت المضىء لليلۃ البدر

اگر آپ انسان اور بشر کے علاوہ کوئی چیز ہوتے تو آپ رات کو روشن کرنے والا بدر منیر ہوتے۔

ابن عمر فرماتے ہیں کہ جو شخص اس شعر کو سنے گا وہ یہی کہے گا کہ اس شعر کا مصداق تو نبی کریم ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کے سوا دوسرا کوئی ایسا نہیں تھا۔

## حضور ﷺ کے بارے میں آپ کی پھوپھی عاتکہ کا قول

اسی طرح آپ ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اس وقت کہا تھا جب آپ مکے سے مہاجر بن کر نکلے تھے، پھوپھی نے اس وقت روتے ہوئے کہا تھا اور بنو ہاشم کو بھی رونے پر ابھارا تھا۔

علی المرتضیٰ کالبدر من الہاشم

عینی جو دا بالدموع السواجم

وللدين والدنيا بهيم المعالم

علی المرتضیٰ للبر والعدل والتقى

وذی الفضل والداعی لخیر التراحم

علی الصادق الميمون ذی الحلم والنہی

میری آنکھیں موسلا دھار بارش کی طرح برس رہی ہیں، آنسوؤں کے ساتھ اس عظیم شخص پر جو چنید اور برگزیدہ ہے۔ جو چودہویں رات کے چاند کی مثل ہے، جو

آل بنو ہاشم میں سے ہے۔ وہ شخص نیکی عدل اور تقویٰ و خدا ترسی کے لئے چن لیا گیا ہے۔ یہ صفات دین اور دنیا میں عظیم نشانیاں ہیں۔ اس شخص کی جو صادق ہے

امانت دار ہے، ذی حلم و حوصلہ ہے، صاحب عقل و فراست ہے، صاحب فضیلت ہے، خیر کا داعی ہے یا باہمی شفقتوں والی بھلائی کا داعی ہے۔

دیکھئے آپ ﷺ کی پھوپھی نے آپ کو چودہویں کے چاند سے تشبیہ دی ہے اور دیگر مذکورہ اوصاف کے ساتھ آپ کی تعریف کی تھی۔ اور اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ اوصاف ڈالی تھیں۔ لہذا اللہ نے لوگوں کے دلوں میں یہ ساری باتیں القاء کر دی تھیں۔ یہ بڑی بات ہے کہ حضور ﷺ کی یہ صفات وہ پھوپھی بیان کر رہی ہیں جو اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھیں (مسلمان نہیں ہوئی تھیں)۔



## جبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طلعت

حضور ﷺ روشن جبین تھے۔ آپ ﷺ کی جبین اقدس جب آپ کے بالوں میں سے ظاہر اور طلوع ہوتی یا طلوع فجر کے ساتھ آپ ﷺ کی جبین کی طلعت ظاہر ہوتی یا رات کے چھا جانے کے وقت یا جس وقت آپ ﷺ چہرہ انور کے ساتھ لوگوں کے سامنے آتے تو لوگ آپ کی جبین روشن کو دیکھ کر یہی تاثر لیتے اور یہی تصور قائم ہوتا جیسے چراغ روشن کی روشنی اور چمک متحرک ہو رہی ہے۔ اور لوگ یہی کہتے کہ آپ ﷺ واقعی ایسے ہیں جیسے آپ کے بارے میں شاعر صادق حسان بن ثابت نے فرمایا ہے۔

### حضور ﷺ کے بارے میں حسان بن ثابت کے تاثرات

متى يئد في الداج البهيم جبينه  
فمن كان او من قد يكون كا حمد  
يلح مثل مصباح الدجى المتوقد  
نظام للاحق او نكال لملحد

(ديوان حسان ص ۲۸۰)

جب حضور ﷺ کی جبین اقدس کا رات کے گھناٹوں پ اندھیروں میں ظہور ہوتا ہے تو وہ ایسے چمکتی ہے جیسے اندھیرے میں روشن کئے جانے والا چراغ چمکتا ہے۔  
حق کو قائم کرنے والا یا بے دینوں کے لئے سزا دینے والا احمد مرسل جیسا کون ہو سکتا ہے؟

### نبی کریم ﷺ کی پیشانی کشادہ، بھنویں باریک اور کامل تھیں

دونوں بھنویں تیار شدہ تھیں قدرتی طور پر۔ اور یہ بھنویں متوسط تھیں ایسے تھیں کہ کوئی ایک بال ان دونوں میں سے کوئی بال بے محل یا زیادہ نہیں تھا۔ نہ اگنے میں بے محل بال تھا، نہ برابر ہونے میں۔ دونوں بھنویں ناک کے اوپر جڑی ہوئی نہیں تھیں بلکہ دونوں کے درمیان حسین چمکدار سا فاصلہ تھا جو ایسا خوبصورت لگتا تھا جیسے دونوں بھنویں کے درمیان صاف شدہ چاندی چمک رہی ہے۔ دونوں کے درمیان ایک نمایاں رگ تھی جس کو غصہ ابھار کر واضح کر دیتا تھا۔ یہ رگ غصے کے وقت ہی دیکھی جاسکتی تھی ہر وقت نظر نہیں آتی تھی۔  
الابلج : سے مراد وہ بالوں سے صاف جگہ ہے جو دونوں بھنویں کے مابین تھی۔

### نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک

آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں نجلاء تھیں اور ادعج تھیں۔

العين النجلاء : سے مراد ہے خوبصورت کشادہ آنکھ۔

ادعج : سے مراد ہے کہ آنکھ کے ڈھیلے میں سیاہ حصہ شدید سیاہ تھا۔ یہ صفت ادعج کسی چیز میں نہیں ہوتی صرف آنکھ کی سیاہ پتلی میں ہوتی ہے۔

نیز آپ ﷺ کی آنکھوں میں حرمة اور ہلکی سرخی کا امتزاج بھی تھا۔ پلکیں مبارک گھنی اور قدرے بڑی مگر حسین تھیں۔ زیادہ ہونے کی وجہ سے قریب تھا کہ آپس میں مل جائیں۔ آپ ﷺ اقنى العرنيين تھے۔ اونچی ناک تھی۔

العرنيين وہ ہوتا ہے جس کی ناک اول سے آخر تک مستوی اور برابر ہو۔ اسے اشم الانف کہتے ہیں۔

## داندن رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ کے دانت اَفْلَج تھے اور اَشْنَب تھے۔

اَشْنَب یہ ہوتا ہے کہ دانت متفرق ہوں اس میں حسین فاصلے ہوں جیسے کنگھی کے داندن میں ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کنارے قدرے تیز تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے تھے جیسے آبدار موتی۔ کھلنے سے ایسے محسوس ہوتا جیسے ابھی ان سے پانی ٹپکے گا۔ آپ ﷺ جب ہنستے مسکراتے تھے تو ایسے محسوس ہوتا جیسے برف کے اولے ہیں جو بادلوں کی سطح سے پھیلے ہیں۔ جب مسکرا کر ہنس دیتے گویا ایسے مسکراتے جیسے بجلی آہستہ سے ایک دم تیز چمکتی ہے اور ہونٹ تو بندگانِ خدا میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اس طرح منہ کی گولائی خوبصورت مگر انتہائی لطیف تھی۔ رخسار مبارک نرم اور ہلکے متواضع تھے (گالیں گول گئی نہیں تھیں)۔ اس کے لئے صَلْت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ صَلْتُ حَذِّ یعنی رخسار کو کہتے ہیں یعنی آپ ﷺ اَسْبَلُ الحَدِّ تھے۔ مراد ہے مستوی الخدین تھے (گالیں برابر تھیں)۔ منہ کا گوشت بعض میں گوندھا ہوا اور بنا ہوا نہیں تھا (جس سے چہرہ گول اور بد وضع ہو جاتا ہے) طویل الوجہ (یعنی لمبوترہ چہرہ نہیں تھا)۔

لَا بِالْمُكَلَّمِ : مُكَلَّمٌ نہیں تھے (یعنی ضرورت سے زیادہ گول چہرہ)۔

كَتُّ البَلْحِيَّةِ تھے، گھنی داڑھی تھی۔ اَلْكُتُّ کا مطلب ہوتا ہے کہ بالوں کے اُگنے کا سر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔

فَنِيكَاةٌ حَوْلَ العُنْفَقَةِ : نچلے ہونٹ کے نیچے (داڑھی کی بچی) کے بالوں کے گرد کے بال سفید تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے یہ سفید موتی ہیں اور آپ کی عُنْفَقَةِ کے نیچے شَعْرٌ مُنْقَادٌ تھے۔ یہاں تک کہ وہ داڑھی کے اصل بالوں پر پڑتے تھے اس طرح کہ جیسے وہ داڑھی میں سے ہیں۔ اور فَنِيكَاةٌ : دونوں مواضع طعام ہوتے ہیں۔ عُنْفَقَةُ کے ارد گرد اس کے دونوں جانب پورے سب کے سب۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک

رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک بندگانِ خدا میں سے سب سے زیادہ حسین ترین گردن تھی جس کو نہ تو طویل اور لمبا ہونے کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے نہ قصر اور چھوٹا ہونے کی طرف، بلکہ متوازی لمبی اور حسین گردن تھی۔ گردن کا وہ حصہ جو کھلا ہوا تھا جس پر سورج کی روشنی پڑتی تھی اور جس کو ہوا لگتی رہتی وہ حصہ اس طرح تھا جیسے کہ وہ چاندی کے کوزے کی کرن جس پر سونے کے ہونے کا دھوکہ لگے جس سے چاندی کی سفیدی اور سونے کی سرخی چمکتی تھی۔ اور گردن کا بالائی حصہ جسے کپڑوں نے چھپایا ہوا تھا جو کپڑوں کے نیچے ایسے تھا جیسے کہ وہ چودھویں رات کا چاند ہے۔

صدر مبارک سینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ..... سینہ مبارک چوڑا تھا، صاف تھا۔ سخت نرم ہونے اور برابر ہونے میں جیسے سنگ مرمر۔ اس کا گوشت بعض بعض سے بڑھا ہوا اور متجاوز نہیں تھا۔ سفید چودھویں رات کے چاند کی طرح تھا۔ آپ ﷺ کی ہنسلوں سے آپ کی ناف تک نیچے کی طرف جھکے ہوئے بال تھے جیسے باریک لکڑی۔ آپ ﷺ کے سینے پر اور پیٹ پر اس کے علاوہ کوئی بال نہیں تھے۔

پیٹ اور اس کے سلوٹ ..... آپ ﷺ کے پیٹ کے تین سلوٹ (یا شکن) تھے۔ ان میں سے ایک کو تہہ بند چھپالیتا تھا اور دو ظاہر رہتے تھے۔ اور آچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ان میں سے دو کو تہہ بند چھپالیتا تھا اور ایک ظاہر رہتا تھا۔ یہ سلوٹ سفید سوتی کپڑے کی تہہ (لٹھے) کے سفید کپڑے کی تہہ) سے زیادہ سفید تھے اور چھونے میں نرم تھے۔

## رسول اللہ ﷺ کے کندھے مبارک اور مہر نبوت اور شامۃ نبوت

کندھے مبارک بڑے تھے۔ کندھوں کے اوپر بال تھے۔ کرا دیس بڑی بڑی تھیں۔ اور کرا دیس کندھوں کی ہڈیوں، کہنیوں کی ہڈیوں، کولہوں کی ہڈیوں، گھٹنوں کی ہڈیوں کو کہتے ہیں (یعنی کندھوں، کہنیوں، کولہوں اور گھٹنوں کی ہڈیاں موٹی تھیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک ..... آپ ﷺ جلیبُ النکتہ تھے۔ کتد دونوں کندھوں اور پیٹھ کی ہڈیوں کے جمع ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ پشت کشادہ تھی۔ دونوں کندھوں کے درمیان (دائیں طرف) مہر نبوت تھی اور وہ آپ ﷺ کے دائیں کندھے کے متصل تھی اس کے اوپر سیاہ تل تھا جو حضرت اور پیلے پن کی طرف مائل تھا۔ تل کے ارد گرد احاطہ کرنے والے بال تھے (جو کہ سخت تھے) جیسے گھوڑے کی پیشانی کے بال۔

اور بعض لوگوں نے کہا کہ شامۃ النبوت، نبوت کا تل کندھے کے نیچے تھا۔ اور وہ سبز تھا تھوڑے سے گوشت سے گھرا ہوا تھا۔ منسربۃ الظهر طویل تھا۔ منسربۃ سے مراد وہ جوڑ اور منکے مراد ہیں جو پشت میں ہیں، پشت کے اوپر کے حصے سے اس کے نیچے تک۔

بازو، کلائیوں اور کلائیوں کی ہڈیاں ..... آپ ﷺ کے بازو اور کلائیوں موٹی تھیں۔ زندین بڑے تھے۔ زندین وہ دونوں ہڈیاں جو کلائیوں کے ظاہر کی طرف ہوتی ہیں۔ یعنی پہنچے اور کہنی کے جوڑ موٹے اور کلائیوں لمبی تھیں۔ جوڑ بھرے بھرے تھے جس کی کانٹھی مضبوط تھی۔ بھری ہوئی ہتھیلیاں، نرم ہتھیلی، ہاتھ پیر دراز، انگلیاں ایسی تھیں جیسے چاندی کی ڈنڈیاں۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں ریشم سے زیادہ نرم تھیں۔ آپ ﷺ کی ہتھیلی خوشبو کے اعتبار سے ایسی تھی جیسے عطار کی ہتھیلی سے خواہ اس کو خوشبو لگائے یا نہ لگائے، خوشبودار ہوتی ہے۔ مصافحہ کرنے والا آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو دن بھر اس کے ہاتھ میں آپ ﷺ کی خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے تو وہ اس پاکیزہ خوشبو کی وجہ سے جو اس کے سر سے مہکتی تھی تمام بچوں میں سے وہ الگ پہچانا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کا نچلا حصہ ..... تہہ بند کے نیچے کا حصہ یعنی دونوں رانیں۔ دونوں پنڈلیاں موٹی اور لمبی تھیں۔ قدم مبارک گوشت سے پُر اور موٹے تھے۔ پیروں کے بیچ میں خم اور خلا نہیں تھا نیچے سے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کے قدم میں نیچے سے خم یعنی خم کی وجہ سے نمایاں خلا تھا تھوڑا سا۔

جسم اطہر کی دیگر کیفیات ..... آپ ﷺ زمین پر اپنا پورا قدم رکھتے تھے اور پورا پیر زمین پر لگتا تھا۔ خلقت میں اعتدال تھا۔ آخری عمر میں بدن بھاری ہو گیا تھا مگر اس بھاری بدن کے باوجود جسم ڈھیلا نہیں تھا بلکہ کسا ہوا تھا۔ قریب قریب اپنے پہلی خلقت اور پہلی ساخت کے اوپر تھے جیسے عمر کی زیادتی نے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ جسم کے تمام اعضاء عظیم اور صحت مند تھے۔ آپ ﷺ جب کسی طرف التفات اور توجہ کرتے تھے تو پورے جسم کے ساتھ مڑ جاتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے تو پوری طرح ہٹتے تھے۔ آپ ﷺ کے اندر قدر صور کی صفت تھی۔ صور وہ آدمی ہوتا تھا جو اپنے چہرے سے کچھ اشارہ کرتا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے پھرنے کا انداز

جب آپ ﷺ پیدل چلتے تو ایسے لگتا جیسے چٹان کے اوپر سے قدم اکھڑ رہے ہوں اور ڈھلوان یا گہرائی اتر رہے ہوں، لمبے اور پورے پورے قدم رکھتے تھے۔ تاہم آپ ﷺ کی رفتار کے مندرجہ ذیل انداز تھے۔



(۱) مَشَى تَقْلَعُ وَاِنْجِدَارٌ : یہ ایسا انداز ہوتا ہے جس میں چٹان سے پیرا کھڑتے اور گہرائی میں انسان لڑھکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

(۲) مَشَى حُطْوَةً تَكْفِيًّا : جس میں قدم لمبے اور پورے انسان رکھتا ہے۔

(۳) مَشَى يَالهُوَيْنَا، بغير پھسلے : اس میں انسان قدم قریب قریب رکھتا ہے۔

(۴) مَشَى عَلَى الْهَيْبَةِ : رفتار میں نرمی اور سرعت ہوتی ہے۔ اس میں آپ ﷺ سب لوگوں سے جلدی کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی خیر و بھلائی کی طرف سب سے جلدی کرتے یا اس کی طرف چلتے۔ جب آپ ﷺ کسی چیز کی طرف جلدی نہ کرتے تھے تو ان لوگوں کو مَشَى الْهُوَيْنَا کے ساتھ چلاتے تھے جس میں ترفع اور بلند ہونا ہوتا تھا۔

مشابہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ..... حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں سب لوگوں میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ ہوں۔ اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام خلقت اور عادات کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں۔

ہمیں خبردی سند عالی کے ساتھ قاضی ابو عمر محمد بن حسیں نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو سلیمان بن احمد بن ایوب نے ان کو محمد بن عبدہ مصیصی نے اپنی کتاب میں سے۔ وہ کہتے ہیں اس کو صبیح بن عبداللہ قرشی ابو محمد نے، ان کو عبدالعزیز بن عبدالصمد عی نے۔ ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت میں تھا کہ آپ طویل بساں نہیں تھے (یعنی انتہائی لمبے نہیں تھے)۔ اور مُشَدَّبُ الذَّاهِبِ نہیں تھے (یعنی انتہائی ٹھکنے نہیں تھے)۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے صفت رسول کے بارے میں اسی طرح حدیث چلائی ہے۔

حضرت صدیق اکبر ﷺ کی حضرت حسن ﷺ سے والہانہ محبت ..... ہمیں خبردی ابوعلی حسیں بن محمد روزباری نے، ان کو خبردی عبداللہ بن عمر بن شوذب ابو محمد واسطی نے مقام واسط میں۔ ان کو شعیب بن ایوب صریفی نے، ان کو ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے، ان کو عمر بن سعید بن ابوحسین نے ابن ابی ملیکہ سے۔ اس نے عقبہ بن حارث سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو سیدنا ابو بکر صدیق ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد وہ اور حضرت علی ﷺ باہر نکلے، دونوں پیدل چل رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبر نے حضرت حسن ﷺ کو دیکھا جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے ان کو پکڑ لیا اور کندھے پر اٹھاتے ہوئے کہنے لگے۔

بابی شبیہ بالنبی لیس شبیہا بعلی

(بخاری کتاب المناقب - فتح الباری ۶/۵۶۳)

میرے ماں باپ قربان جائیں! آپ نبی کریم ﷺ کے مشابہہ ہیں علی کے مشابہہ نہیں ہیں۔

اور حضرت علی ﷺ یہ سن کر مسکرا رہے تھے یا کہا نہیں رہے تھے۔ اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو عاصم سے۔

ہمیں خبردی ابوعلی روزباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابن شوذب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن ایوب نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے۔ اس نے ابواسحاق سے، اس نے ہانی سے، اس نے علی سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن سر سے سینے تک رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مشابہہ تھے۔ اور حضرت حسین سینے کے نیچے سے قدموں تک رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مشابہہ تھے۔

## حضور ﷺ کے شمائل و اخلاق کی بابت مذکور احادیث بطریق اختصار

جو اس حدیث کی صحت پر شہادت دیتی ہیں جو ہم نے ہند بن ابوالہ کی حدیث میں روایت کیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک آپ عظیم اخلاق کے حامل ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن علی بن عفان نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن بشر عبدی نے، ان کو سعید بن ابی عروبہ نے، ان کو قتادہ نے زرارہ بن ابورافی نے سعد بن ہشام سے۔ انہوں نے کہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اے ام المؤمنین! مجھے آپ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں خبر دیجئے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ قرآن مجید نہیں پڑھتے؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں پڑھتا ہوں۔ فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ کا خلق (آپ کے اخلاق) قرآن تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ایوشیبہ سے، اس نے محمد بن بشر سے۔ (ابوداؤد کتاب الصلاة حدیث ۱۳۳۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن سہل فقیہ نے بخاری میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قیس بن انیف نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ابو عمر ان نے یزید بن باہنوس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، اے ام المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ سیدہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ پھر سیدہ نے فرمایا، کیا سورۃ المؤمنین پڑھتے ہیں؟ آپ پڑھئے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ دس آیات تک۔ انہوں نے پڑھا اور دس آیات تک پہنچ گئے۔ سیدہ نے فرمایا، اسی طرح تھا رسول اللہ ﷺ کا خلق۔ (متدرک حاکم ۳۹۲/۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابو اسحٰب بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان بن عبد الرحمن نے۔ ان کو حسن بن یحییٰ نے، ان کو زید بن واقد نے، ہشام بن عبد اللہ بن ابودریس خولانی سے۔ اس نے ابودرداء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ کے خلق کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا، آپ کا خلق قرآن تھا۔ اس کی رضا کے لئے راضی ہوتے اور اس کی ناراضگی کے لئے ناراض ہوتے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو حامد بن بلال نے، ان کو حدیث بیان کی زعفرانی نے یعنی حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو اسباط بن محمد نے فضیل بن مرزوق عطیہ عوفی سے اللہ کے قول کے بارے میں وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ فرمایا کہ ادب القرآن مراد ہے، یعنی قرآنی تعلیم اور تربیت کے مطابق باتیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو علی حسیں بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن داستہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد سجستانی نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن ظفاوی نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس قول کے بارے میں خُذِ الْعَفْوَ۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو حکم دیا کہ لوگوں کے اخلاق میں سے عفو و درگزر کو لیجئے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے ابواسامہ کی حدیث سے ہشام سے۔

(۶) ہمیں خبردی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے، ان کو خبردی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے مالک سے (ح)۔ اور ہمیں خبردی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو موسیٰ بن محمد ذہلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پڑھی مالک کے سامنے، اس نے روایت کی ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے کہ وہ فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے جب بھی کسی دو امور میں اختیار دیا گیا، آپ ﷺ نے دونوں میں آسان امر کو اختیار کیا جبکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اگر وہ امر گناہ ہو تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دُور ہو گئے۔ اور حضور ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے انتقام اور بدلہ نہ لیا، ہاں مگر یہ بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کی حرمت ریزی کی گئی ہو تو پھر اس کا انتقام لیتے تھے۔ زیادہ کیا قطان نے اپنی روایت میں، پس پھر حضور ﷺ اس چیز کا اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن مسلم قعنبنی سے۔ اور اس کو روایت کیا مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(۷) ہمیں خبردی ابو عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابراہیم بن ابوطالب نے، عبید بہاری نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی شئی کو ہرگز نہیں مارا تھا، نہ کبھی عورت کو، نہ کبھی کسی خادم کو، ہاں مگر یہ ہے کہ اگر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں۔ جب کبھی کسی نے آپ کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو۔ آپ نے اس سے کوئی انتقام لیا ہو۔ مگر یہ ہے کہ اگر اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں سے کسی شئی کی حرمت ریزی کی گئی ہو تو آپ اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (مسلم حدیث ۱۸۱۳)

(۸) ہمیں خبردی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابو محمد حاجب بن احمد نے۔ ان کو محمد بن حماد ابیوردی نے، ان کو ابو معاویہ نے۔ ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم کو مارا پٹیا ہو، نہ ہی کبھی کسی عورت کو مارا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کبھی کسی شئی کو مارا۔ ہاں مگر یہ بات ہے کہ اگر آپ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی ایسے شخص سے بدلہ لیا جس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تھی۔ ہاں اگر اللہ کے لئے ہو تو جب معاملہ اللہ کے لئے ہوتا تھا۔ پھر اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ اور جب بھی حضور ﷺ پر کوئی دو معاملے پیش کئے گئے، آپ نے ان میں سے آسان پہلو کو اختیار کیا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے، اس نے ابو معاویہ سے۔

دس سال تک خادم کو اُف تک نہ کہا ..... (۹) ہمیں خبردی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حنفار نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حسین بن یحییٰ بن عیاش قطان نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ثابت بن انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے۔ اللہ کی قسم کبھی مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اُف تک نہ کہا اور نہ ہی کسی شئی کے لئے کہا ہو کہ یہ کام کیوں کیا؟ اور جو کام نہ کیا ہو نہ پوچھا کہ کیوں نہیں کیا؟

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں سعید بن منصور اور ابوربیع سے، اس نے حماد سے۔

(۱۰) ہمیں خبردی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبردی ابو بکر بن عبداللہ نے، ان کو خبردی حسن بن سفیان نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو ابوالتیاح نے، ان کو انس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک بھائی تھا جس کو ابو عمر کہتے تھے (میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا کہ اس نے ابھی دودھ چھوڑا تھا)۔ حضور ﷺ جب تشریف لاتے اور اس کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے، اے ابو عمر! مَا فَعَلَ النُّعَيْرُ۔ اس چڑیا نے کیا کیا ہے؟ وہ بچہ اس چڑیا کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا شیبان بن فروخ سے۔ (خرجہ البخاری ۷۸۔ کتاب الادب۔ فتح الباری ۵۷۲/۹)



رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا ذکر ..... (۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن حرب اور سعید نے، ان کو حماد نے ثابت سے، اس نے انس سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا سعید بن منصور سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق حربی نے، ان کو محمد بن سنان عوفی نے، ان کو فلیح نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو حامد بن بلال نے، ان کو حدیث بیان کی ابو الازہر نے، ان کو یونس بن محمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فلیح نے بلال بن علی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہا انس نے، نہیں تھے رسول اللہ ﷺ گالیاں دینے والے، نہ فحش باتیں کرنے والے، نہ ہی لعنت کرنے والے۔ آپ ڈانتے وقت ہم میں سے کسی ایک کو یہ فرماتے تھے کہ کیا ہو اس کو؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہے؟

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن سنان سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے، ان کو عبد اللہ بن نمیر نے اعمش سے۔ اس نے شقیق سے، اس نے مسروق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نہ فاحش تھے نہ متفحش تھے۔ بے شک وہ فرماتے تھے، بے شک تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو تم میں سے اچھے اخلاق والے ہیں۔

اسی کو مسلم نے روایت کیا محمد بن عبد اللہ بن نمیر سے اس نے اپنے والد سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے اعمش سے۔

(۱۴) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن حسن بن نورک نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد طیالسی نے، ان کو شعبہ نے ابو اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عبد اللہ جدلی سے۔ وہ کہتے تھے، میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا رسول اللہ کے اخلاق کے بارے میں۔ آپ نے فرمایا، حضور ﷺ نہ بے ہودہ گوئی کرتے تھے، نہ گالیاں بکتے تھے۔ نہ بازاروں میں شور کرتے تھے نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے۔ بلکہ معاف کرتے اور درگزر کرتے تھے۔ یا یوں کہا تھا کہ درگزر کرتے اور بخش دیتے تھے۔ ابو داؤد کو شک ہوا ہے۔ (مسند احمد ۶/۲۳۶)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو آدم اور عاصم نے، دونوں نے کہا کہ ان کو ابن ابو ذویب نے، ان کو صالح مولیٰ توہمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی تعریف بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ آگے کو آتے تو پورے آگے دیکھتے تھے اور پیچھے کو ہٹتے تھے تو پورے پورے پیچھے دیکھتے تھے۔ میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں نہ بے ہودہ بات کرتے نہ بکواس کرتے تھے۔ نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے۔ زیادہ کیا ہے آدم نے کہ میں نے ان سے پہلے نہ ان جیسا دیکھا ہے نہ ان کے بعد دیکھا ہے۔

آپ علیہ السلام کنواری لڑکی سے زیادہ با حیا تھے ..... (۱۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابوعمر نے، دونوں نے کہا ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان اصفہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد الرحمن بن مہدی نے، ان کو شعبہ نے قتادہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد اللہ بن ابوعتبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو سعید خدری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کنواری لڑکی سے زیادہ شرم و حیا والے تھے جو اپنے جملہ عروسی میں ہوتی ہے۔ لہذا جب حضور ﷺ کسی چیز کو ناپسند کرتے تھے تو ہم اس کو آپ کے چہرے پر پہچان لیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں بندار سے اور مسلم نے ان کو روایت کیا زہیر بن حرب وغیرہ سے ان سب نے عبد الرحمن بن مہدی سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روزباری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو عبید اللہ بن عمر بن میسرہ نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو مسلم علوی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس کے کپڑوں پر پیلے پن کا نشان تھا اور رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ بہت کم آدمی کے منہ کی طرف دیکھتے تھے۔ جس کی کسی بات یا کسی چیز کو ناپسند کرتے تھے۔ (ازراہ شرم و حیا کے)۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم لوگ اس شخص سے یہ کہہ دیتے کہ وہ اس نشان کو دھو ڈالے۔

کسی کی غلطی پر خاص خطاب سے تنبیہ نہ کرنا ..... (۱۸) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو سعید محمد بن موسیٰ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس بن محمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جمانی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی روزباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو عبد الحمید جمانی نے، ان کو اعمش نے مسلم سے، اس نے مسروق سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی آدمی کے بارے میں کوئی ناگوار بات پہنچتی تو یوں نہیں فرماتے تھے کہ مَبَالُ فُلَانٍ يَقُولُ؟ کیا حال ہے فلاں آدمی کا کہ وہ یوں کہتا ہے؟ بلکہ یوں فرماتے تھے، مَبَالُ اقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَ كَذَا۔ کیا حال ہے؟ لوگوں کا وہ ایسے ایسے کہتے ہیں؟ یعنی ازراہ شرم و حیا آپ کسی شخص کے بارے میں نہیں کہتے تھے)۔ یہ الفاظ حدیث عثمان کے ہیں اور عباس کی روایت میں ہے کہ جب آپ کو کسی آدمی کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ بات پہنچتی تو یوں نہیں کہتے کہ ایسے ایسے ہوا ہے یا ایسی ایسی بات ہے۔ اس کے بعد اس نے پوری بات کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد سختویہ نے، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے، ان کو اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسحاق بن عبد اللہ بن ابوظلم نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ کے موٹے باڈریا کنارے والی ایک چادر تھی۔ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا، اس نے آپ کے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو پکڑ کر حضور ﷺ کو زور زور سے جھٹکے دیئے، یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کے کندھے مبارک پر دیکھا تو اس چادر کے حاشیے یا پٹے کا نشان پڑ گیا تھا اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے۔ پھر اس دیہاتی نے کہا، اے محمد! میرے لئے اللہ کے اس مال میں سے حکم دیجئے جو تیرے پاس ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کی طرف توجہ فرما کر ہنس دیئے۔ اس کے بعد اس کے لئے مال دینے کا حکم دے دیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابو اویس سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مالک سے۔

(بخاری ۵۷۔ فتح الباری ۶/۲۵۱)

آپ علیہ السلام پر جادو کا ذکر ..... (۲۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے شیبان سے، اس نے اعمش سے، اس نے ثمامہ بن عقبہ سے۔ اس نے زید بن ارقم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا اور حضور ﷺ اس پر اعتماد کرتے تھے۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے کچھ سحر کی گرہیں لگائیں یا گنڈے بنائے اور ان کو ایک کنویں میں ڈال دیا۔ اس بات سے نبی کریم ﷺ درد سر میں مبتلا ہو گئے تھے یا بیمار پڑ گئے تھے۔ حضور ﷺ کے پاس دو فرشتے مزاج چُرسی کرنے کے لئے آئے۔

انہوں نے آپ کو خبر دی کہ فلاں شخص نے آپ کے اوپر جادو کیا ہے اور پھونک کر گرہیں لگائی ہیں کہ یہ در بہ فلاں لوگوں کے کنویں ڈالا ہوا ہے اور اس جادو کی شدت سے کنویں کا پانی پیلا ہو چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھیج کر وہ گرہیں یا جادو شدہ مورد نکلو الیا۔ پانی کو دیکھا تو واقعی پیلا ہو چکا تھا۔ آپ نے ان گرہوں کو کھول دیا (یا وہ خود بخود کھل گئیں حضور ﷺ کے ہاتھ میں آنے کے بعد)۔ نبی کریم ﷺ سو گئے۔ البتہ تحقیق میں نے اس آدمی کو اس واقع کے بعد دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتا تھا۔ میں نے اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے چہرے پر تادم مرگ اس بات کی ناگواری یا اظہار محسوس نہ کیا۔ (اخرجا بن سعد ۱۹۹/۲)

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ پر جادو کے بارے میں ڈاکٹر عبدالمعطی کی تحقیق جو حاشیہ میں درج ہے ملاحظہ فرمائیں :

## تاثير تحقیق در بارہ سحر بر رسول اللہ ﷺ از ڈاکٹر عبدالمعطی محشی کتاب دلائل النبوت

(۱) اس روایت کو ابن سعد نے نقل کیا ہے۔ (۲ : ۱۹۹)

(۲) ذہبی نے التاریخ میں نقل کیا ہے۔ (۲ : ۳۶۲)

(۳) تحقیق العلامة حسام الدین القدسی۔

(۴) ابن کثیر فی البدایہ والنہایہ۔ (۶ : ۳۸-۳۹)

(۵) امام رازی اور جصاص نے احکام القرآن میں کہا :

لوگوں نے دعویٰ کیا ہے یا گمان کیا ہے کہ نبی کریم صلوات اللہ وسلامہ پر جادو کر دیا گیا تھا اور سحر نے ان میں اثر بھی کر لیا تھا۔ حالانکہ اللہ نے کفار کی تکذیب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اس چیز میں جس کا انہوں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا :

وقال : الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا

عالم (کافر و مشرک) کہتے ہیں (اہل ایمان سے) کہ تم لوگ ایک مسحور اور سحر زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو۔

(مترجم کہتا ہے) اس دلیل کے پیش کرنے والے علماء کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ پر سحر کا اثر مان لیا جائے تو یہ کفار و مشرکین کے جھوٹے دعویٰ کی تصدیق ہو جائے گی کہ حقیقت میں حضور سحر زدہ تھے۔ جبکہ اس نظریے کو رد کرنے والے علماء کا کہنا یہ ہے کہ و مثل هذه الاخبار من وضع الملحدين کہ ایسی روایات بے دینی کی گھڑی ہوئی ہیں۔

## علامہ زاہد الکوثری کی تحقیق

شیخ علامہ محمد زاہد الکوثری فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا یہ جارحانہ خیال اور نظریہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جادو کا ہونا امر واقعی ہے۔ بہر حال اس کی حضور ﷺ پر تاثیر واقع ہونا جیسے بعض ان راویوں نے تصویر کشی کی ہے جو ثقہ اور پکے شمار ہوتے ہیں محققین نے اس کو رد کیا ہے۔ اسی بات کی طرف جھکاؤ ہو اس قرآنی نص کی وجہ سے بھی۔

ارشاد باری ہے :

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى - ساحر جس جگہ سے آئے ناکام و نامراد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد انکار کرنے کے پیرائے میں اور محل میں وارد ہوا ہے۔ مشرکین کے اس قول کرنے کی وجہ سے۔ کہ ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔

اللہ کے ارشاد کی بنا پر :

وَاللَّهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ - اللہ لوگوں سے آپ کو بچائے گا۔

باقی رہا سحر بر رسول کی تاثیر کی اثبات کے لئے طویل بحث کرنا جو تاثیر بدتر ہے۔ جو کہ ان نصوص کے منافی ہے۔ محض بعض راویوں کی تنزیہ و تقدیس کرنے کے لئے۔ یہ ایسی بات ہے جس کو مستحسن نہیں سمجھتا ہوں۔ اگرچہ جمہور اسی قول کی طرف گئے ہیں۔ بعض ثقافت کا مہتم ہونا اس امر کے کوئی مانع نہیں ہے۔ مگر اس تاثیر کو ماننے کا دعویٰ کرنا انتہائی خطرناک ہے۔ بعض عقلموں پر آیات (مذکورہ) کے ساتھ استدلال اور تمسک کرنا زیادہ محکم ہے۔ واللہ اعلم



بوقت مصافحہ آپ علیہ السلام کا پہلے ہاتھ نہ چھوڑنا ..... (۲۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو عمران بن زید نے، ان کو ابو یحییٰ ملائی نے، ان کو ان کے چچا زید نے، ان کو انس بن مالک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مصافحہ کرتے تھے، یا یوں کہا تھا کہ جب آپ سے کوئی آدمی مصافحہ کرتا تو حضور ﷺ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے واپس نہیں کھینچتے تھے، بلکہ پہلے وہ خود اپنا ہاتھ کھینچتا۔ جب کوئی سامنے آ کر سامنا کرتا آپ اس سے منہ پہلے نہیں پھیرتے تھے، بلکہ وہ آدمی خود وہاں سے ہٹا تھا اور اپنے آگے بیٹھے ہوئے ساتھی کے گھٹنوں پر بھی (ازراہ شرم و حیاء) کے نظر نہیں ڈالتے تھے، بلکہ نیچے نظر رکھتے تھے۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد صبارح، ان کو ابو قطن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو احمد بن منیع نے، ان کو ابو قطن نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے ثابت سے۔ اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کسی آدمی نے نبی کریم ﷺ کے کان میں بات کرنی شروع کی ہو اور حضور ﷺ نے از خود اپنا سر اس کے منہ سے ہٹا لیا ہو، بلکہ وہ شخص پہلے رسول کا ہاتھ چھوڑتا تھا۔ اصفہانی کی حدیث کے الفاظ میں۔

کثرت سے نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانا ..... (۲۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو بکر احمد بن حسن نے، دونوں نے کہا کہ ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو امیہ محمد بن ابراہیم طرسوسی نے، ان کو علی بن حسن نسائی نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے۔ اس نے یعقوب بن عتبہ سے، اس نے عمر بن عبدالعزیز سے۔ اس نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب باتیں کرنے بیٹھتے تھے تو کثرت کے ساتھ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے تھے، گویا وحی کا انتظار فرماتے تھے۔

کھانے میں عیب نہ نکالنا ..... (۲۴) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو خبر دی وکیع نے اعمش سے۔ وہ کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ ابو حازم نے اس کو ذکر کیا ہے ابو ہریرہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالتے تھے کبھی بھی۔ اگر اس کو کھانے کا دل چاہتا تو کھا لیتے تھے ورنہ اسے چھوڑ دیتے تھے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث سفیان ثوری سے اور شعبہ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثوری، زہیر بن معاویہ جریر اور ابو معاویہ سے، اس نے اعمش سے، اس نے ابو حازم سے اس نے ابو ہریرہ ﷺ سے بغیر کسی شک کے۔

آپ علیہ السلام کا تبسم فرمانا ..... (۲۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے، ان کو ابو انضر نے یہ حدیث بیان کی ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصح بن فرج نے یحییٰ بن سلیمان بن یسار نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے عمرو بن حارث سے اس کو ابو انضر نے سلیمان بن یسار سے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ساتھ اتنا ہنستے ہرگز نہیں دیکھا کہ آپ کے مسوڑھے دیکھ لئے ہوں، بلکہ آپ صرف مسکراتے تھے۔

یحییٰ بن نصر نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کہا ہے فرماتی ہیں کہ آپ جب بادلوں کو دیکھتے یا تیز ہوا کو دیکھتے تو آپ کی تشویش چہرے پر پہچانی جاتی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ جب بادلوں کو دیکھتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں اور امید قائم کر لیتے ہیں کہ بارش ہوگی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جب اس کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی ہوتی ہے۔ فرمایا، اے عائشہ! مجھے کوئی چیز گارٹی دیتی ہے کہ کہیں اس میں عذاب ہو؟

تحقیق ایک قوم ہو کہ ساتھ عذاب دی گئی تھی۔ اور تحقیق ایک قوم پر عذاب آیا تھا بادلوں سے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أُوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا - (سورة الاحقاف : ۳۴)

جب انہوں نے بادلوں کو اپنی وادیوں کا رخ کرتے دیکھا تو بولے یہ بادل ہمارے لئے بارش برسانے آرہے ہیں (وہ بارش نہ تھی)۔ بلکہ ان میں تو وہ عذاب تھا جس کو مانگنے کے لئے انہوں نے جلدی مچائی تھی اور ہوا تھی جو ہر چیز کو تہس نہس کرتے چلی گئی تھی اپنے رب کے حکم سے الی آخرہ۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن سلیمان سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ہارون بن معروف وغیرہ سے، اس نے ابن وہب سے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں میں شرکت فرمانا ..... (۲۶) ہمیں خبردی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو خبردی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبردی ابو خیمہ نے سماک بن حرب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ سے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم نشینی کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! کثرت سے۔ آنحضرت ﷺ اپنے مصلے سے نہیں اٹھتے تھے جس پر نماز پڑھی تھی، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ جب طلوع ہو جاتا تو پھر اٹھتے تھے اور لوگ باتیں کر رہے تھے اور باہلیت کے امر کو لے لیتے تو ہنستے رہتے اور حضور ﷺ صرف مسکراتے رہتے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(۲۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن نورک نے، ان کو خبردی عبد اللہ بن جعفر بن احمد نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو خبردی داؤد نے، ان کو حدیث بیان کی شریک اور قیس نے سماک بن حرب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہ سے کہا، کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں، آپ ﷺ لمبی خاموشی والے، کم ہنسنے والے تھے۔ آپ کے اصحاب بسا اوقات حضور ﷺ کے سامنے اشعار کہہ دیتے اور اپنے دیگر امور کا تذکرہ کرتے اور ہنسنے لگتے تھے۔ مگر آپ صرف مسکراتے تھے۔

(۲۸) ہمیں خبردی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابو عبد الرحمن مقری نے، ان کو ابن سعد نے ولید بن ابوالولید سے یہ کہ سلیمان بن خارجه نے، اس کو خبردی خارجه بن زید نے کہ کچھ لوگوں کا گروہ ان کے والد زید بن ثابت کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا ہمارے لئے بعض اخلاق رسول بیان فرمائیے۔ انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ کا پڑوسی تھا جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ مجھے بلواتے تھے۔ اور میں وحی لکھا کرتا تھا۔ اور ہم لوگ جب دنیا کا تذکرہ کرتے تو حضور ﷺ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے۔ اور جب ہم لوگ آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کو بھی یاد کرتے تھے۔ جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے۔ لہذا ان امور میں سے ہر چیز ہم تم لوگوں کو بیان کریں گے۔

آپ علیہ السلام کی بہادری کا بیان ..... (۲۹) ہمیں خبردی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن محمد عنقری نے، ان کو حدیث بیان کی اسرائیل نے ابو اسحاق سے اس نے حارث بن مضرب سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ بدر ہوئی تو ہم لوگ مشرکین سے بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا سہارا لے رہے تھے اور آپ سب سے زیادہ شدید جنگ جو تھے یا سخت خطرات سے ٹکرانے والے تھے۔ (مسند احمد ۱/۸۶)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو اسرائیل نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی کی مثل اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے حالانکہ کوئی ایک بھی حضور ﷺ سے زیادہ مشرکین کے قریب نہیں تھا۔

(۳۰) ہمیں خبردی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو ابو الرزینج نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، ان کو ثابت نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چہرے کے اعتبار سے لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔



ایک مرتبہ اہل مدینہ کسی خطرناک آواز سے خوف زدہ ہو گئے تھے، رات کا وقت تھا۔ حضور ﷺ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے بغیر زین رکھے۔ اتنے میں لوگ معلوم کرنے کے لئے نکل پڑے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے سبقت کر گئے ہیں اس آواز کی طرف۔ آپ اس خبر کی چھان بین ٹھیک کر کے آگے اور لوگوں کو آ کر تسلی دی اور فرمایا کہ مت ڈرو۔ اور حضور ﷺ نے گھوڑے کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے تو اس کو دریا پایا، یا یوں فرمایا کہ یہ تو دریا ہے۔ (مسلم ۱۸۰۲)

حماد نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ثابت نے یا یوں کہا کہ مجھے آپ سے خبر پہنچی ہے۔ کہتے ہیں حضور ﷺ کے سواری کرنے کے بعد یہ گھوڑا دوڑ کے مقابلے میں کبھی پیچھے نہ رہا، حالانکہ وہ اس سے قبل بہت ڈھیلا اور ست تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوالوئیح وغیرہ سے، ان سب نے حماد سے۔ (۳۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو خبر دی سفیان بن سعید نے، ان کو محمد بن منکر نے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا جابر رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے تھے کہ بے شک حضور ﷺ سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے کبھی منع نہیں فرمایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن کثیر سے اور مسلم نے دوسرے طریق سے، سفیان ثوری سے۔

حضور ﷺ کی سخاوت کا بیان ..... (۳۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے، ان کو ابو المویج نے، ان کو خبر دی عبدان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ نے، ان کو خبر دی یونس نے، ان کو زہری نے، ان کو اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور حضور ﷺ کی سخاوت سب سے زیادہ رمضان میں ہوتی تھی۔ جب ان کو جبرائیل علیہ السلام ملتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو رمضان کی ہر رات ملتے تھے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ فرمایا کہ حضور ﷺ خیر کے کام کے لئے چلتی ہو اسے زیادہ سخی تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا عبدان سے اور مسلم نے ابو کریب سے، اس نے عبد اللہ بن مبارک سے۔ (فتح الباری ۳۰/۱)

(۳۳) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو العباس عبد اللہ بن یعقوب کرمانی نے محمد بن ابو یعقوب کرمانی سے، ان کو خالد بن حارث نے، ان کو حمید نے موسیٰ بن انس سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام لانے اور اسلام قبول کرنے کے بدلے حضور ﷺ سے جو چیز بھی مانگی یا جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے اسلام قبول کرنے والے کو عطا کر دی۔

چنانچہ ایک آدمی آیا، اس نے حضور ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ نے اس کے لئے دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی بکریاں دینے کا حکم فرمایا۔ وہ بکریاں لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اسلام قبول کر لو، بے شک محمد ﷺ اس قدر عطا کرتے ہیں کہ پھر اس بندے پر بھوک و افلاس کا خطرہ نہیں رہتا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے عاصم بن نصر سے، اس نے خالد بن حارث سے۔

(۳۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن محمد احمد بن عبدان نے، اس نے ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن محمود عسکری سے، اس نے جعفر بن محمد قلانی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو شعبہ نے، حکم نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ اپنے گھروالوں میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے گھروالوں کی مہنت میں لگے رہتے تھے، فرمایا کہ مراد ہے کہ ان کی خدمت میں لگے ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے باہر چلے جاتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں آدم سے۔



حضور ﷺ گھر کا کام خود کرتے تھے ..... (۳۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو جعفر محمد بن عمرو ابن البختری نے بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ حضور ﷺ اپنے گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑوں کی جوئیں خود نکالتے، اپنی بکری خود دوہتے اور اپنے نفس کی خدمت کرتے، یعنی اپنا کام خود کرتے تھے۔

(۳۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن منصور رمادی نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر بن زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ گھر میں کام کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں، رسول اللہ ﷺ اپنی جوتی کو ناز کا لگاتے تھے اور اپنا پھٹا ہوا کپڑا اسی لیتے تھے اور اپنے گھر میں (گھریلو) کام کرتے تھے، جیسے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔

ذکر اللہ کی کثرت کرتے تھے ..... (۳۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابو بکر محمد بن جعفر آدمی قاری نے بغداد میں، ان کو عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی نے، ان کو احمد بن نصر بن مالک خزاعی نے، ان کو علی بن حسین بن واقد نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا یحییٰ بن عقیل سے۔ وہ کہتے ہیں، میں نے سنا عبد اللہ بن ابو اوفیٰ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرتے تھے۔ لغوبات یا کام نہیں کرتے تھے۔ نماز لمبی کرتے تھے۔ خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے۔ غلام یا بیوہ کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان کی حاجت پوری نہ کر لیتے۔

(۳۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل فقیہ نے مقام رسی میں، ان کو ابو بکر محمد بن فرج ازرق نے، ان کو ہاشم بن قاسم نے، ان کو شیبان ابو معاویہ نے اشعث بن ابوشعثاء سے، اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گدھے پر سواری کر لیتے تھے، اُون کا کپڑا پہن لیتے بکریوں کو خود باندھ لیتے تھے۔ اور مہمان کی خدمت خود کرتے تھے۔

غلاموں کی دعوت قبول کرنا ..... (۳۹) ہمیں خبر دی ابو بکر بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو حدیث بیان کی ابو داؤد نے، ان کو شعبہ نے اور مسلم ابو عبد اللہ اعمور نے، اس نے سنانس رضی اللہ عنہ سے۔ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ اُون کا کپڑا پہن لیتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے تھے۔ جنگ خیبر والے دن میں حضور ﷺ کو گدھے پر سوار دیکھا۔ اس کی نکیل کھجور کے ریشے کی بنی ہوئی تھی۔

(۴۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطعی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو اسماعیل نے ایوب سے۔ اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کوئی بندہ نہیں دیکھا جو اپنے عیال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شفیق ہو۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے، اس نے اسماعیل بن علیہ سے۔

رسول اللہ ﷺ کا بچوں کو سلام کرنا ..... (۴۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو طالب محمد بن مبارک حناط نے، ان کو حسین بن فضل نے، ان کو علی بن جعد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سیار بن حکم نے، ان کو ثابت بنانی نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تھے اور آپ نے ان پر سلام کیا، پھر ہمیں حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تھے اور آپ نے ان پر سلام کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن جعد سے، اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (مسلم حدیث ۱۷۰۸)

(۴۲) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر قطان نے، ان کو ابو الازہر نے، ان کو مروان بن محمد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو عمارہ بن غزیہ نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابوطحہ سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچے کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ خوش طبعی کرنے والے تھے۔

سخت سردی میں برکت کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالنا ..... (۴۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ، ابو بکر احمد بن حسن قاضی اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق صفغانی نے انہوں نے کہا کہ ان کو ابوالنضر نے، ان کو سلیمان ابن مغیرہ نے، اس نے ثابت سے، اس نے انس سے۔ کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو مدینہ کے خادم اپنے پانی کے برتن لے کر آجاتے تھے جو بھی برتن لایا جاتا اس کے پانی کے اندر آپ اپنا ہاتھ ڈبو کر دے دیتے تھے (برائے تبرک)۔ بسا اوقات سخت سردی کی صبح کو بھی برتن لے آتے تھے، پھر بھی اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ان کو ابو بکر بن ابوالنضر وغیرہ سے، اس نے ابو فضل سے۔

ایک بوڑھی عورت کی خاطر رُک جانا ..... (۴۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ابو محمد عبد الرحمن بن ابو حامد مقرئ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صفغانی نے، ان کو خبر دی عارم ابو النعمان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ثابت نے انس بن مالک سے کہ ایک عورت تھی، اس کی عقل و دماغ میں کچھ فتور تھا۔ آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ! مجھے آپ سے کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ام فلاں سوچ لیجئے کون سے راستے پر آپ چاہیں وہاں جا کر کھڑی ہو جائیں میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ حضور ﷺ اس کے ساتھ علیحدہ چلے گئے (اس کے ساتھ اکیلے باتیں کرنے گئے)۔ یہاں تک کہ اس کا کام کر کے آ گئے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے حماد سے۔ (مسلم حدیث ۱۸۱۲)

## باب ۳۱

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی و زہد

- ☆ اور اس بارے میں روزی کی کمی و شدت پر آپ کا صبر کرنا
  - ☆ اور حضور ﷺ کا دارِ دنیا پر دارِ آخرت کو اختیار کرنا و ترجیح دینا
  - ☆ اور اللہ نے آپ ﷺ کے لئے آخرت میں جو جو انعامات تیار کر رکھے ہیں
- اس سب کچھ کے بارے میں مروی احادیث و اخبار کا ذکر

اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا :

(۱) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ -

(سورۃ طہ : آیت ۱۳۱)

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) مت کراپنی نگاہیں اس چیز پر جو ہم نے فائدہ اٹھانے کو دی ہے ان طرح طرح کے لوگوں کو دنیا کی زندگی کی رونق کے طور پر، تاکہ ان کو آزمائیں اس میں اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی ہے۔



(۲) اور تحقیق روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ چاہیں تو بندہ (غلام) نبی بن کر رہیں اور چاہیں تو بادشاہ نبی بن کر۔ آپ ﷺ نے اس بارے میں جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا تو انہوں نے اشارہ کر کے بتایا کہ آپ تو اضع اختیار کیجئے، عاجزی کیجئے۔ لہذا حضور ﷺ نے اس کو پسند کیا کہ بندہ خدا نبی رہیں۔

(۳) ہمیں اس کی خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو العباس حیوۃ بن شریح نے، ان کو خبر دی بقیہ بن ولید نے زبیدی سے۔ اس نے زہری سے، اس نے محمد بن عبد اللہ بن عباس سے۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے تھے کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے پاس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھیجا، اس کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ لہذا فرشتے نے رسول اللہ ﷺ سے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے اس بات کے درمیان کہ آپ عبد نبی ہوں یا ملک (بادشاہ) نبی ہوں۔ اللہ کے نبی نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف التفات کیا، جیسے آپ مشورہ کر رہے ہیں۔ لہذا جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ نیچے جھکنے (یعنی تواضع اور عاجزی کیجئے) تو رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا کہ میں عبد نبی ہوں گا (یعنی محض اللہ کا بندہ نبی رہنا پسند کروں گا)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کلمے کے بعد حضور ﷺ نے کبھی تکیہ اور سہارا لگا کر کچھ نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ اپنے رب کو مل گئے۔ (ذکرہ البخاری فی تاریخ الکبیر ۱/۱۲۴)

ازواج مطہرات کو اختیار دینا ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الرحمن بن عبید اللہ بن عبد اللہ حربی نے جامع الحربیہ بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمزہ بن محمد بن عباس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن غالب نے، ان کو موسیٰ بن مسعود نے، ان کو عمر مہ نے، ان کو ابو زویل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ان کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، ان کو حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے حدیث ذکر کی رسول اللہ ﷺ کے اپنی عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں، یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حجرے میں گیا، آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے اوپر اپنی چادر کو سنبھالا اور بیٹھ گئے جبکہ چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال دیا تھا۔

میں نے حضور ﷺ کے اس کمرہ میں اپنی نظروں کو حرکت دی، اس میں دنیا کی کوئی چیز رکھی ہوئی نہیں تھی سوائے دو مٹھیوں کے مٹھی بھر جو تھے اور مٹھی بھر قرط، دو صاع کے برابر۔ پھر میں نے نظر ماری تو دو یا زیادہ چمڑے لٹکے ہوئے تھے (وہ کچے چمڑے جن کی ابھی رنگائی مکمل نہ ہوئی تھی)۔ یہ منظر دیکھ کر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا (رونے لگا)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، اے ابن خطاب! کس بات سے رورہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے نہ رونے کی کیا بات ہے؟ میں کیوں نہ روؤں۔

آپ اللہ کے برگزیدہ ہیں، اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی ساری مخلوق میں سے بہترین ہیں جبکہ یہ آپ کا حجرہ (بالا خانہ ہے) اور یہ عجمی لوگ کسریٰ اور قیصر ہیں کہ پھلوں اور باغات اور نہروں کے مالک ہیں۔ اور آپ اس حال میں ہیں (جو میں دیکھ رہا ہوں)۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے ابن خطاب کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے صرف دنیا۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر اللہ کا شکر کیجئے۔ اور حدیث کو آگے ذکر کیا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا صحیح میں دوسرے طریق سے عکرمہ بن عمار سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن منصور مادی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو زہری نے، ان کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابو ثور نے، ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ اس نے عمر بن خطاب سے۔ اس قصے میں انہوں نے فرمایا، کہ میں بیٹھ گیا اور اپنا سر اوپر اٹھا کر کمرے میں نظر ماری۔ اللہ کی قسم میں نے کمرے میں کوئی چیز نہیں دیکھی جس کے ساتھ نظر ٹکراتی سوائے تین کچے چمڑوں کے (جو رنگے ہوئے نہیں تھے)۔



میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ آپ کی امت پر وسعت اور فراخی فرمائے۔ اللہ نے اہل فارس اور اہل روم پر فراخی اور وسعت کر رکھی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ یہ سن کر حضور ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے، کیا تم کسی شک میں ہو اے ابن خطاب؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کی طیبات اور ستھری چیزیں ان کو جلدی جلدی ان کی دیناوی زندگی میں دے دی گئی ہیں۔

میں نے عرض کیا میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں یا رسول اللہ! اور نبی کریم ﷺ نے قسم کھا رکھی تھی کہ آپ اپنی عورتوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے۔ یہ فیصلہ آپ نے ان پر اپنی ناراضگی اور غصہ کی شدت کی وجہ سے کیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر حضور ﷺ کو تنبیہ فرمائی تھی۔

زہری کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ فرماتی ہیں کہ جب انتیس راتیں گزر گئیں تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ ابتداء مجھ سے کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینے تک ہم لوگوں کے پاس نہیں آئیں گے۔ آپ میرے پاس انتیس دن میں آ گئے ہیں، میں برابر شمار کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا، بے شک مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر فرمایا، اے عائشہ میں تجھ سے ایک امر کا ذکر کرتا ہوں تجھ پر یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ تم نے اس امر کے لئے جلدی کیوں نہیں کی، بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لیجئے گا۔ کہتی ہیں کہ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی :

”آیت تخییر حضور ﷺ کی بیبیوں کو“۔ (اللہ کی طرف سے اختیار ملنا)

يَأْتِيهَا النَّبِيُّ قُلٌّ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتَن تَرْضُنَّ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنْتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعُكُنَّ وَأُسْرٍ حُكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا -

وَإِنْ كُنْتَن تَرْضُنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا - (سورۃ الاحزاب: آیت ۲۸)

اے نبی! اپنی بیبیوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسی کی آسائش چاہتی ہو تو آ جاؤ میں آپ لوگوں کو ساز و سامان دے دوں اور تمہیں خوبصورت طریقے پر چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت والے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے محسنات کے لئے نیکی اور شرافت کی راہ پر چلنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

وہ فرماتی ہیں حضور ﷺ اچھی طرح جانتے تھے کہ اللہ کی قسم میرے والدین مجھے حضور ﷺ سے فراق اور جدا ہونے کے لئے کبھی حکم نہیں دیں گے۔ لہذا میں نے حضور ﷺ کے ان الفاظ کے جواب میں عرض کیا کہ کیا اس مسئلے میں بھی اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ پس بے شک میں اللہ کو اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے۔ اس نے عبدالرزاق سے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

آپ علیہ السلام کا بستر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رونا

(۶) ہمیں حدیث بیان کی امام ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن نجید بن احمد بن یوسف سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب بن یحییٰ بجلی نے، ان کو خبر دی سہل بن بکار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مبارک بن فضالہ نے حسن سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا وہ کھجور کی رسی سے بنی ہوئی آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا سرہانہ یا تکیہ تھا۔ جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور حضور ﷺ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دم پہلو پھیرا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پہلو پر رسیوں کے نشان دیکھے اور دیکھ کر رو دیئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا، عمر کس چیز نے آپ کو رولایا؟

حضرت عمر نے کہا میں کیوں نہ دوں کہ قیصر و کسریٰ زندگی گزار رہے ہیں اس طرح جس طرح وہ دنیا میں کھیل رہے ہیں اور آپ اس حال میں ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا: اے عمر! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ انہوں نے کہا جی ہاں، تو آپ نے فرمایا کہ وہ اسی طرح ہیں۔ (مسلم ۱۱۰۵)

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو ابراہیم نے علقمہ سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ چٹائی پر لیٹ گئے تھے۔ لہذا آپ کے جسم پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے۔ میں ان نشانوں کو مٹانے لگا اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں، یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں اجازت نہیں دیں گے کہ ہم آپ کے لئے کوئی چیز بچھانے کا انتظام کر دیں جس پر آپ آرام کریں اور آپ کی حفاظت بھی رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا ہے میرے لئے اور دنیا کے لئے؟ (یعنی مجھے دنیا سے کیا مطلب ہے؟) میری اور دنیا کی مثال تو اس طرح ہے جیسے کوئی مسافر جو کسی درخت تلے سایہ حاصل کرنے کے لئے بیٹھتا ہے پھر وہ اٹھ کر چلا جاتا ہے۔ اور اس درخت کو اور اس کے سائے کو وہیں چھوڑ جاتا ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ، ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی اور ابو بکر بن حسن قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن بحر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس بن یزید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن بہل دباس نے مکہ مکرمہ میں، ان کو محمد بن علی بن زید صانع نے، ان کو احمد بن شیب نے، ان کو ان کے والد نے یونس سے۔ اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبداللہ بن عتبہ سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ مجھ پر تین راتیں گزریں اور میرے پاس اس میں سے کچھ باقی ہو۔ مگر صرف اسی قدر جو میں نے اپنی ضرورت کے لئے رکھا ہو۔

یہ الفاظ ابن وہب کی حدیث کے ہیں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن شیب سے۔

حضور ﷺ کے گھر والوں کے لئے بقدر گزارہ روزی کی دعا کرنا..... (۹) ہمیں خبر دی محمد بن ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن ابن علی بن عفان عامری نے، ان کو ابوسامہ نے اعمش سے، ان کو عمارہ بن قعقاع نے ابو زرہ سے، اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ آل محمد کا رزق صرف بقدر بقاء زندگی کر دے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیخ سے، اس نے ابوسامہ سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ حدیث فضیل بن غزوان سے اس نے عمارہ سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی زائدہ نے منصور بن معتمر سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں، آل محمد ﷺ نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا مسلسل تین راتیں جب سے مدینہ میں آئے ہیں گندم کی روٹی سے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کی وفات ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو الریح نے، ان کو جریر نے منصور سے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں جریر عبد الحمید سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو محمد یوسف نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن سعید بن غالب نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے اس نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل تین دن پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا یہاں تک کہ وہ اپنے راستے پر چلے گئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا اسحاق سے اس نے ابو معاویہ سے۔



(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے، ان کو عبد الرحمن نے، ان کو عابس بن ربیعہ نے اپنے والد سے یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم لوگ پندرہ دن بعد کراع اور جانوروں کی نلی یا پایہ نکالتے تھے اور اس کو کھاتے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ لوگ ایسا کیوں کرتے تھے؟ وہ ہنس پڑیں اور فرمانے لگیں کہ نہیں پیٹ بھر کر کھانا کھایا آل محمد ﷺ نے روٹی سالن سے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے مل گئے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔

تین ماہ تک چولہا نہ جلنا ..... (۱۳) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ اور ابو عبد اللہ حافظ، ابوزکریا بن ابوالحق نے اور ابو سعید بن ابو عمرو سے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے، ان کو انس بن عیاض نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ آل محمد ﷺ ہمارے اوپر تین تین ماہ گذر جاتے تھے مگر ہم لوگ کھانے کے لئے آگ نہیں جلاتے تھے مگر کھجور اور پانی ہوتا تھا بس۔ ہاں مگر یہ بات بھی تھی کہ ہمارے ارد گرد انصار کے گھر تھے ان میں سے ہر گھر والے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے لہذا نبی کریم ﷺ ہم لوگوں کو بھی اس دودھ میں سے پلا دیتے تھے۔

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں، حدیث ہشام بن عروہ سے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ ادیب نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ہد بہ نے، ان کو حدیث بیان کی ہمام نے، ان کو قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس ﷺ کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کا باورچی کھڑا ہوتا۔ انہوں نے فرمایا کھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے روٹی شوربے میں بھیگی ہوئی دیکھی ہو یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ سے مل گئے۔ اور نہ ہی بکری کا بچہ بھونا ہوا ثابت کبھی۔ بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں ہد بہ سے۔

آپ علیہ السلام کا منبر کرسی پر کھانا نہ کھانا ..... (۱۵) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن علی بن محمد بن سخویہ نے، ان کو ابوالمثنیٰ غنبری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے یونس سے، اس نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی خوانچے میں نہیں کھایا نہ ہی پلیٹ میں نہ ہی روٹی شوربے میں ڈوبی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷺ سے کہا پھر آپ کس چیز پر کھاتے تھے؟ فرمایا تو شہ دان یا میز پوش پر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن ابواسود سے، معاذ بن ہشام سے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے ابو اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد الرحمن بن یزید سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں اسود سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اکٹھے دودن بھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے۔ اس کو مسلم نے نقل کیا صحیح میں حدیث شعبہ سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو بکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نعمان بن بشیر سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عمر بن خطاب ﷺ سے وہ خطبہ دے رہے تھے انہوں نے اس کا ذکر کیا جو لوگوں پر کھول دیا گیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا سارا سارا دن بھوک سے اپنے پیٹ کو لپیٹتے تھے۔ بھوک سے اس قدر ردی کھجور بھی نہیں پاتے تھے جس کے ساتھ پیٹ بھر لیتے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے۔



گھر والوں کے کھانے کے لئے زرہ رہن رکھوانا ..... (۱۸) ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن ابی عبد اللہ نے قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ وہ چلتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور دنبے کی چکلی کی چربی جو قدرے متغیر ہو چکی تھی، لے کر پہنچے۔ جبکہ انہوں نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی اور اس کے بدلے میں اپنے گھر والوں کے لئے جو لئے تھے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن سنا آپ کہہ رہے تھے نہیں شام کی آل محمد کے پاس کھجوروں کے ایک صاع نے اور نہ ہی گندم کے دانوں کے ایک صاع نے۔ اس کو بخاری نے نقل کیا حدیث ہشام سے اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔ فرمایا کہ وہ لوگ اس وقت نو گھر تھے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو حامد بن بلال نے، ان کو احمد بن منصور مروزی نے، ان کو نصر بن شمیل نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا اس میں کھجور کی کھال بھری ہوئی تھی۔ بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد بن ابورجاء سے، اس نے نصر سے۔ مسلم نے اس کو نقل کیا کئی دیگر وجوہ سے ہشام سے۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابو علی روز باری نے فوائد میں اور ابو عبد اللہ حسین بن عمر بن برہان اور ابو الحسن بن فضل قطان اور ابو محمد سکری نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو عباد بن عباد، مہلسی نے مجاہد بن سعید سے، ابن نے شعیب سے، اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا جو کہ دھاری دار کبیل تھا، لپیٹا ہوا تھا، وہ واپس چلی گئی اور اس نے میرے پاس ایک بستر بھیج دیا جس کے اندر اون بھری ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! فلاں انصار یہ عورت میرے پاس آئی تھی اس نے آپ کا بچھونا دیکھا پھر وہ واپس چلی گئی اس نے میرے پاس یہ بھیج دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کو واپس کر دیجئے۔ انہوں نے کہا میں کیوں یہ واپس کر دوں مجھے اچھا لگتا ہے کہ یہ میرے گھر میں ہو۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہ بات کہی۔ فرمایا کہ اس کو واپس بھیج دو۔ اے عائشہ اللہ کی قسم اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلا کر دکھا دے۔

صدقہ کے در اہم کی وجہ سے نیند نہ کرنا ..... (۲۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو ابن عفان نے یعنی حسن بن علی نے، ان کو حسین جعفی نے، ان کو زائدہ نے، ان کو عبد الملک بن عمیر نے، ان کو ربیع بن حراش نے ام سلمہ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اُداس اور پریشان چہرے والے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے خیال کیا آپ کو کوئی تکلیف ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہوا میں آپ کو پریشان چہرے والا دیکھ رہی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان سات دیناروں کی وجہ سے ہے جو کل شام کو ہمارے پاس پہنچے تھے ہم جنہیں خرچ نہ کر سکے ان کو قالین وغیرہ کے روئیں میں کر دو۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن محمد خزاعی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ابو یحییٰ بن ابو مسرہ نے، ان کو عبد اللہ بن ابوالحکم مصری نے، ان کو بکر بن مضر نے، ان کو موسیٰ بن جبیر نے، ان کو ابو امامہ بہل بن حنیف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عروہ بن زبیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے آپ کی بیماری کے اندر (تو) اور میرے پاس اس وقت چھ دینار تھے۔ موسیٰ نے کہا کہ یا سات تھے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی نے مجھے حکم دیا کہ ان کو تقسیم کر دو مجھے آپ کی بیماری نے مشغول کر دیا (اور میں بھول گئی) یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو صحت عطا کر دی۔ کہتی ہیں کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ان دیناروں کے بارے میں پوچھا کہ ان کا آپ نے کیا کیا تھا؟ کیا آپ نے وہ چھ سات دینار تقسیم کر دیئے تھے؟ کہتی ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم نہیں کئے آپ کی بیماری نے مجھے مصروف رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ منگوائے اور ان کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر کہا کیا گمان کرتا ہے اللہ کا نبی اگر اللہ کو مل جاتا اور یہ اس کے پاس ہوتے؟

(۲۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو یوسف یعقوب بن احمد بن محمد بن یعقوب بن ازہر خسرو گردی نے ان کو حدیث بیان کی قتیبہ نے، ان کو جعفر بن سلیمان ضبعی نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک سے کہ نبی کریم ﷺ کوئی شے گل کے لئے جمع کر کے نہیں رکھتے تھے۔

(۲۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو داؤد بن عبد الرحمن نے منصور سے یعنی ابن عبد الرحمن جحجی سے، اس نے اپنی ماں سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ہوئی جب لوگ دو اسود و اہم چیزوں سے پیٹ بھر چکے تھے کھجور اور سادہ پانی سے۔  
مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔

کھجوریں جمع کرنے پر افسوس کا اظہار ..... (۲۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو محمد جعفر بن نصیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبد اللہ بصری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بکار بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن عون نے ابن سیرین سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اے بلال؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کھجوریں ہیں جو میں جمع کرتا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر اے بلال! کیا تو اس بات سے نہیں ڈرا کہ اس کی وجہ سے تجھے جہنم میں پتھر پڑے؟ ان کو خرچ کر دیجئے اے بلال! اور عرش والے سے کم کر دینے سے مت ڈر۔

## باب ۳۲

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچے نفقے کی حدیث اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ کے فکر و غم کی کفایت فرمائی تھی اور آپ ﷺ کی فقراء اور مسافروں کے بارے میں سعی

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو خبر دی ابو سعید بن اعرابی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد سجستانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابو ثوبہ ربيع بن نافع نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو حاتم محمد بن ادريس رازی نے ان کو ابو ثوبہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاویہ بن سلام نے یزید بن سلام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبد اللہ ہوزنی نے یعنی ابو عامر ہوزنی نے۔

وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ سے ملاحب کے شہر میں۔ میں نے کہا اے بلال! مجھے آپ حدیث بیان کریں کہ رسول اللہ ﷺ کا نفقہ خرچہ کیسے چلتا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ کوئی چیز نہیں تھی ان کے لئے اس میں سے، مگر میں وہ ہوں جو میں قسم کھاتا ہوں اس بات کی ان سے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا تا وفات تک آپ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ جب ان کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپ کپڑے کے بغیر دیکھتے تو مجھے حکم دیتے میں چلا جاتا۔ کسی سے قرض حاصل کرتا اور کوئی چادر خریدتا اور کوئی چیز خریدتا اور اس شخص کو کپڑے پہناتا اور کھانا کھلاتا۔

ایک دن مشرکین میں سے ایک شخص مجھے ملا وہ کہنے لگا اے بلال! میرے پاس مال فراخی ہے تم کسی اور سے قرض نہ مانگا کرو بس مجھ سے مانگ لیا کرو۔ میں نے بات مان لی۔ چنانچہ ایک دن میں نے وضو کیا اور اذان پڑھنے کے لئے جو نہی اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کے



گروہ کے ساتھ ہے۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگا اے حبشی! میں نے کہا حاضر ہوں، کیا بات ہے؟ وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے مجھے گندی گندی گالیاں دیں اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے وعدے اور مہینے میں کتنا وقت باقی ہے۔ میں نے کہا قریب ہے۔ اس نے کہا کہ چار راتیں باقی ہیں جو تیرے ذمہ میرا قرضہ ہے میں تم سے وصول کر لوں گا۔ میں نے جو کچھ تمہیں دیا تھا وہ میں نے تیری عزت کو دیکھ کر یا تیرے ساتھی (محمد ﷺ) کی عزت کی وجہ سے نہیں دیا تھا بلکہ اس لئے دیا تھا تا کہ تو غلام بن کر میری بات مانا کرے، میں تجھے واپس بکریاں چرانے پر لگاؤں گا جیسے تو اس سے قبل تھا۔ وہ جتنا میری توہین کر سکتا تھا اس نے کر ڈالی۔

میں لوٹ کر گیا میں نے نماز کے لئے اذان پڑھی۔ حتیٰ کہ جب ہم نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو حضور ﷺ اپنے گھر لوٹ گئے۔ میں نے جا کر ملنے کی اجازت چاہی مجھے اجازت مل گئی تو میں نے جا کر کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں وہ مشرک میں نے جس کا ذکر کیا تھا میں نے اس سے قرض لیا تھا اس نے آج مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ آپ ﷺ کے پاس بھی انتظام نہیں ہے جس سے آپ میری طرف سے ادائیگی کر دیں اور میرے پاس بھی نہیں ہے اور وہ مجھے ذلیل کر رہا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں ان محلوں میں جاؤں جو مسلمان ہو گئے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو رزق دے جس سے رسول اللہ ﷺ وہ ادا کریں جو مجھ پر ہے۔ میں وہاں سے نکلا اور اپنی منزل پر آ گیا۔ میں نے اپنی تلوار اور اپنا تھیلا اور اپنا نیزہ اور اپنی جوتی اپنے سر کے پاس رکھ لی اور آسمان کے کنارے کی طرف منہ کر کے لیٹ گیا۔ میری جیسے ہی آنکھ لگتی فوراً میں بیدار ہو جاتا جب میں دیکھتا کہ ابھی رات ہے میں پھر سو جاتا۔ حتیٰ کہ صبح اول کا پھوٹا میں نے جانے کا ارادہ کر لیا۔

اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آ رہا ہے اس نے آواز دی اے بلال! رسول اللہ ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں، پہنچو۔ میں چل پڑا اور حضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چار اونٹ سامان کے لدے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے اجازت مانگی حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تیرے پاس تیری ادائیگی لے آیا ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو چار بیٹھے ہوئے اونٹوں کے پاس سے نہیں گذرا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے دیکھے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ سامان سمیت تیرے ہیں۔ ان پر کپڑے تھے اور کھانا اور فرمقدار میں سامان تھا جو فدک کے سربراہ نے حضور ﷺ کے لئے ہدیہ کیا تھا ان کو اپنے قبضے میں لے لے پھر اس سے قرض ادا کر۔

کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا میں نے ان کا پوچھا اور ان کو رسیوں سے باندھا پھر میں نے صبح کی اذان دی۔ جب حضور ﷺ نے نماز پڑھا دی تو میں بقیع کی طرف نکل گیا میں نے اپنی انگلی کان میں دبائی اور میں نے اعلان کر دیا۔ میں نے کہا جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے قرض وصول کرنا ہو وہ جلدی آجائے میں وہ سامان فروخت کرتا رہا اور ادھر قرض ادا کرتا رہا اور ادھر بیچا ادھر قرض ادا کر دیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پر کوئی قرض نہ رہا زمین پر۔ یہاں تک کہ میرے پاس دو اوقیے یا ڈیڑھ اوقیہ سامان بچ گیا۔ اس کے بعد میں شہر میں گیا دن کا کافی حصہ گذر چکا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اکیلے بیٹھے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ نے مجھ سے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ اور تیرے پاس کیا آیا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ نے پورا قرضہ ادا کر دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ پر تھا۔ قرض اب باقی نہیں رہا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کوئی شے باقی بچی ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا جی ہاں، دو دینار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھئے ان دونوں سے بھی مجھے چھکارا دے دیجئے میں اپنے گھر والوں میں سے کسی کے پاس نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ آپ مجھے آرام دے دیجئے۔

کہتے ہیں اس دن مسجد میں ہمارے پاس کوئی (سائل) نہیں آیا۔ لہذا حضور ﷺ نے مسجد میں رات گزار دی اور دوسرا دن بھی مسجد میں گزار دیا یہاں تک کہ دن کا آخر آ گیا اس وقت دو سوار آ گئے میں ان دونوں کو لے گیا۔ میں نے ان کو کپڑے پہنائے اور ان کو کھانے کا سامان دیا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ عشاء پڑھ چکے تو مجھے بلایا اور فرمایا، کیا ہوا جو تیرے پاس تھا؟ میں نے کہا اللہ نے آپ کو آرام دے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر اور الحمد للہ کہا اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں آپ کو موت پالیتی اور آپ کے پاس یہ چیز موجود ہوتی۔ پھر میں حضور ﷺ کے پیچھے گیا یہاں تک کہ جب آپ اپنی بیبیوں کے پاس گئے تو ایک ایک عورت کو خود سلام کیا یہاں تک کہ آپ اپنے بستر پر آئے۔ یہی ہے وہ بات جس کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا تھا۔ (قال ابن کثیر فی البدایہ والنہایہ ۶/۵۵)



## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل صفہ کے فقراء اور مساکین کے ساتھ بیٹھنا

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اہل صفہ کے فقراء اور مساکین کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔ اور آپ کو اس بات سے منع کیا تھا کہ آپ ان کو اپنے پاس سے نہ ہٹایا کریں اور ڈانٹ کر نہ بھگایا کریں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ - (سورة كهف : آیت ۲۸)

آپ اپنے آپ کو دیگر لوگوں کے ساتھ روک کر رکھیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح بھی تو شام بھی۔ وہ اس سے صرف اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ - (سورة انعام : آیت ۵۲)

جو لوگ صبح و شام اللہ کی رضا کے لئے اپنے رب کو پکارتے ہیں، آپ ان کو اپنے پاس سے بھگائیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو ابو الحسن خلف بن محمد واسطی نے کر دوس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے جعفر بن سلیمان ضبعی نے، ان کو معلى یعنی ابن زیاد نے، ان کو علاء بن بشیر مازنی نے، ان کو ابو الصدیق ناجی نے، ان کو ابو سعید خدری نے۔ وہ کہتے ہیں میں مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور بعض ان کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہے تھے کپڑے نہ ہونے (ننگے ہونے) کی وجہ سے۔ اور ہمارے ایک قاری تھے جو ہمارے سامنے قرآن پڑھتے تھے۔ ہم لوگ ان سے کتاب اللہ سنتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

الحمد لله الذي جعل من امتي من امرت ان اصبر معهم نفسي

اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی بنائے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کے لئے مجھے حکم دیا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے وسط میں بیٹھ گئے تاکہ اپنے نفس کو ہمارے اندر ہمارے برابر دکھائیں۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔ اس کے بعد وہ حلقہ اپنی جگہ سے سرک گیا۔ اور ان کے چہرے سامنے ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرے سوال میں سے کسی کو نہیں پہچانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ درویش فقراء مہاجرین کی جماعتو! قیامت کے دن مکمل نور اور روشنی کے ساتھ۔ تم لوگ جنت میں اغنیاء سے آدھا دن پہلے داخل ہو گے اور یہ نصف یوم پانچ سو سال کا ہوگا۔ (ترمذی۔ کتاب الزہد حدیث ۲۳۵۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن احمد مجبوی نے، ان کو محمد بن لیث نے، ان کو محمد بن مقاتل نے، ان کو حکم بن زید نے، ان کو سُدّی نے، ان کو ابو سعید ازدی نے، ان کو ابو الکنود نے، ان کو خباب بن ارت نے۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی :

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

آپ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ ضعفاء تھے نبی کریم ﷺ کے پاس صبح و شام بیٹھتے تھے۔ حضور ﷺ ہمیں قرآن کی اور خیر کی تعلیم دیتے تھے۔ اور ہمیں جنت و جہنم کے ساتھ ڈراتے تھے۔ اور اس چیز کے ساتھ اللہ جس کے ساتھ ہمیں نفع دے گا، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں۔ چنانچہ حضرت اقرع بن حابس تمیمی آئے اور عیینہ بن حصن فزاری۔ انہوں نے کہا بے شک ہم لوگ اپنی قوم کے اشراف میں سے ہیں۔ اور ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا دیکھیں جب وہ ہمارے ساتھ بیٹھا کریں تو آپ ان کو بھگا دیا کریں۔

لہذا یہ آیت نازل ہوئی :

وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ - (ابن ماجہ ۳۷ - کتاب الزہد)

ہم اسی طرح ان کے بعض کو بعض کے ساتھ آزماتے ہیں (مراد ہے کہ ہم ان کو آزماتے ہیں)۔

فقراء صحابہ کی فضیلت ..... (۵) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن ہلالی نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی اسرائیل نے مقدام بن شریح سے۔ اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن ابوقاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم لوگ چھ افراد تھے۔ مشرکین نے کہا ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دیجئے، یہ لوگ ہمارے اوپر جبرأت کیا کریں۔ کہتے ہیں کہ میں اور عبد اللہ بن مسعود اور ایک آدمی بنی ہذیل کا اور دو آدمی جن کا میں نام بھول چکا ہوں، حضور ﷺ کے دل میں بھی بات آگئی جو اللہ نے چاہا اور آپ نے اپنے دل سے بات کر لی۔

پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ الْآيَةَ - وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ

مَنْ اللَّهُ بَعْلِيهِمْ مِنْ؟ بَيْنَنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ - (سورة الانعام : آیت ۳۵)

مت بھگائیے ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں آیت۔ اسی طرح ہم آزماتے ہیں ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ تاکہ کہیں کہ کیا یہی ہے جس پر اللہ نے انعام کیا ہے ہمارے بچ میں سے۔ کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو خوب نہیں جانتا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ (حدیث ۱۸۷۹ - ابن ماجہ کتاب الزہد)

باب ۳۴

## رسول اللہ ﷺ کا اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے میں

انتہائی زیادہ کوشش صرف کرنا اور آپ کا اپنے رب سے ڈرنا

(برسبیل اختصار)

(۱) ہمیں خبر دی ابو نصر محمد بن احمد بن اسماعیل بزاز نے طاہران میں، ان کو عبد اللہ بن احمد بن منصور طوسی نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن یوسف بن یعقوب نجاشی نے مکہ مکرمہ میں۔ ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو زیاد بن علاقہ نے مغیرہ بن شعبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے راتوں کو عبادت کے لئے قیام کیا، حتیٰ کہ آپ کے دونوں پیرسوج گئے، تو کہا گیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے ذنوب (گناہ) معاف نہیں کر دیئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا حدیث عیینہ سے۔ (بخاری کتاب التہجد ۱۹ - فتح الباری ۱۳/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلیٰ روزبازی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو حدیث بیان کی جریر نے منصور سے، ان کو ابراہیم نے علقمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل کیسا تھا؟ کیا کوئی عمل کچھ ایام کے ساتھ مخصوص کرتے تھے؟ سیدہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ کا عمل دائمی ہوتا تھا۔ تم میں سے کون ایسا ہے جو اس قدر استطاعت رکھتا ہے جس قدر حضور ﷺ استطاعت رکھتے تھے؟

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر اور اسحاق سے، اس نے جریر سے۔ اور اس کو بخاری نے روایت کیا ہے دوسرے طریق سے منصور سے۔

مسلسل روزے رکھنا ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے، ان کو ہمام نے، وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ ہے جس کی مجھے حدیث بیان کی ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچاؤ تم لوگ اپنے عمل کو صوم وصال سے (مسلسل روزے رکھنا)۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں (یعنی بلا فاصلہ کئی کئی دن) روزے رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا، تم اس چیز میں ہمارے مثل نہیں ہو۔ بے شک میں ہدات گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔ عمل کرنے کے لئے اس قدر خود کو مکلف بنایا کرو جس کی تمہیں طاقت ہو کرے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس سے عبدالرزاق اس نے مسلم سے اس سے اس کو روایت کیا ہے کئی دیگر وجوہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ہم نے اس کا معنی نقل کیا ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو حامد بن بلال اور ابو بکر قطان نے، ان کو احمد بن منصور مروزی نے، ان کو نصر بن شمیل نے، ان کو خبر دی محمد بن عمرو بن علقمہ نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں ہر روز سو مرتبہ۔

رسول اللہ ﷺ کی گریہ وزاری ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی میمون نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فریابی نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے عبیدہ سے، اس نے عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے سامنے آپ قرآن پڑھئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے سامنے پڑھوں حالانکہ آپ کے اوپر قرآن اتر ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے سورت نساء پڑھی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا:

فَكَفَّ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا - (سورة نساء : آیت ۴۱)

اس وقت کیا حالی ہوگا جس وقت ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا: بس بس! میں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بہ رہے تھے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں فریابی سے۔

رسول اللہ کا خوفِ خدا ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو خبر دی علی بن حسین ہلالی نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن عثمان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے مطرف سے یعنی ابن عبد اللہ بن شخیر سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کے اندر سے ایسے آواز آرہی تھی جیسے ہڈیاں اُبلنے کی ہوتی ہے۔



(۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو حسن بن مکرم نے بزاز سے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بن مطرف نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا، وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ان کے سینے میں سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے ہڈیوں کے جوش مارنے کی آتی ہے رونے کی وجہ سے۔

(۸) ہمیں خبر دی حسین بن بشران نے، ان کو ابو محمد علی بن احمد نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر حصیری نے اور ابو جعفر بن حیان تمار نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی کریب نے، ان کو معاویہ بن ہشام نے، ان کو شیبان نے ابو اسحاق سے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر ؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بوڑھے ہونا شروع ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اور سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، عم یتسالون اور اذا الشمس کورت نے۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی امام الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے، ان کو جعفر بن محمد بن مطر عدل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن احمد بن بسطام نے زعفرانی سے، ان کو محمد بن علاء ہمدانی نے، ان کو معاویہ بن ہشام نے، ان کو شیبان نے فراس سے، اس نے عطیہ سے۔ اس نے ابوسعید سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے کہا، یا رسول اللہ! بڑھاپے نے آپ کی طرف جلدی کر لی ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا، مجھے سورہ ہود اور اس کی مشابہ سورتوں واقعہ، عم یتسالون، اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی کتاب التفسیر ۳۹۷)

## باب ۳۵

### وہ احادیث جن کے ساتھ اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے

کہ حضور ؐ اپنے ہاتھ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ جزاء اور بدلہ دینے والے تھے۔ اور بھوک پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ اس کے باوجود کہ اللہ نے ان کا برکت کے ساتھ اکرام فرمایا تھا۔ جن چیزوں میں برکت کے لئے دعا کر دیتے کھانا وغیرہ کی چیزوں میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو ہریرہ فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو حامد بن بلال نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ربیع مکی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے زہری سے اس نے محمد بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا، اگر مطعم زندہ ہوتا اور وہ ان لوگوں کے بارے میں ان کو چھوڑ دیتا یعنی بدر کے قیدیوں کو۔ سفیان نے کہا اس کا نبی کریم ؐ پر کوئی احسان باقی تھا اور آپ ؐ ہاتھ سے لوگوں سے زیادہ جزاء دینے والے تھے۔

بھوک کی شدت میں ابو الہشیم کا مہمان بننا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو عبد الرحمن بن خلف نے، ان کو قعنبی نے ان کو عبد العزیز بن ابو حازم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید نے، ان کو ابو یحییٰ بن ابوسرہ نے، ان کو ابراہیم بن محمد شافعی نے، ان کو عبد العزیز بن ابو حازم نے، ان کو ان کے والد نے کہ ایک آدمی نے ان کو خبر دی ابو الہشیم بن تیہان سے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ باہر نکلے اور حضرت عمر ؓ کی طرف چلے گئے۔ وہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ وہ ان کی طرف چلے گئے اور کھڑے ہو کر سلام کیا۔ حضرت عمر ؓ نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابو بکر ؓ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کونسی چیز باہر لے آئی؟ حضرت عمر ؓ نے کہا، بلکہ آپ بتائیں؟ آپ اس وقت باہر کیسے آئے؟ ابو بکر صدیق ؓ نے جواب دیا کہ پہلے سوال میں نے کیا ہے، لہذا آپ پہلے میرا جواب دیں۔ حضرت عمر ؓ نے بتایا مجھے بھوک اس وقت باہر نکال کر لے آئی ہے۔ حضرت ابو بکر ؓ نے کہا مجھے بھی وہی چیز لے آئی ہے جو آپ کو لے آئی ہے۔ لہذا دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

اتنے میں حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ دونوں اٹھ کر ان کے پاس چلے گئے اور جا کر ان کو سلام پیش کیا۔ حضور نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ اس وقت تم دونوں کو کونسی چیز باہر لے آئی؟ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ہر ایک دونوں میں سے یہ چاہتا تھا کہ میں نہ بتاؤں، بلکہ اس کا ساتھی بتادے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ مجھ سے پہلے نکلے تھے میں ان کے بعد نکلا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کس لئے باہر آ گئے ہو انہوں نے کہا آپ بتائیں۔ میں نے کہا کہ میں نے تم سے پہلے پوچھا ہے۔ تو اس نے بتایا کہ بھوک لے آئی ہے۔ میں نے اس کو بتایا کہ جو چیز تمہیں لے آئی ہے وہی مجھے بھی لے آئی ہے۔ اتنے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بھی وہی چیز لے آئی ہے جو آپ دونوں کو لے آئی ہے۔

حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں جانتے ہو تم آج کس کے مہمان بن جائیں؟ دونوں نے کہا جی ہاں۔ وہ ابو الہیثم بن تہیان ہے۔ اس کے پاس تازہ کھجوریں ہیں۔ اگر ہم اس کے پاس جاتے ہیں تو ہم اس کے پاس بچی ہوئی خشک کھجوریں بھی پالیں گے۔ لہذا حضور ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی گئے اور باغ میں داخل ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے سلام کیا ام یثم نے حضور ﷺ کا سلام سن لیا۔ اُس نے کہا میرے ماں باپ قربان جائیں، اس نے بالوں سے بنا ہوا ایک ٹاٹ (قالین) ان کے لئے نکالا، یہ لوگ اس پر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ ابو الہیثم کہاں ہے؟ بولی کہ وہ ہمارے لئے بیٹھا پانی لینے گئے ہیں۔

اتنے میں ابو الہیثم پانی کی مشک کندھے پر اٹھائے نمودار ہوئے۔ اس نے جب کھجوروں میں حضور ﷺ کا جلوہ دیکھا تو مشک کو کھجور کے تنے کے ساتھ سہارے سے لگایا اور سیدھے حضور ﷺ کے پاس آ گئے اور بولے میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ ابو الہیثم نے جب ان کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان کو شدید بھوک لگی ہے۔ اس نے ام یثم سے کہا، آپ نے کوئی چیز کھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دی ہے؟ وہ بولی کہ نبی کریم ﷺ ابھی ابھی آ کر بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں کیا ہے کھانے کے لئے؟ وہ بولی جو کے دانے ہیں۔ اس نے کہا جلدی سے ان کو پیس لیجئے اور آٹا گوندھ کر روٹی پکائیے۔ کیونکہ اس وقت وہ لوگ خمیر کرنے کو نہیں جانتے تھے۔

اس نے چھری اٹھائی اور حضور ﷺ نے اس کو واپس جاتے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ دیکھنا دودھ والی کسی چیز کو نہ ذبح کرنا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں بکریوں میں سے کوئی بکری کا بچہ (لے لا۔ پہارو) ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جا کر جانور ذبح کیا (اور تیار کر کے) چڑھا دیا۔ زیادہ دیر نہ لگی تھی کہ وہ فوراً پکا کر حضور ﷺ کے پاس لے آیا۔ حضور ﷺ نے کھایا اور آپ کے دونوں ساتھیوں نے بھی کھایا۔ سب نے پیٹ بھر لیا۔ آج ان کی یہ مثالی دعوت ثابت ہوئی۔

حضور ﷺ اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا سا۔ اتنے میں حضور ﷺ کے پاس یمن سے کئی قیدی آ گئے۔ سیدہ فاطمہ بنت رسول ﷺ آئی اور شکایت کی کہ کام گھر میں زیادہ ہے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کو دکھائے اور حضور ﷺ سے وہ غلام یا نوکر طلب کیا، حضور ﷺ نے منع فرما دیا۔ اور فرمایا کہ یہ ابو الہیثم کو دے دیں۔ میں نے ان کو اس دن دیکھا جب اس نے ہماری ضیافت کی تھی۔ حضور ﷺ نے وہ اس کے پاس بھیج کر ان کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ غلام لے لیں، یہ تیرے باغ میں تیری مدد کرے گا۔ اس کے بارے میں مجھ سے خیر کی وصیت قبول کرنا۔ یعنی اس کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ وہ ابو الہیثم کے پاس ٹھہرا رہا جب تک اللہ نے چاہا۔

کہتے ہیں کہ میں اور میری بیوی ہمارے باغ میں مصروف رہتے ہیں۔ ہم دونوں باغ کی خدمت کے لئے کافی ہیں۔ اب تم چلے جاؤ، اب تمہارے مالک اللہ کے سوا کوئی تمہارا رب اور مالک نہیں۔ چنانچہ وہ غلام شام کی طرف چلا گیا۔ اور وہیں رزق دیا گیا۔

اس کو روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے عمرو بن عثمان سے، اس نے زہیر سے، اس نے ابو اسماعیل سے۔ ابن خزیمہ نے کہا وہ میرے علم میں بشیر بن سلمان ہے۔ اس نے روایت کی ابو حازم سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو محمد دلج بن احمد بن دلج نے، ان کو جعفر بن محمد فریانی نے، ان کو زکریا بن یحییٰ خزائن نے، ان کو ابو علی نے بصرہ میں اپنی دکان میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو خلف عبد اللہ بن عیسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی



یونس بن عبید نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت گھر سے نکلے، انہوں نے ابو بکر کو مسجد میں پایا۔

راوی نے اس حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ زیادہ کرتا ہے اور کم کرتا ہے جو کچھ زیادہ کیا ہے اس میں یہ ہے کہ ابوالہیثم آئے اور ان کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور ان کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور وہ کھجور پر چڑھ گئے اور ان کے لئے کھجور کے خوشے کاٹ کر لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا بہت ہیں اے ابوالہیثم۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! اس میں سے آپ وہ کھجوریں بھی کھائیں جن کا ابھی رس پک گیا ہے، اور وہ بھی جو تازہ کھجور بن چکی ہیں، اور وہ بھی جن کا آدھا حصہ کچا ہے اور آدھا تازہ ہو چکا ہے (گیندوڑے، تازہ پنڈ، دنگ)۔ پھر وہ ان کے پاس پانی لے آیا کھجور پر، انہوں نے پانی پیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں تم نے سوچھا جائے گا۔ اس نے خادم کا قصہ بیان نہیں کیا۔

اس کو روایت کیا ابن خزیمہ نے ہلال بن میسرہ سے، اس نے ابو خلف خزاز سے۔ سوائے ذکر عمر کے اس کی اسناد سے اور اس بات میں مروی ہے شیبان سے، اس نے عبد الملک سے، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے خادم کا قصہ ذکر کیا ہے مگر فاطمہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور ابو عوانہ نے اس روایت کو مرسل کیا ہے عبد الملک سے، اس نے اس میں ابو ہریرہ کا ذکر نہیں کیا اور یہ روایت مروی ہے عبد اللہ العمری سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

کھانے میں برکت کا ذکر ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے، ان کو ہارون بن معروف نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی اسامہ نے کہ یعقوب بن عبد اللہ ابو طلحہ انصاری نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس نے سنان بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں، میں ایک دن رسول اللہ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ ان کے ساتھ باتیں کر رہے تھے، مگر آپ نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ اسامہ کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے پھر کے بارے میں۔

چنانچہ میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیوں باندھا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے۔ لہذا میں ابو طلحہ کے پاس گیا، یہ ام سلیم بنت ملحان کے شوہر تھے۔ میں نے کہا، اے ابا! میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ میں نے ان کے بعض اصحاب سے پوچھا ہے تو انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے باندھا ہے۔ ابو طلحہ میری امی کے پاس گئے اور پوچھا کہ کوئی چیز ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں، میرے پاس روٹی کے ٹکڑے ہیں اور خشک کھجوریں ہیں۔ اگر حضور ﷺ اکیلے تشریف لے آئیں تو ہم ان کا پیٹ بھر دیں گے۔ اور اگر ان کے ساتھ کوئی اور بھی آجائے گا تو ان کو کم پڑ جائے گا۔ ابو طلحہ نے مجھے کہا جاؤ تم اے انس! رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھو جب وہاں سے اٹھیں تو ان کو رہنے دو، یہاں تک کہ ان کے اصحاب سے ان علیحدہ ہو جائیں۔ پھر حضور ﷺ کے پیچھے جاؤ جب آپ اکیلے دروازے کو چوکھٹ پر پہنچ جائیں۔ اس وقت ان سے کہو کہ میرے والد آپ کو بلارہے ہیں۔

میں نے ایسے ہی کیا، جب میں نے یہ کہا کہ میرے والد آپ کو بلارہے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا، ارے میاں سارے آ جاؤ۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس کو خوب مضبوط کر لیا۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف آ گئے، یہاں تک کہ جب سب ہمارے گھر کے قریب آ گئے تو پھر میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں پریشان ہو کر اپنے گھر میں داخل ہوا تھا۔ اس لئے کہ جو لوگ آپ کے ساتھ آ گئے تھے وہ زیادہ تھے۔

میں نے کہا ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ بات کہی تھی جو آپ نے بتائی تھی، مگر انہوں نے تو اپنے اصحاب کو بلایا ہے اور ان کو لے کر وہ آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ! میں نے تو انس کو بھیج کر اکیلے آپ کو بلایا تھا، میرے پاس تو اس قدر نہیں جو ان سب کے پیٹ بھر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اندر چلے عنقریب اسی میں برکت ہو جائے گی جو کچھ تیرے پاس ہے۔



پس رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ جمع کر کے میرے پاس لے آؤ، اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ گلی میں بیٹھ گئے۔ ہمارے پاس جو کچھ تھاروٹی کے ٹکڑے اور کھجور، ہم نے اس کو حضور ﷺ کے پاس پیش کر دیا یعنی لا کر ایک چٹائی کے اوپر رکھ دیا (جو کھجوریں وغیرہ رکھنے کے لئے مخصوص بنی ہوتی تھی)۔

حضور ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ میرے پاس آٹھ آدمی اندر آ جائیں۔ میں نے آٹھ افراد اندر داخل کئے۔ حضور ﷺ نے اپنی ہتھیلی کھانے پر رکھی اور فرمایا کھاؤ مگر بسم اللہ پڑھ لو۔ انہوں نے آپ کی انگلیوں کے بیچ سے کھایا، یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے حکم دیا کہ مزید آٹھ افراد کو اندر لاؤ۔ میں نے مزید افراد اندر بلا لئے اور پہلے والے آٹھ گئے۔ وہ بھی اسی طرح کھا کر شکم سیر ہو گئے۔ پھر تیسری مرتبہ مجھے حکم دیا۔ پھر میں نے آٹھ افراد اندر بلائے۔ یہی سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ حضور ﷺ کے پاس اسی افراد داخل ہوئے تھے۔ سب کے سب نے کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے مجھے اور میری امی کو بلایا اور ابو کو اور فرمایا کہ تم سب کھاؤ، اور ہم شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے کھانے کے اوپر سے ہاتھ اٹھا دیا اور فرمایا، اے ام سلیم آپ نے جو کھانا میرے آگے رکھا تھا اس میں سے کتنا کم ہوا ہے؟ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں نے دیکھا کہ اتنے سارے لوگوں نے کھایا ہے۔ تو میں یہ کہہ سکتی تھی کہ ہمارے طعام میں سے کوئی چیز بھی کم نہیں ہوئی ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابن وہب سے۔ (مسلم ۳۶ کتاب الاشراب)

باب ۳۶

## ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی مثال اور آپ سے قبل انبیاء علیہم السلام کی مثال

اور حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ خاتم النبیین ہیں

(توبات فی الحقیقت ایسی ہی تھی جیسے آپ نے خبر دی تھی)

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن داود علوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن حسن حافظ نے، ان کو محمد بن یحییٰ زہلی نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو مسلم بن حیان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا سعید بن ضیاء سے اس نے سنا جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن عبد اللہ نے ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان حیات نے، اس نے سنا سعید بن میناء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا جابر بن عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے والے انبیاء کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو کوئی گھر بناتا ہے۔ مگر یزید نے یہ الفاظ بیان کئے بَنَسَى ذَارًا، کہ اس نے گھر بنایا اور اس کو خوبصورت بنایا اور اس کو مکمل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس میں داخل ہوئے اور اس سے تعجب کرنے لگے، حیران ہونے لگے اور کہنے لگے کہ اگر اس اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ رہتی (تو بہت ہی اچھا ہوتا)۔ رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا میں اسی اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا ہوں اور میں نے آ کر انبیاء کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن سنان سے، اس نے مسلم بن حیان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو بکر بن ابوشیبہ سے

اور ابو کریب سے، اس نے عفان سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن شاذان نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے اور علی بن حجر نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو عبد اللہ بن دینار نے، ان کو ابوصالح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور محمد ﷺ سے پہلے والے انبیاء کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو ایک عمارت بناتا ہے اور اس کو اچھا بناتا ہے خوب تزئین و آرائش کرتا ہے اس کی۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ کونوں میں سے کسی ایک کونے میں چھوڑ دیتا ہے۔ لوگ آتے ہیں اس میں گھوم کر دیکھتے ہیں اور اس کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں مگر اس جگہ کو دیکھ کر وہ کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ بس میں وہی آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری حدیث ۳۵۳۳۔ مسلم حدیث ۲۳۔ ابن ابی شیبہ ۱۷۹۱)

## باب ۳۷

# حضور ﷺ کی مثال اور آپ ﷺ کی اُمت کی مثال اور انبیاء کی مثال

## اور آپ ﷺ جو ہدایت اور بیان (قرآن مجید) لائے، اس کی مثال

## اور اس کا بیان کہ حضور ﷺ کی آنکھیں نیند کرتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو حامد بن شرقی نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیم بن حیوان نے، ان کو حدیث بیان کی سعید بن میناء نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور تم لوگوں کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلانی پھر یہ پتنگے اور ٹڈیاں اس آگ میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس آگ سے ہٹانے اور بچانے لگا۔ میں تم لوگوں کی کبر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹا رہا ہوں اور تم لوگ میرے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ رہے ہو۔

اس کو مسلم نے صحیح میں نقل کیا ہے۔ دوسرے طریق سے سلیم سے اور ہم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے والے کی فضیلت ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن یعقوب بن یوسف نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو کریب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسامہ نے برید سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابو موسیٰ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے، اس بارش کی سی ہے جو زمین پر پڑتی ہے۔ ان میں سے ایک قسم پاکیزہ ہوتی ہے جو پانی کو قبول کرتی ہے پھر وہ گھانس اور سبزہ کثیرا گاتی ہے۔ اور دوسری قسم پتھر لی بے آب و گیاہ زمین ہوتی ہے جو پانی کو روک لیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بھی لوگوں کو نفع دیتا ہے اس سے لوگ خود پیتے ہیں اور مویشیوں کو پلاتے ہیں اور اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ اور تیسری قسم ہوتی ہے جس پر بارش پڑتی ہے اور وہ سخت پتھر لی زمین ہوتی ہے نہ تو پانی کو روک سکتی ہے اور نہ ہی گھانس اُگاتی ہے۔

یہی مثال اس شخص کی ہے جو دین میں سمجھ حاصل کرتا ہے اور نفع اٹھاتا ہے اس سے جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے لہذا وہ خود علم حاصل کرتا ہے دوسروں کو بھی تعلیم دیتا ہے۔ اور مثال اس شخص کی جو اس کی طرف سراٹھا کر نہیں دیکھتا اور اللہ کی ہدایت کو بھی قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے حضرت ابو موسیٰ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا میری مثال اور اس کی مثال اللہ نے

جس کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس آدمی جیسی ہے جو ایک قوم کے پاس آئے اور کہے کہ اے قوم میں نے ایک لشکر دیکھا ہے اپنی آنکھوں کے ساتھ اور میں ڈرانے والا ہوں پس نجات پا جاؤ۔ لہذا اس کی قوم کا ایک گروہ اس کی بات مان لیتا ہے اور وہ منہ اندھیرے چل پڑتے ہیں اور اپنی مہلت پر چلتے ہیں لہذا نجات پا جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے صبح کر دیتے ہیں۔ لہذا علی الصبح ان پر لشکر پہنچ جاتا ہے اور ان کو ہلاک کر دیتا ہے اور ان کا استیصال کر دیتا ہے۔ یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری اطاعت کی اور اس کی اتباع کی جو میں حق لے کر آیا ہوں۔ اس کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور اس کی تکذیب کی جو میں حق لے کر آیا ہوں۔

ان دونوں کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے۔ (بخاری کتاب الاعتصام بالنسۃ۔ فتح الباری ۱۱/۳۱۶)

اللہ تعالیٰ کی مہمانی کا ذکر ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو طیب طاہر بن یحییٰ بیہقی نے بیہق میں اپنے ماموں کی اصل کتاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے ماموں فضل بن محمد بیہقی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے ابو سعید بن ابولہلال سے، اس نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے، انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

وَاللّٰهُ يَدْعُو الْيٰٓسٰى دَارَ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مِنْ يَشَاءُ الْيٰٓسٰى صِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا

اللہ تعالیٰ سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مجھے تو حدیث بیان کی جابر بن عبد اللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ایک دن اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے سر ہانے بیٹھے ہیں اور میکائیل علیہ السلام ہمارے پیروں کی طرف۔ ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی سے کہتا ہے اس کی مثال بیان کیجئے۔ اس نے کہا سنئے، تیرے کان سنیں اور دل سمجھے۔ سو اس کے نہیں کہ تیری مثال اور تیری امت کی مثال ایک بادشاہ کے ہے جس نے ایک حویلی بنائی پھر اس میں ایک گھر بنایا پھر اس گھر میں ایک دعوت کے لئے دسترخوان بچھایا۔ پھر ایک قاصد بھیجا جو لوگوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو قاصد کی بات مان کر چلے آتے ہیں اور بعض نہیں آتے۔

(تو سن لو) وہ بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ حویلی اسلام کی ہے اور اس میں گھر وہ جنت ہے اور آپ اے محمد! آپ قاصد ہیں۔ جو تیری بات مان لیتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جو اسلام میں داخل ہو جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جو جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہ اس میں سے کھاتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، ان کو سلیم بن خیابان نے، ان کو سعید بن میناء نے، ان کو جابر بن عبد اللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ کچھ فرشتے اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ سو رہے تھے۔ لہذا ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ بے شک یہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ بے شک آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں دعوت کی اور ایک قاصد کو بھیجا۔ جس نے قاصد کی بات مان لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دعوت کھالی۔ اور جس نے قاصد کی بات نہ مانی نہ گھر میں داخل ہوا نہ ہی دعوت کھالی۔ پھر وہ کہنے لگے اس کے لئے اس کی تعبیر بیان کرو تا کہ وہ اس کو سمجھ لے۔ لہذا ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں اور ان میں سے بعض نے کہا یہ آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا دار جنت ہے اور داعی محمد ﷺ ہیں۔ جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن عبادہ سے اس نے یزید بن ہارون سے۔



نیند میں دل کا بیدار رہنا ..... (۵) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو حدیث بیان کی قعنبی نے اس میں جو اس نے مالک کے سامنے پڑھی سعید بن ابوسعید مقبری سے، اس نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک آنکھیں نیند کرتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا قعنبی سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے مالک سے۔ (اخرجه ابوداؤد، والترمذی)

## باب ۳۸

## رسول اللہ ﷺ کی صفت توراہ اور انجیل میں اور زبور میں اور تمام کتب سماویہ میں اور آپ ﷺ کی امت کی صفت

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اس آیت میں جہاں اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہی کلام کیا تھا۔

(۱) وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ -  
الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَا مَرْهَمَ بِالْمَعْرُوفِ  
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْإِغْلَالَاتِ  
الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَاَلَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ -  
(سورة الاعراف : آیت ۱۵۶)

میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے میں اس کو فوراً لکھ دیتا ہوں ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہماری آیات کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ وہی لوگ رسول کی اتباع کرتے ہیں۔ جو نبی امی ہے وہ لوگ اسے اپنے توراہ و انجیل میں اس کو لکھا ہوا پاتے ہیں (وہ نبی امی رسول عربی) ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو جلال کرتا ہے اور خبیث اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے۔ اور ان سے ان کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور طوق جو ان پر تھے۔ وہ لوگ ہیں جو اس نبی کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اس کی تائید کی ہے اور اس کی مدد کی ہے۔ اور اس نور کی اتباع کی ہے جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے (قرآن)۔ وہی لوگ کامیاب ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۲) وَاذْ قَالِ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا

بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ - (سورة الصف : آیت ۶)

(یاد کرو اس وقت کو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا تھا اے بنی اسرائیل! بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ سچا بتانے والا اس کتاب کو جو ہمارے سامنے ہے توراہ کو۔ اور میں خوشخبری دینے والا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔

آپ علیہ السلام کی صفات توراہ میں ..... (۱) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوہبل احمد بن محمد بن زیاد قطان، ان کو قاسم بن نصر بزاز دوست نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سرج بن نعمان نے۔ وہ

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فلیح نے ان کو ہلال بن علی نے عطاء بن یسار سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ملا ہوں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے۔ میں نے ان سے کہا مجھے خبر دیجئے رسول اللہ ﷺ کی صفت کے بارے میں توراہ کے اندر؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اللہ کی قسم ان کی تو صفت توراہ میں بیان ہوئی ہے۔ بعض وہ صفت جو قرآن میں ہے۔ (مثلاً)۔

”اے نبی، ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ اور ان پڑھوں کی حفاظت کرنے والا۔ آپ میرے بندے ہیں، میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام اللہ پر بھروسہ کرنے والا رکھا ہے۔ نہ گالیاں دینے والا، نہ سخت مزاج نہ بازاروں میں شور کرنے والا جو برائی کو برائی کے ساتھ نہیں دور کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔ میں اس کو ہرگز وفات نہیں دوں گا یہاں تک کہ اس کے ذریعے سے میں کج شدہ ملت کو ٹیڑھے ہو جانے والے مذہب کو سیدھا کر دوں گا۔ بایں طریقے پر کہ لوگ کہیں گے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اللہ کے سوا معبود مشکل کشا حاجت روا کوئی نہیں ہے۔ اور اس کے ذریعے میں اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا (یعنی نور بصیرت عطا کروں گا) اور بہرے کانوں کو کھول دوں گا (یعنی حق سننے کی استطاعت عطا کروں گا)۔ اور پردوں میں پڑے دلوں کو کھول دوں گا“ (یعنی حق کی فہم عطا کروں گا)۔

عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں کعب الاحبار سے ملا۔ میں نے اس سے پوچھا (انہوں نے بالکل یہی الفاظ بیان کئے) دونوں ایک حرف بھی مختلف بیان نہیں کیا۔ ہاں صرف کعب نے یوں الفاظ کہے تھے : کہ

أَعْيُنًا عَمُومِيًّا وَأَذَانًا صُمُومِيًّا - وَقَلُوبًا غَلُوفِيًّا -

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن سنان سے، اس نے فلیح بن سلیمان سے (مگر یہ فقرہ کہ عطاء بن یسار نے کہا کہ پھر میں کعب الاحبار سے ملا۔ یہ بخاری میں نہیں ہے)۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبد اللہ بن رجاء نے، ان کو عبد العزیز نے ہلال بن ابو ہلال سے۔ اس نے عطاء بن یسار سے، اس نے عبد اللہ بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے :

يَأْتِيهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا - (سورة الاحزاب : آیت ۴۵)

یہ توراہ میں بھی ہے۔ اس پر یوں ہے :

يَأْتِيهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأَمِينِينَ ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي ، سَمَّيْتُكَ : الْمُتَوَكَّلُ ، لَسْتُ بِفِظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سِنْحَابٍ بِالْأَسْوَاقِ ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ - وَلَنْ نَقْبُضَهُ حَتَّى نُنْقِئَهُ بِهَ الْمِلَّةِ الْعُوجَاءِ حَتَّى يَقُولُوا : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، فَيَنْفَتِحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمِيًّا ، وَأَذَانًا صُمًّا ، وَقَلُوبًا غُلْفًا -

ترجمہ اوپر روایت ۲ میں ملاحظہ کریں۔

اس کو بخاری نے روایت کی ہے صحیح میں عبد اللہ سے (جو غیر منسوب ہے پتہ نہیں کہ یہ عبد اللہ بن رجاء ہے یا عبد اللہ بن صالح ہے)۔ عبد العزیز بن ابوسلمہ سے، کہا گیا وہ ابن رجاء ہیں۔ کہا گیا کہ ابن صالح ہے۔ زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ وہ ابن رجاء ہے۔ بخاری نے کہا کہ سعید نے ہلال سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن سلام سے۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو لیث نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابو ہلال نے، ان کو ہلال بن اسامہ نے، ان کو عطاء بن یسار نے، ان کو ابن سلام نے۔ وہ فرماتے تھے کہ بے شک ہم رسول اللہ ﷺ کی صفت پاتے ہیں (جو اس طرح ہے)۔

”بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا، اور خوشخبری دینے والا، اور ڈرانے والا، اور ان پڑھوں کی حفاظت کرنے والا۔ آپ میرے بندے ہیں۔ آپ میرے رسول ہیں۔ میں نے ان کا نام توکل کرنے والا رکھا ہے، جو سخت طبیعت اور سخت رو نہیں۔ اور



نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والا ہے۔ اور بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتا۔ بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔ اور غلطی سے درگزر کرتا ہے۔ میں اس کو ہرگز قبض نہیں کروں گا (وفات نہیں دوں گا)۔ یہاں تک کہ وہ کج ملت کو سیدھا کر دے یاں طور پر اس امر کی گواہی دی جانے لگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں۔ ہم اس کے ذریعے (ہدایت سے) اندھی آنکھوں کو کھولیں گے، بہرے کانوں کو اور غلافوں میں بند دلوں کو کھول دیں گے۔“

عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی لیشی نے کہ اس نے سنا کعب الاحبار سے۔ وہ کہتے ہیں مثل اس کی جو کچھ ابن سلام نے کہا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ثابت بن شریحیل نے، ان کو ام درداء نے۔ وہ کہتی ہیں میں نے کعب الاحبار سے کہا تم لوگ کیسے پاتے ہو رسول اللہ ﷺ کی صفت توراۃ میں؟ اس نے بتایا کہ ہم ان کو اس طرح پاتے ہیں :

”محمد رسول اللہ ہیں۔ ان کا نام متوکل ہے، نہ سخت طبیعت نہ بدمزاج۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والے۔ وہ تمام چابیاں دیئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے نابینا آنکھوں کو بینا کر دے۔ اور بہرے کانوں کو شن وائی عطا کر دے۔ اور اس کے ذریعے ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا کر دے۔ یہاں تک کہ گواہی دی جانے لگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ رسول مظلوموں کی مدد کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے“ (یا اس کا دفاع کرتا ہے)۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن عثمان نے، ان کو عبد اللہ یعنی ابن مبارک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم ابو اسحاق نے، ان کو مسیب بن رافع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت کعب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سے کہا، میرا بندہ متوکل ہے۔ مختار ہے (چنیدہ ہے)۔ نہ سخت خو، نہ بدمزاج ہے۔ نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والا ہے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو یونس بن عمرو نے، ان کو عیزار بن حریث نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ سخت مزاج ہے نہ بدمزاج ہے۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والا ہے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو فیض بجلی نے، ان کو سلام بن مسکین نے مقاتل بن حیان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے عیسیٰ بن مریم کی طرف وحی کی تھی کہ میرے معاملہ میں سنجیدہ رہو۔ مذاق نہ سمجھو، حکم کو سُنو اور اس کی اطاعت کرواے پاکدامن کنواری بتول (گناہوں سے معصوم) کے بیٹے۔ میں نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ میں نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے نشانی بنایا۔ پس عبادت صرف میری کرنا۔ اور توکل صرف مجھ پر کرنا۔ اہل سوران کے لئے تفسیر کیجئے سریانی زبان میں ہے جو کچھ آپ کے سامنے ہے ان کو پہنچا دیجئے۔

”کہ بے شک میں اللہ ہوں زندہ جاوید، وہ ہوں جو کبھی نہیں مٹے گا۔ تم لوگ سچا قرار دینا نبی اُمی عرب کو جو صاحب الجمل ہوگا۔ صاحب مدرعہ، صاحب عمامہ ہوگا، یہی اس کا تاج ہوگا صاحب نعلین۔ اور صاحب ہراۃ ہوگا (یہ قصب اور عصا ہوتا ہے گھونگھرا لے سر والا ہوگا)۔ روشن جبین ہوگا۔ جدا جدا بھنوروں والا، بڑی بڑی آنکھوں والا، گھنی پلکوں والا، سیاہ آنکھوں والا، ستواں اونچی ناک والا۔ کشادہ پیشانی داڑھی والا۔ اس کے چہرے پر اس کا پسینہ ایسے ہوگا جیسے موتی۔ کستوری کی خوشبو اس سے مہکے گی۔ اس کی گردن چاندی کے کوزے جیسی ہوگی۔ گویا کہ سونا چلتا ہے اس کی ہنسلوں میں۔ اس کے بال ہوں گے اس کی ہنسلوں سے اس کی ناف تک جاری ہوں گے جیسے کوئی ڈنڈی۔ اس کے سینے پر اور پیٹھ پر اس کے سوا بال نہیں ہوں گے۔ ہتھیلیاں اور قدم گوشت سے بھرے ہوئے ہوں گے۔



جب لوگوں کے ساتھ آئے گا تو ان کو ڈھانپ لے گا۔ جب پیدل چلے گا تو ایسے جیسے چٹان سے قدم اکھڑتے ہیں اور جیسے گہرائی میں اترتے ہیں۔ قلیل نسل والے گویا کہ انہوں نے اپنی پست سے اولاد نرینہ کا ارادہ کیا تھا۔

### موسیٰ علیہ السلام کی اُمتِ محمدیہ کو اپنی اُمت بنانے کی دعا

(۹) ہمیں خبر دی ابو ذر بن ابوالحسین بن ابوقاسم واعظ نے اور ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن اسحاق اسفریانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن احمد بن براء نے، ان کو عبدالمعتم بن ادریس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے ذکر کیا کہ اللہ عزوجل نے جب موسیٰ علیہ السلام کو سرگوشی کرنے کے لئے قریب کیا تو انہوں نے کہا،

اے میرے رب! میں توراہ میں ایک اُمت کا ذکر پاتا ہوں۔ بہترین اُمت ہے جو لوگوں کے لئے بھیجی گئی ہے۔ وہ اچھائیوں کا حکم کرتے ہیں اور بُرائیوں سے روکتے ہیں اور اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اے اللہ! ان لوگوں کو میری اُمت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ تو احمد کی اُمت ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! میں توراہ میں یہ لکھا ہوا پاتا ہوں کہ وہ اُمتوں میں سے آخری اُمت ہوں گے۔ مگر قیامت کے دن وہ سب سے پہلے ہوں گے۔ اے اللہ! انہیں کو میری اُمت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ لوگ محمد ﷺ کی اُمت ہوں گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! میں توراہ میں ایک اُمت کا ذکر پاتا ہوں کہ ان کی انجیلیں ان کے دلوں میں (سینوں میں) ہوں گی۔ وہ ان کو پڑھیں گے۔ اور ان سے قبل لوگ دیکھ کر ہی کتب پڑھتے تھے اور ان کو حفظ نہیں کرتے تھے۔ اے اللہ ان کو میری اُمت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ احمد کی اُمت ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب! میں توراہ میں لکھا ہوا پاتا ہوں کہ وہ ایسی اُمت ہوگی جو پہلی اور آخری کتاب پر ایمان رکھتے ہوں گے اور وہ ضلالت و گمراہی کے سرغنوں سے جہاد کریں گے، یہاں تک کہ وہ کانے کذاب کو بھی قتل کریں گے۔ ان کو میری اُمت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ اُمت احمد ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! میں توراہ میں پاتا ہوں کہ ایک اُمت ایسی ہوگی جو اپنے صدقات کو بھی کھائیں گے اپنے پیٹوں میں، اور ان سے پہلے ایک انسان جب اپنا صدقہ نکالتا تھا، اللہ تعالیٰ اس پر آگ بھیجتا تھا جو اس صدقے کو کھا جاتی تھی۔ اگر وہ صدقہ قبول نہ ہوتا تو آگ اس کے قریب بھی نہ آتی تھی۔ اے اللہ ان کو میری اُمت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ اُمت احمد ہوگی۔

اُمتِ محمدیہ ﷺ کی خصوصیت کا ذکر ..... موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! میں توراہ میں یہ ذکر پاتا ہوں کہ ایک اُمت ہوگی کہ ان ہی میں سے کوئی شخص جب بُرائی کا ارادہ کرے گا تو اس کے خلاف گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر وہ اس کا ارتکاب کرے گا تو پھر ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اور ان سے جب کوئی شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے گا اور ابھی عمل بھی نہ کیا ہوگا مگر اس کی نیکی لکھ دی جائے گی اگر اس پر وہ عمل کر لے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی سات سو گنا تک۔ اے اللہ! ان کو میری اُمت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ تو احمد کی اُمت ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! میں توراہ میں پاتا ہوں کہ ایک اُمت ہوگی کہ وہ اطاعت و شہادت شعار ہوگی اور ان کی دعائیں بھی قبول ہوں گی اور وہ مستجاب الدعوات ہوں گے۔ اے اللہ ان کو میری اُمت بنا دیجئے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ تو احمد کی اُمت ہوگی۔

زبور میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ..... (۱۰) کہتے ہیں کہ اور ذکر کیا وہب بن منبہ نے حضرت داود نبی کے قصے میں۔ اور جو اس کی طرف زبور میں وحی کی گئی تھی۔

”اے داؤد بے شک عنقریب تیرے بعد ایک نبی آئے گا، اس کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ سچا ہوگا، سردار ہوگا۔ میں اس پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ اور وہ مجھے کبھی ناراض نہیں کرے گا۔ تحقیق میں نے اس کو معاف کر دیا ہے اس کی میری نافرمانی کرنے سے پہلے ہی اس کی اگلی کچھلی خطائیں۔ اس کی اُمت مرحومہ ہے (رحم کی ہوئی ہے)۔ میں نے ان کو نوافل میں سے عطا کیا ہے اس کی مثل جو میں نے انبیاء کو دیا ہے۔ اور ان پر فرائض عائد کئے ہیں جو میں نے انبیاء اور رسل پر فرض کئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ قیامت میں میرے پاس آئیں گے۔ ان کا نور انبیاء کے نور کی مثل ہوگا۔ یہ اس وجہ سے ہوگا کہ میں نے ان پر فرض کر دیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت میرے لئے وضو کیا کریں (یا پاک ہوا کریں) جیسے ان سے پہلے انبیاء پر فرض کیا تھا۔ اور میں نے ان کو حکم دیا ہے جنابت اور ناپاکی سے غسل کرنے کا۔ جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اور میں نے ان کو حکم دیا ہے، جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اور میں نے ان کو جہاد کا حکم دیا ہے، جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا۔“

### اُمت محمدیہ ﷺ کی مخصوص فضیلت

”اے داؤد! بے شک میں نے محمد ﷺ کو اور ان کی اُمت کو تمام اُمتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ اور میں نے ان کو چھ صفات ایسی عطا کی ہیں جو میں نے ان کے سوا دیگر اُمتوں کو نہیں دی ہیں۔ میں ان کو خطا اور نسیان پر پکڑ نہیں کروں گا اور ہر اس گناہ پر بھی جس کا بغیر قصد و ارادے کے کریں گے۔ جب وہ مجھ سے استغفار کریں گے۔ اس میں سے وہ ان سے معاف کر دوں گا۔ اور جو چیز وہ اپنی آخرت کے لئے آگے بھیجیں گے دل کی خوشی اور رضاء سے میں اس کو ان کے لئے کئی کئی گنا کر کے بڑھا دوں گا۔ اور ان کے لئے میرے پاس محفوظ نیکیوں میں کئی کئی گنا ثواب ہے اور اس سے بھی افضل۔ اور میں ان کو مصائب پر اور آزمائشوں پر اجر دوں گا۔ جب وہ ان پر صبر کریں گے۔ اور یہ کہیں گے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون (وہ اجر)۔ صلاۃ رحمت اور ہدایت ہوگا جنت نعیم تک۔ اگر وہ مجھ سے دعا مانگیں گے، میں ان کی دعا قبول کروں گا۔ یا اگر وہ اس کو جلدی یعنی دنیا میں مانگ لیں گے یا اس کے بدلے میں ان پر سے عذاب پھیر دوں گا۔ یا اس کو میں ان کے لئے آخرت میں رہنے کے لئے جمع کر دوں گا۔“

”اے داؤد! جو شخص مجھے ملے گا اُمت محمد ﷺ میں سے اور وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ میرے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے، میں اکیلا ہوں، پھر کوئی شریک نہیں ہے۔ اس قول میں وہ سچا ہوگا، وہ میرے ساتھ ہوگا میری جنت میں اور میرے اکرم میں۔ اور جو شخص مجھے ملے گا اس حال میں کہ وہ محمد ﷺ کی تکذیب کرتا ہوگا اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی تکذیب کرے گا اور میری کتاب کی تکذیب و استہزاء کرے گا۔ میں اس پر ان کی قبر میں عذاب انڈیل دوں گا اور فرشتے اس کے منہ پر اور اس کی پیٹھ پر ماریں گے قبر میں اس کے کھلنے کے وقت، پھر اس کو جہنم کے نچلے طبقہ میں داخل کر دوں گا۔“

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الولید فقیہ نے، ان کو حسن بن سفیان شیبانی نے، ان کو عقبہ بن مكرم ضحیٰ نے، ان کو ابو قطن عمرو بن یثیم بن قطن بن کعب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمزہ زیات نے سلیمان اعمش سے، اس نے علی بن مدرک سے، اس نے ابو زرہ رازی سے، اس نے ابو ہریرہ سے کہ وَمَا كُنْتُ بِجَانِبِ الطُّورِ اِذْ نَادَيْنَا (کہ اے محمد آپ جانب طور میں اس وقت نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو پکارا)۔ کہتے ہیں کہ پکارنے والی اُمت تمہاری پکار قبول کروں گا اس سے قبل کہ تم پکارو اور میں تمہیں دوں گا اس سے قبل کہ تم مجھ سے مانگو۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب ..... (۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابو خلدہ بن خالد بن دینار نے، ان کو ابو العالیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے فتح کر لیا شہر تستر کو ہم نے ہرمزان کے بیت المال میں ایک چار پائی یا ایک تخت پایا۔ اس پر ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سرہانے اس کا قرآن



(اس کی آسمانی کتاب) رکھا تھا۔ ہم وہ قرآن اٹھالیا، ہم نے اس کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھ کر سنانے کے لئے حضرت کعب الاحبار کو بلایا۔ (اس نے اس کو عربی میں لکھا) کہ میں پہلا آدمی ہوں عرب سے جس نے اس کو پڑھا ہے۔ میں نے اس کو پڑھا ہے جیسے اس قرآن مجید کو پڑھتا ہوں۔ خالد بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا، اس میں کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کی سیرت۔ تمہارے امور و معاملات، تمہارا دین۔ تمہارے کلام کے لہجے اور سر۔ اور وہ جو کچھ بعد میں ہونے والا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ تم لوگوں نے اس آدمی کا کیا کیا تھا؟ کہا کہ ہم نے تیرہ قبریں کھودیں تھیں، جدا جدا متفرق۔ جب رات ہو گئی تو ہم نے اس کو دفن کر دیا۔ اور تمام قبریں برابر کر دیں۔ تاکہ ہم اس کو لوگوں کی نظروں سے مخفی کر دیں۔ وہ اس کی قبر نہ اکھاڑیں۔ میں نے پوچھا، تم اس سے کیا امید کرتے تھے؟ فرمایا کہ جب بارش نہیں ہوتی تھی تو ان لوگوں پر اس کی چار پائی کو لا کر کھلی جگہ پر رکھ دیتے تھے۔ لہذا (ان کے لئے) بارش ہو جایا کرتی تھی۔ (متدرک حاکم ۴۰۸/۲)

میں نے پوچھا کہ تم لوگ اس کو کون شخص گمان کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی تھا۔ جس کو دانیال کہا جاتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کتنی مدت سے اس کو سمجھتے ہو کہ وہ شخص مرا ہوگا؟ فرمایا کہ تین سو سال سے۔ میں نے پوچھا کہ اس کی کیا کوئی چیز متغیر نہیں ہوئی تھی؟ فرمایا کہ نہیں، مگر چند ایک بال اس کی گدی کی طرف سے۔ بے شک انبیاء کا گوشت جو ہوتا ہے اس کو زمین بوسیدہ نہیں کرتی۔ اور نہ ہی درندے کھاتے ہیں۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو سعد بن عبد الحمید بن جعفر انصاری نے، ان کو عبد الرحمن بن ابوالزناد نے، ان کو عبد الرحمن بن حارث بن عبد اللہ بن عیاش بن ربیعہ مخزومی نے، ان کو عمر بن حکم بن رافع بن سنان نے وہ چچا تھے عبد الحمید بن جعفر کے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میری بعض پھوپھیوں نے اور والدین نے۔ کہ ان کے پاس ایک ورقہ تھا جس کو وہ جاہلیت میں نسل در نسل ایک دوسرے کو دیتے آرہے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا۔ اور وہ بدستور ابھی تک ان کے پاس تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آگئے تو ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اس میں لکھا ہوا تھا۔

”اللہ کا نام (اور یہ کہ) اس کا قول حق ہے۔ اور ظالموں کا قول ہلاکت میں ہے۔ یہ ذکر و نصیحت ہے اس ایک اُمت کے لئے جو آخر زمانے میں آئے گی۔ جو اپنے اطراف و کنارے لڑکائیں گے اور تہہ بند اپنی کمروں اور بیچ میں باندھیں گے۔ اور اپنے دشمنوں کی طرف پہنچنے کے لئے دریاؤں اور سمندر میں گھسیں گے ان میں ایک نماز ہوگی جو کہ اگر وہ قوم نوح میں ہوتی تو وہ طوفان کے ساتھ ہلاک نہ کئے جاتے اور اگر وہ قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے عذاب سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ اور اگر وہ قوم ہود میں ہوتی تو وہ ایک چیخ یا کڑک کے ساتھ ہلاک نہ کئے جاتے۔“

بِسْمِ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ : وَقَوْلُ الظَّالِمِينَ فِي تَبَابٍ

گویا کہ وہ نیا قصہ تھا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہو گئے اس مضمون سے جو اس میں تھا اور آپ کو پڑھ کر سنا گیا۔

(حدیث مرسل، ہونکر، قالہ ابو حاتم الرازی، نزل الحدیث ۴۰۱/۲)



## شام ملک میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شبیہ اور تصویر

حضور ﷺ سے پہلے والے انبیاء کی شبیہوں اور تصاویر کے ساتھ پایا جانا

(۱) ہمیں خبر دی شیخ ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اصل کتاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبدالرحمن بن ابوشریح ہروی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن صاعد نے، ان کو عبداللہ بن شیبیب نے، ان کو ابوسعید ربیع نے، ان کو محمد بن عمر بن سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ام عثمان بنت سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سعید بن محمد بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد جبیر بن مطعم سے، وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبی کو بھیجا اور اس کا معاملہ مکے میں ظاہر ہو گیا میں شام کی طرف گیا۔ جب میں مقام بصری میں پہنچا تو میرے پاس انصار کی ایک جماعت آئی انہوں نے مجھ سے کہا کیا آپ ارض حرم سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ پہچانتے ہو اس شخص کو جس نے تم لوگوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے بتایا جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے عبادت خانے میں لے گئے۔ اس میں مورتیاں اور بت رکھے ہوئے تھے یا تصویریں اور شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تم دیکھو کیا تم دیکھتے ہو اس نبی کی شبیہ اور شکل جو تمہارے اندر بھیجا گیا ہے؟ میں نے ان سب میں نظر ماری مگر مجھے حضور ﷺ کی شکل اور شبیہ نظر نہ آئی۔ میں نے بتایا کہ میں اس نبی کی شکل اور اس کی صورت نہیں دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد وہ مجھے اس سے بہت بڑے معبد خانے میں لے گئے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ شبیہیں اور تصویریں موجود ہیں۔ اب انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اب آپ دیکھئے، کیا آپ اس نبی کی صورت یہاں دیکھتے ہیں؟ میں نے نظر ماری تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر حضور ﷺ کی صورت اور آپ ﷺ کی صفت کے مطابق شبیہ موجود ہے۔ پھر میں نے دیکھا وہاں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شبیہ اور صورت بھی موجود ہے اور (اس تصویر میں) ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کی ایڑی کو پکڑے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس نبی کی صورت اس کی صفت پر دیکھی؟ میں نے ان کو بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا وہ یہ ہیں؟ اور انہوں نے رسول ﷺ کی صفت اور آپ ﷺ کے مشابہ صورت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ میں نے ان کو بتایا اے اللہ! ہاں یہی ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ وہی ہیں۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں جو ان کی ایڑی کو پکڑے ہوئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں پہچانتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ یہی تم لوگوں کا نبی ہے اور یہ دوسرا (ایڑی پکڑنے والا) اس کے بعد اس کا جانشین ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں محمد سے جو غیر منسوب ہے، اس نے محمد بن عمر سے۔ یہ اسی اسناد کے ساتھ ہے۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۱/۱۷۹)

(۲) حضرت جبیر بن مطعم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف گیا اور میں وہاں پر اہل کتاب کے ایک شخص سے ملا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ یا نبی بن گیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ اہل کتاب کا ایک آدمی آیا اس نے پوچھا کہ تم لوگ کس کام سے آئے ہو؟ اس پہلے والے نے اس کو بتایا (کہ یہ اس نبی کے شہر سے آیا ہے جس نے نبوت کا حال ہی میں ارض حرم میں دعویٰ کیا ہے)۔ لہذا اُس نے مجھے ایک گھر میں داخل کیا جو اسی کا تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں بہت سی تصویریں اور شبیہیں رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے ان میں نبی کریم ﷺ کی شبیہ بھی دیکھی۔ اس شخص نے پوچھا کیا وہ شخص (جو تمہارے ہاں نبی بنا ہے) وہ یہی ہے؟

میں نے بتایا کہ جی ہاں یہی ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ نہیں ہوا کوئی نبی (جو نبی بن کر آیا) مگر اس کے بعد بھی کوئی نہ کوئی نبی ہوتا تھا سوائے اس نبی (محمد ﷺ) کے (یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ اس کے بعد اس کے خلفاء ہوں گے)۔

ابہم غسان کو دعوت اسلام ..... (۳) ہمیں اس کی خبر دی ابو بکر فارسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو اسحاق اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو احمد بن فارس نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل بخاری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن عمر نے۔ اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی۔

(۴) اور میری کتاب میں ہے ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے وہ اس میں سے ہے جو اس نے مجھے خبر دی بطور اجازت کے یہ کہ ابو محمد عبد اللہ بن اسحاق بغوی نے ان کو خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن یثیم بلدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد العزیز بن مسلم بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ادریس نے شریحیل بن مسلم سے، اس نے ابو امامہ باہلی سے، اس نے ہشام بن عاص اموی سے۔ انہوں نے کہا میں بھیجا گیا اور قریش میں سے ایک اور آدمی بھی ہرقل روم کی طرف۔ اس کو اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے۔ ہم لوگ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مقام غوطہ یعنی دمشق میں جا پہنچے۔ اور ہم جبلہ بن ابہم غسانی کے پاس اترے (یعنی غسان کا بادشاہ)۔ اس کے دربار میں داخل ہوئے وہ اپنے تخت پر براجمان تھا۔ اس نے ہمارے پاس اپنا نمائندہ بھیجا تاکہ ہم اس کے ساتھ بات چیت کریں۔ ہم نے اس سے کہا کہ قسم بخدا ہم نمائندے سے بات نہیں کریں گے۔ ہم براہ راست بادشاہ کی طرف بھیجے گئے ہیں اگر وہ ہمیں بات کرنے کی اجازت دیں گے تو ہم اس سے بات کریں گے ورنہ ہم قاصد سے بات نہیں کریں گے۔ وہ نمائندہ واپس گیا اس نے جا کر اس کو خبر دی اس بات کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے ہم کو اجازت دے دی۔ ہم گئے تو اس نے کہا بات کیجئے۔

چنانچہ ہشام بن عاص نے اس سے بات کی اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس وقت اس نے سیاہ کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ ہشام نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہے آپ کے اوپر؟ اس نے کہا کہ میں نے یہ کپڑے پہنے ہیں اور قسم کھالی تھی کہ میں ان کو نہیں اتاروں گا۔ یہاں تک کہ تم لوگوں کو شام سے نکال دوں گا۔ ہم نے کہا آپ یہاں بیٹھے رہئے، اللہ کی قسم البتہ ہم ضرور تجھ سے یہ چھین لیں گے۔ اور ہم ضرور اقتد اور حکومت چھین لیں گے بڑے بادشاہ سے بھی انشاء اللہ۔ ہمیں اس بات کی خبر ہمارے نبی نے دی ہے۔ اس نے کہا کہ تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سارا سارا دن روزہ رکھتے ہیں، رات کو کھولتے ہیں۔ تمہارا روزہ کیسے ہوتا ہے؟ ہم نے جب اس کو بتایا تو اس کا چہرہ سیاہی سے بھر گیا۔ پھر اس نے کہا کہ تم لوگ اٹھ جاؤ۔ اس نے ہمارے ساتھ ایک نمائندہ بھیجا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے۔

صحابہ کرام ہرقل کے دربار میں ..... جب ہم ہرقل روم کے شہر کے قریب پہنچے تو جو ہمارے ساتھ تھا اس نے کہا کہ تمہارے یہ سواری کے جانور بادشاہ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمہیں نچر اور ٹٹو وغیرہ پر سوار کر لیتے ہیں۔ ہم نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ انہی سواریوں پر اس کے پاس جائیں گے۔ انہوں نے بادشاہ کی طرف پیغام بھیجا کہ یہ لوگ نہیں مان رہے۔ لہذا ہم لوگ اپنی اپنی سواریوں پر داخل ہوئے۔ ہم نے اپنی تلوار جامل کر رکھی تھی۔ یہاں تک کہ ہم اس کے بالا خانے تک جا پہنچے۔ ہم نے اس کو مکان کے ساتھ اپنی سواریاں بٹھائیں اور بادشاہ ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔

ہم نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللہ جانتا ہے کہ اس کا وہ کمرہ لرز نے لگا تھا۔ لرزتے لرزتے ایسا ہو گیا جیسے کھجور کی شاخ اور خوشہ ہلتا ہے جس کو ہوا چھیڑیں مارتی ہے۔ اس نے ہمارے پاس بندہ بھیجا کہ تمہیں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ تم لوگ ہم لوگوں پر اپنا دین کھلم کھلا بیان کرو۔ اور ہمارے پاس پیغام بھیجا کہ اندر داخل ہو جاؤ۔ ہم اس کے پاس اندر گئے اور وہ اپنے بستر پر بیٹھا تھا اور اس کے پاس روم کے سردار بیٹھے تھے اور اس کی مجلس میں ہر چیز سرخ تھی۔ اس کے ارد گرد سرخی تھی اور اس کے اوپر سرخ کپڑے تھے، جو نبی اس کے قریب ہوئے تو وہ ہنسنے لگا۔ اور اس نے کہا کہ تمہارے لئے اجازت ہے کہ تم لوگ چاہو تو مجھے اس طرح سلام کرو جیسے تم لوگ آپس میں کرتے ہو۔ اس کے پاس ایک آدمی تھا جو فصیح عربی



بولتا تھا، کثیر الکلام تھا۔ ہم نے کہا کہ بے شک ہمارا اسلام جو ہمارے مابین ہوتا ہے وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ رہا تیرا اسلام جس کے ساتھ تجھے سلام کیا جاتا ہے وہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے کہ تجھے اس طرح سلام کیا جائے۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ اپنے بادشاہ کو سلام کیسے کرتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم اس کو بھی یہی سلام کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ تمہیں کس طرح جواب دیتا ہے؟ ہم نے بتایا کہ وہ بھی ہمیں اسی طرح جواب دیتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ تمہاری سب سے بڑا کلام بڑی بات کیا ہے؟ ہم نے بتایا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ ہم نے جب ان الفاظ کے ساتھ کلام کیا تو کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم پھر وہ کمرہ لرزنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کی طرف سر اٹھایا اور کہنے لگا یہ الفاظ جو تم نے کہے ہیں جس سے کمرہ ہلنے لگا ہے کیا تم لوگ جب بھی اپنے گھروں میں کہتے ہو تو تمہارے گھر کی اسی طرح کا پٹنہ لگتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ نہیں ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایسا ہوا ہو مگر یہاں دیکھ رہے ہیں تیرے پاس۔ وہ کہنے لگا میں چاہتا تھا کہ اگر یہ واقعہ ہر وقت ہوتا ہے کہ تم لوگ جب بھی کہتے ہو ہر شے تمہارے کہنے سے کا پتی ہے تو میں اپنا آدھا ملک خالی کر دوں، آدھے ملک سے نکل جاؤں۔ ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ ہمارے لئے آسان ہوتا اور ہمارے لئے زیادہ بہتر ہوتا یہ کہ نہ ہو امر نبوت سے۔ اور یہ کہ وہ لوگوں کی تدبیروں میں سے۔

پھر اس نے ہم سے پوچھا اس کے بارے میں جو حضور ﷺ نے ارادہ کیا ہے، یعنی وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے اس کو خبر دی۔ پھر اس نے پوچھا کہ تمہاری نماز کیسے ہوتی ہے؟ اور تمہارا روزہ کیسے ہوتا ہے؟ ہم نے اس کو بتا دیا۔ اس نے کہا اچھا اب تم لوگ اٹھ جاؤ۔ لہذا ہم لوگ اٹھ گئے، اس نے ہمارے لئے اچھے گھر اور اچھی ضیافت کا انتظام کیا۔ ہم نے تین دن اس کے ہاں قیام کیا۔ اس نے ایک مرتبہ رات کے وقت ہمیں بلایا۔ ہم لوگ گئے۔ اس نے کہا کہ آپ لوگ اپنی بات میرے سامنے پھر دہراؤ۔ ہم نے اپنی بات دہرائی۔ اس کے بعد اس نے کوئی چیز منگوائی جو کسی بہت بڑے صندوق کی صورت پر تھی اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ اس کے اندر چھوٹے چھوٹے گھریا خانے بنے ہوئے تھے ان پر دروازے لگے ہوئے تھے اس نے ایک خانہ اور تالا کھولا۔

### حضرت آدم علیہ السلام کی صورت

(۱) اور اس نے ایک کالا ریشم کا کپڑا نکالا اور اس کو پھیلایا۔ یکا یک اس میں ایک تصویر تھی جو کہ سرخ تھی اس تصویر پر ایک آدمی تھا جس کی دونوں آنکھیں موٹی موٹی تھیں، سُرینیں بڑی تھیں، گردن اس قدر لمبی کہ میں نے ایسی کبھی نہ دیکھی تھی۔ جبکہ اس کی داڑھی نہیں تھی، بالوں کی دو چٹیا بنی ہوئی تھیں۔ اللہ نے جو مخلوق پیدا کی ہے اس میں حسین ترین شکل تھی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور وہ سب لوگوں سے زیادہ بالوں والے تھے۔

### حضرت نوح علیہ السلام کی صورت

(۲) اس کے بعد اس نے ہمارے لئے ایک اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا۔ اس میں بھی ایک تصویر تھی جس پر ایک سفید شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے بال تھے گھونگھرا لے بالوں کی طرح، اس کی آنکھیں سرخ تھیں، سر بڑا تھا، داڑھی خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا کہ اس کو تم پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ نوح علیہ السلام ہیں۔

### حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت

(۳) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک آدمی تھا جو انتہائی سفید رنگ والا، خوبصورت آنکھوں والا، کشادہ پیشانی والا، لمبے رخسار والا، سفید داڑھی والا۔ ایسے لگتا تھا جیسے ابھی مسکرا دے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں پہچانتے۔ اس نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔



### حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت

(۴) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا۔ اس میں بھی ایک صورت تھی جو کہ انتہائی سفید تھی۔ یہ تو اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم لوگ ان کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم رو پڑے۔ کہتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ (دکھانے والا) اٹھ کھڑا ہوا۔ بعد میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم کیا یہ واقعی وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں یہ وہی ہیں۔ ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم انہی کو دیکھ رہے ہیں۔ لہذا وہ تھوڑی دیر تک اس صورت کو دیکھتا رہا پھر کہنے لگا بہر حال یہ آخری گھریا آخری خانہ تھا مگر میں نے اس کو پہلے کھول دیا ہے تاکہ میں اس کو جلدی دیکھوں جو شخص تمہارے ہاں ہے۔

### حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی صورت

(۵)، (۶) اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک صورت تھی گندم گوں، سیاہی مائل۔ یکا یک دیکھا تو ایک آدمی تھا انتہائی گھونگھرا لے بالوں والا، گہری آنکھوں والا، تیز نگاہوں والا، سخت چہرے والا، باہم جڑے ہوئے دانتوں والا، موٹے اوپر اٹھے ہوئے ہونٹوں والا جیسے کہ سخت غصے میں ہے۔ (دکھانے والے) نے پوچھا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے بتایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

اور اس کے برابر پہلو میں ایک اور صورت تھی جو موسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھی مگر ان کے سر پر تیل لگا ہوا تھا۔ پیشانی چوڑی تھی، اس کی آنکھ میں بھینگاپن یا ایک طرف جھکاؤ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ ہارون بن عمران ہیں۔

### حضرت لوط علیہ السلام کی صورت

(۷) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا۔ اس میں ایک سفید ریشم نکلوا۔ اس میں ایک آدمی کی صورت تھی جس کا گندمی رنگ تھا۔ بال سیدھے تھے۔ میانہ قد تھا۔ دیکھنے میں ایسا لگتا تھا جیسے وہ غصے میں بیٹھا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو جانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ لوط علیہ السلام ہیں۔

### حضرت اسحاق علیہ السلام کی صورت

(۸) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشمی کپڑا نکلوا۔ اس میں ایک صورت تھی جو کہ ایک سفید رنگ کا آدمی تھا اس کے رنگ میں سرخی کی آمیزش تھی، ناک کی ہڈی اونچی تھی، رخسار ہلکے تھے بھرے ہوئے نہیں تھے، چہرہ خوبصورت تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اسحاق علیہ السلام ہیں۔

### حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت

(۹) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشم کا کپڑا نکالا۔ اس میں ایک صورت تھی جو کہ اسحاق علیہ السلام سے مشابہ تھی مگر اس کے نیچے والے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ یعقوب علیہ السلام ہیں۔

### حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صورت

(۱۰) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک آدمی کی صورت تھی جو سفید رنگ خوبصورت چہرے والا آدمی تھا، ناک کی ہڈی اونچی تھی، خوبصورت قامت تھی۔ اس کے چہرے پر نور غالب تھا مگر چہرے میں عاجزی پہچانی

جاری تھی۔ یہ بھی سرخی مائل تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اسماعیل علیہ السلام ہیں، تمہارے نبی کے دادا۔

### حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت

(۱۱) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشم نکالا۔ اس میں ایک صورت تھی آدم علیہ السلام جیسی۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس کے چہرے پر سورج رواں دواں ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو جانتے ہو؟ ہم نے منع کیا تو اس نے بتایا کہ یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔

### حضرت داود علیہ السلام کی صورت

(۱۲) اس کے بعد ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشم نکالا اس میں ایک آدمی کی صورت تھی جو کہ سرخ رنگ والا تھا، پنڈلیاں پتلی تھیں، آنکھیں چھوٹی تھیں، پیٹ بڑا تھا، میانہ قد تھے۔ جسم پر تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ داود علیہ السلام ہیں۔

### حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہ

(۱۳) اس کے بعد ایک اور دروازہ کھولا، اس میں سے ایک سفید ریشم نکالا۔ اس میں ایک آدمی کی شبیہ تھی۔ اس کی سرین موٹی تھی، پیر لمبے تھے۔ یہ آدمی گھوڑے پر سوار تھا۔ انہوں نے پوچھا، اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ سلیمان بن داود علیہ السلام ہے۔

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ

(۱۴) اس کے بعد اس نے اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک سفید شبیہ تھی، وہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ داڑھی انتہائی شدید کالی نہیں تھی، بال زیادہ تھے۔ آنکھیں خوبصورت، چہرہ خوبصورت۔ انہوں نے پوچھا، اس کو جانتے ہو؟ ہم نے منع کیا تو انہوں نے بتایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔

ہم نے پوچھا یہ تصویریں آپ کے پاس کہاں سے آئی ہیں۔ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ بالکل اسی کیفیت پر ہیں جس پر انبیاء علیہم السلام کی صورتیں اور شکلیں بنائی گئی تھیں۔ اس لئے کہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی صورت و شکل بالکل انہیں کی مثل ہے؟ لہذا ہر قل ملک اعظم نے کہا کہ بے شک آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ ان کو اس کی اولاد میں سے انبیاء کرام ان کو دکھا دیں۔ لہذا اللہ نے آدم علیہ السلام پر ان انبیاء کی صورتیں اور شکلیں اتاری تھیں۔ اور وہ آدم علیہ السلام کے خزانے میں محفوظ تھیں۔ سورج کے غروب ہونے کی جگہ کے قریب۔ غروب شمس کی جگہ سے ان کو ذوالقرنین بادشاہ نے نکال لیا تھا۔ اس نے ان کو حضرت دانیال علیہ السلام کے حوالے کر دیا تھا۔

اس کے بعد (ہر قل نے) کہا، سن لو اللہ کی قسم بے شک میرا دل تو خوش ہے میرے ملک سے نکلنے پر اور اگر میں عبد اور غلام ہوتا تو اس ملک کو نہ چھوڑتا، یہاں تک کہ میں مرجاتا۔ پھر اس نے ہمیں روانہ کیا اور ہمیں اچھے طریقے سے صلہ دیا اور ہمیں چھوڑ دیا۔

ہم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ اور ہم نے وہ سب کچھ بتایا جو ہم نے دیکھا تھا۔ اور جو کچھ اس نے ہم سے کہا تھا۔ اور اس نے جو کچھ ہمیں صلہ دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ روپڑے اور فرمانے لگے کہ وہ مسکین ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو وہ ضرور یہ کام کرتا (یعنی اسلام قبول کرتا)۔ اس کے بعد کہا، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ وہ لوگ (یعنی عیسائی) اور یہودی اپنے ہاں یعنی (توراة و انجیل میں) محمد ﷺ کی صفت پاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۵۶۲/۳)

(۱۵) اور ہماری کتاب میں ہمارے شیخ سے مروی ہے ابو عبد اللہ حافظ سے اور وہ اس میں سے ہے جس کے ساتھ مجھے خبر دی ہے بطور اجازت کے۔ کہ ابو بکر احمد بن کامل قاضی نے ان کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد بن شاکر نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے زرارہ بن اونی سے۔ اس نے مطرف بن مالک سے کہا کہ میں تَسْتَر کی فتح کرنے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ موجود تھا۔ ہم مقام سوس میں حضرت دانیال کی قبر پر پہنچے۔ وہ لوگ جب بارش مانگتے تھے تو حضرت دانیال کے ذریعے مانگتے تھے باہر نکل کر۔ اس نے حدیث ذکر کی اس میں۔ جو کچھ انہوں نے اس میں پایا تھا، اس میں ایک صندوق تھا۔ اس میں ایک کتاب (یا تحریر تھی)۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی ایک نصرانی کی اجیر کے بارے میں جس کا نام نُعَيْمٌ تھا۔ اس کو وہ کتاب ہبہ کی گئی تھی (پھر انہوں نے حدیث ذکر کی)۔ اس کے اسلام کے بارے میں۔ پھر اس کتاب کو پڑھنے کے بارے میں۔ کہ اس میں یہ بات لکھی ہوئی تھی :

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ - (سورة آل عمران : آیت ۸۵)

جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

کہتے ہیں کہ اس دن (یہود و نصاریٰ میں سے) بیابلیس عالم اسلام لے آئے تھے۔ یہ واقعہ حضرت معاویہ کی خلافت میں پیش آیا تھا۔ حضرت معاویہ نے ان کو عطا یا اور تحائف دیئے تھے۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کا حضرت دانیال علیہ السلام نبی کی میت کا تجہیز و تکفین

ہمام کہتے ہیں کہ فرقد نے گمان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو تمیمہ نے کہ حضرت عمر نے حضرت اشعری کو لکھا۔ حضرت دانیال (کی میت) کو بیری اور ریحان (نازبو کے جوش دیتے ہوئے) پانی کے ساتھ غسل دیں اور یہ کام کہ اس پر نماز (جنازہ) پڑھائی جائے۔ بے شک وہ نبی تھے۔ انہوں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ مسلمانوں کے سوا کوئی اس کا متولی نہ بنے، جو ان کی تجہیز و تکفین کرے۔

(۱۶) ہمام نے کہا کہ مجھے خبر دی بسطام بن مسلم نے کہ معاویہ بن قرہ نے کہا :

”ہم لوگ آپس میں اس کتاب کا ذکر کر رہے تھے۔ (جس کا اس روایت کے شروع میں ذکر ہوا ہے جس میں مذکورہ سورة آل عمران بھی تھی، یہ مذاکرہ ہو رہا تھا) کہ وہ کتاب پھر کہاں گئی تھی۔ اتنے میں ہمارے پاس حضرت شہر بن حوشب کا گزر ہوا تو ہم نے ان کو بلا لیا۔ اور ان سے اس کتاب کے بارے میں ہم نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا، واقعی آپ لوگوں نے ایسے بندے سے پوچھا ہے جو اس بارے میں خبر رکھتا ہے۔ بے شک وہ کتاب حضرت کعب کے پاس تھی۔ جب ان کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے فرمایا کوئی ایسا آدمی ہے جس کو میں اس امانت کا امین بنا دوں۔ جو اس امانت کو ادا کر دے۔ حضرت شہر بن حوشب نے بتایا کہ میرے ایک چچا زاد بھائی نے کہا (کہ وہ اس امانت کو لے لے گا)۔ اس کی کنیت ابولبید تھی۔ حضرت کعب نے وہ کتاب اس کے حوالے کر دی تھی اور فرمایا کہ اس کو لے چلے جاؤ۔ جب تم فلاں فلاں مقام پر پہنچو تو اس کو اس میں پھینک دینا (اس سے ان کی) مراد سمندر یا دریا سے تھی۔“

ہمام نے حدیث ذکر کی اس آدمی کے خلاف کہ حضرت کعب کو معلوم ہو گیا کہ اس شخص نے یہ کام نہیں کیا پھر بعد میں اس نے یہ کام کیا (کہ وہ جب ڈالنے کے لئے گئے تو) پانی الگ ہو گیا تھا۔ پھر انہوں نے وہ کتاب اس میں پھینک دی اور واپس حضرت کعب کے پاس لوٹ کر آئے اور ان کو بتایا کہ اس نے وہ کتاب پانی میں پھینک دی ہے۔ تو حضرت کعب جان گئے اس نے سچ کہا ہے۔ فرمایا کہ بے شک وہ اصل توراہ تھی، جیسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا۔